﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

# الفضل

ہفت روزہ
انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد 20

جمعۃ المبارک 06 دسمبر 2013ء
03 صفر 1435 ہجری قمری ❁ 06 فتح 1392 ہجری شمسی

شمارہ 49

## اپنے ربّ کا عارف

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سے کون سب سے زیادہ اپنے ربّ کی معرفت رکھتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اپنے نفس کی سب سے زیادہ معرفت رکھتا ہے۔

(کشف الخفاء۔ اسماعیل بن محمد العجلونی حدیث نمبر 2532 موسسۃ الرسالہ۔ بیروت 1405ھ۔ طبع چہارم)

**اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر لحاظ سے اجتماع کامیاب رہا۔ اور سب سے اچھی بات یہ ہے کہ حاضری کے لحاظ سے اس دفعہ بہت زیادہ اچھی رسپانس خدام الاحمدیہ نے اور اطفال الاحمدیہ نے بھی دکھائی ہے۔**

**نوجوان ہی وہ لوگ ہیں جو قوموں کے مستقبل کا آئینہ دار ہوتے ہیں۔ چاہے وہ دنیاوی لحاظ سے قوموں کی ترقی ہو یا دینی لحاظ سے قوموں کی ترقی ہو۔ انبیاء کی تاریخ میں بھی نوجوان ہی تھے جنہوں نے اپنا کردار ادا کیا۔**

**مَیں نے مختلف ممالک کی خدام الاحمدیہ کی تنظیموں کو یہ کہا تھا کہ ایک بَیج (Badge) بنوائیں۔ اُس بَیج پر یہ لکھا ہو کہ ’’قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی‘‘۔ یہ بَیج اس لئے تھا کہ ہم وہ لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں اور یہ کرنا چاہتے ہیں کہ ہماری اصلاح ہو۔ اور ہماری اصلاح صرف ہماری ذات کی خاطر نہ ہو بلکہ قوموں کی اصلاح کے لئے ہو، قوموں کی ترقی کے لئے ہو، جماعت کی ترقی کے لئے ہو۔**

**نوجوانوں کو بھی، بڑوں کو بھی ہر ایک کو یاد رکھنا چاہئے اور نوجوانوں نے کیونکہ آئندہ مستقبل میں جماعت کی باگ ڈور سنبھالنی ہے، اس لئے اُن کو خاص طور پر یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم پر بعض ذمہ داریاں ڈالی ہیں۔**

**(حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مختلف ارشادات اور جماعت سے آپ کی توقعات کے حوالہ سے اہم نصائح)**

**یہ نہ دیکھیں کہ ہمارے بعض بڑے عہدیدار کس نہج پر چل رہے ہیں۔ یہ دیکھیں کہ آئندہ جماعت کی باگ ڈور میرے سپرد ہونی ہے تو میں نے اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر کس طرح جماعت کی خدمت کرنی ہے اور کس نہج پر چلانا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ایک وقت آئے گا جب آپ اُن لوگوں کی جگہ لینے والے ہوں گے جو صحیح کام نہیں کر رہے۔**

**اسلام کے خوبصورت پیغام کو پہنچانے کے لئے آپ نے اپنا کردار ادا کرنا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر اُٹھنے والے ہر تیر کو صحابہ رضوان اللہ علیہم کی طرح آپ نے اپنے سینے اور ہاتھوں پر لینا ہے تا کہ اسلام کا نہ صرف صحیح طرح دفاع کر سکیں بلکہ اسلام کے پیغام کو دنیا میں پہنچا کر دنیا کو تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بھی بچا سکتے ہیں۔ مسلمانوں کی رہنمائی بھی آپ نے ہی کرنی ہے اور غیر مذاہب کے ماننے والوں کی رہنمائی بھی آپ نے کرنی ہے۔ پس اُٹھیں اور اپنے فرض کی ادائیگی کے لئے سینہ سپر ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔**

**سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مورخہ 07 جون 2013ء کو اختتامی خطاب برموقع اجتماع خدام الاحمدیہ یوکے بمقام اسلام آباد، ٹلفورڈ**

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

الحمد للہ کہ آج خدام الاحمدیہ یوکے (UK) کے اجتماع کا یہ آخری دن کا آخری سیشن ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر لحاظ سے اجتماع کامیاب رہا۔ اور سب سے اچھی بات یہ ہے کہ حاضری کے لحاظ سے اس دفعہ بہت زیادہ اچھی رسپانس خدام الاحمدیہ نے اور اطفال الاحمدیہ نے بھی دکھائی ہے۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ خدام الاحمدیہ یعنی وہ نوجوان جو احمدیت کے خادم ہیں، اُن کا ایک عہد ہے جو آپ نے اس فنکشن میں دہرایا اور ہمیشہ دہراتے ہی رہتے ہیں۔ اور خدا کو حاضر ناظر جان کر ایک وعدہ کرتے ہیں۔ پس ہمیشہ اس عہد کو اپنے سامنے عام حالات میں بھی رکھتے رہا کریں اور جب دہرایا کریں تو اُس پر غور کریں کہ کیا ہم اس عہد کو پورا کر بھی رہے ہیں کہ نہیں، کیونکہ نوجوان ہی وہ لوگ ہیں جو قوموں کے مستقبل کا آئینہ دار ہوتے ہیں۔ قوموں کا مستقبل ان سے وابستہ ہوتا ہے، چاہے وہ دنیاوی لحاظ سے قوموں کی ترقی ہو یا دینی لحاظ سے قوموں کی ترقی ہو۔

انبیاء کی تاریخ میں بھی نوجوان ہی تھے جنہوں نے اپنا کردار ادا کیا۔ حضرت عیسیٰ کے بارے میں، عیسائیوں کے بارے میں قرآنِ کریم میں سورۃ کہف میں جو ذکر آتا ہے، وہ یہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ نوجوان تھے جب انہوں نے کہا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا (الکہف:11) کہ اے ہمارے رب! اپنے حضور سے رحمت عطا کر، اور ہمارے لئے ہمارے معاملہ میں رُشد و ہدایت کے سامان کر۔

اللہ تعالیٰ نے بھی یہ جو لفظ یہاں استعمال فرمایا ہے

''فِتْیَۃٌ'' کا، یعنی نوجوانوں کا۔ اس کا مطلب صرف نوجوان ہی نہیں بلکہ وہ لوگ بھی ہیں جو فیاض ہیں، جو سخی ہیں، جو اپنے کاموں کو کرنے کے لئے، اپنے وعدوں کو نبھانے کے لئے اپنے وعدے بھی پورے کرتے ہیں۔

پھر اسی جگہ دو تین آیتیں چھوڑ کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّھُمْ فِتْیَۃٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّھِمْ وَزِدْنٰھُمْ ھُدًی (الکھف: 14) کہ وہ چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر حقیقی ایمان لائے تھے اور ہم نے اُنہیں ہدایت میں آگے بڑھا دیا۔ پہلے سے زیادہ اُن میں ترقی پیدا کر دی۔ پس یہ نوجوانوں کی اہمیت ہر جگہ اور ہر موقع پر ہوتی ہے۔

یہاں لفظ استعمال ہوا ہے۔ ''مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا'' اور ''رَشَدًا'' کا مطلب ہے آزادی بھی اور کامیابی کا راستہ بھی۔ اب یہ آزادی کس طرح ہوگی؟ یہ کامیابی کس طرح ہوگی؟ آپ لوگ وہ ہیں جو صرف اپنی آزادی کے لئے نہیں بلکہ دنیا کو دنیا کی لہو ولعب سے آزاد کرانے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ پس یہ آزادی صرف جسمانی آزادی نہیں ہے بلکہ یہ آزادی جسمانی آزادی کے لحاظ سے لغویات سے آزادی ہے، شیطان کے چنگل سے آزادی ہے اور کامیابی کے راستے آپ نے تلاش کرنے ہیں۔

پس اس طرف ہمیشہ توجہ دیں کہ آپ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دنیا کی آزادی کے سامان بھی پیدا کرنے ہیں، دنیا کو کامیابی سے ہمکنار کرانا ہے۔ اور دنیا کی کامیابی یا اپنی کامیابی کس طرح ہوگی؟ یہ اُس وقت ہوگی جب آپ دین کو سیکھیں گے۔ جب آپ کو اپنے دین کا پتہ ہوگا جس پر آپ عمل کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ جس کو آپ ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اگر خود آپ کو دین کا علم نہیں ہے، تو دنیا کو کیا سکھائیں گے۔ اور پھر دین کے علم کے ساتھ ایک تربیت کا پہلو ہے۔ تربیت بھی اُتنی ہی ضروری ہے جتنا علم سیکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ بغیر تربیت کے آپ اپنے اوپر اُس علم کو لاگو نہیں کر سکتے۔ گویا کہ جو علم آپ سیکھ رہے ہیں اُس کی عملی تصویر آپ کی تربیت ہے۔ اور پھر جب اس تربیت کی عملی تصویر بن جائیں گے، لوگوں کی آپ کی طرف توجہ پیدا ہوگی، آپ کو دینی علم بھی ہوگا تو پھر اگلا رستہ تبلیغ کا ہے۔ دنیا کو آزادی دلوانے کا ہے، دنیا کو شیطان کے چُنگل سے آزاد کرانے کا ہے۔ دنیا کو خدا تعالیٰ کے آگے جھکانے کا ہے، دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لانے کا ہے۔ پس جب یہ چیزیں ہوں گی تبھی آپ وہ لوگ کہلا سکتے ہیں جو اُن نوجوانوں میں شامل ہیں جو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں آزادی دے، ہمیں رُشد دے، ہمیں ہدایت دے اور پھر اللہ تعالیٰ اُن دعاؤں کو قبول کرتا ہے اور دیتا ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ ایک شخص ایک مقصد کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ کے آگے عاجزی سے جھکے، اور مقصد بھی وہ جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا ہے، اُس کے لئے اللہ تعالیٰ کے آگے آئے، جھکے، اپنا سر رکھے، سجدوں میں پڑے اور پھر خدا تعالیٰ اُسے کامیابی عطا نہ فرمائے۔ پس یقیناً یہ کامیابی آپ کے لئے مقدر ہے لیکن آپ لوگوں کو خود بھی اس کے بارے میں کوشش کرنی ہوگی۔ اپنے دینی علم کو بڑھانا ہوگا، اپنی تربیت کرنی ہوگی اور پھر اس درد کے ساتھ اس پیغام کو آگے دنیا تک بھی پہنچانا ہوگا۔ اور اس سے پھر انشاء اللہ تعالیٰ آپ کامیابیوں کی منزلیں طے کرتے چلے جائیں گے۔

یہ نوجوان جن کا قرآنِ کریم میں سورۃ کہف میں ذکر ہے جن کے بارے میں مَیں نے بتایا ہے یہ تین سو سال سے زیادہ کوشش کرتے رہے، آخر وہ وقت آیا جب عیسائیت کو کامیابیاں نصیب ہوئیں اور دنیا میں پھیل گئی۔

پس مسیح موسوی کے ماننے والے وہ نوجوان جن کے لئے یہ مقدر نہیں تھا، اللہ تعالیٰ کے یہ وعدے نہیں تھے کہ انہوں نے تمام دنیا کو اپنے زیرِ اثر کرنا ہے، اُن کو اگر اللہ تعالیٰ نے کامیابیاں عطا فرمائیں تو وہ نوجوان جو مسیح محمدی کے ماننے والے ہیں، جن کے لئے وعدہ ہے، جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے پیشگوئیاں فرمائی ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے بھی اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے بھی، اُن کے لئے کامیابیاں تو یقیناً مقدر ہیں اور کوئی دنیا کی طاقت نہیں جو ان کامیابیوں کی راہ میں حائل ہو سکے۔ بشرطیکہ آپ خود اس کے لئے کوشش کرنے والے ہوں۔

پس ہمارے نوجوانوں کے لئے یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ اس کو سمجھیں اور ایک عہد کریں کہ ہم نے اپنی زندگیوں کو اُس عہد کے مطابق ڈھالنا ہے جو ہم یہاں خدام الاحمدیہ کا بھی کرتے ہیں، خدام الاحمدیہ میں ہر اجتماع پر کرتے ہیں، اپنے اجلاسوں میں کرتے ہیں اور اُس عہد کے مطابق بھی ڈھالنا ہے جو ہم نے بیعت کا عہد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے کیا ہے۔ اگر یہ سوچ آپ کی ہوگی تو انشاء اللہ تعالیٰ کامیابیاں جو مقدر ہیں جماعت کے لئے، وہ آپ کے لئے آپ کے زمانے میں آسان ہوتی چلی جائیں گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

اسی طرح صرف یہی نہیں کہ حضرت عیسیٰ کی مثال ہے تو وہاں نوجوانوں نے کام کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے جو صحابہ تھے اُن میں سے بھی اکثریت 90 فیصد جوانوں کی تھی جنہوں نے کام کئے، کام دکھائے اور اللہ تعالیٰ نے اُن کو بھی کامیابیاں عطا فرمائیں۔ انہوں نے اپنے اندر خاص تبدیلی پیدا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اُن تبدیلیوں کے عوض اپنی رضا کا پروانہ جاری کیا اور نہ صرف یہ بلکہ دنیاوی کامیابیوں سے بھی ہمکنار کیا۔

پس اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ ہر احمدی کی جب وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے عہدِ بیعت میں آتا ہے، دنیاوی کامیابیاں بھی اور دینی کامیابیاں بھی اس بات پر منحصر ہیں کہ آپ کس حد تک اپنے عہد کو نبھانے والے ہیں۔ پس جب آپ کہتے ہیں مَیں جان، مال اور وقت کو قربان کرنے کے لئے ہر دم تیار رہوں گا تو صرف کھوکھلا دعویٰ نہ ہو، الفاظ نہ ہوں بلکہ آپ کی یہ سوچ ہو کہ جب بھی موقع ملے میری جان بھی حاضر ہے، میرا مال بھی حاضر ہے، میرا وقت بھی حاضر ہے اور جب یہ سوچ ہوگی تو انشاء اللہ تعالیٰ جیسا کہ میں نے کہا پھر کامیابیاں بھی آپ کا مقدر بنتی چلی جائیں گی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نوجوانوں کو ایک ماٹو دیا تھا، یا ایک نصیحت کی تھی کہ ''قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہوسکتی''۔ مَیں نے اس پر مختلف ممالک کی خدام الاحمدیہ کی تنظیموں کو اور یوکے (UK) کو بھی یہ کہا تھا کہ ایک بیج (Badge) بنوائیں۔ اُس بیج پر یہ لکھا ہو کہ ''قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہوسکتی''۔ اور میں نے دیکھا ہے اکثر خدام کے سینے پر یہ بیج لگا بھی ہوا ہے۔ یہ بیج صرف خوبصورتی کے لئے نہیں تھا، یہ بیج صرف اس اظہار کے لئے نہیں تھا کہ ہم نے یہ بیج لگا لیا اور ہم وہ لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں۔ بلکہ یہ بیج اس لئے تھا کہ ہم وہ لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں اور یہ کرنا چاہتے ہیں کہ ہماری اصلاح ہو۔ اور ہماری اصلاح صرف ہماری ذات کی خاطر نہ ہو بلکہ قوموں کی اصلاح کے لئے ہو، قوموں کی ترقی کے لئے ہو، جماعت کی ترقی کے لئے ہو۔ پس یہ بہت بڑا نعرہ ہے جو آپ کو دیا گیا ہے۔ یہ ایک بہت بڑی نصیحت ہے جو آپ کو کی گئی ہے کہ جب ایک دوسرے کے سینے پر لگے ہوئے بیج پڑھیں تو صرف پڑھنا ہی کافی نہ ہو۔ بلکہ ایک دوسرے کو دیکھ کر اس طرف توجہ پیدا ہو کہ ہم نے اپنی اصلاح کی طرف توجہ دینی ہے اور اصلاح کی طرف توجہ اس لئے دینی ہے تا کہ جماعت کے اندر بھی ہمارا تربیت کا معیار بلند ہوتا چلا جائے اور دنیا کو بھی صحیح راستے پر چلانے والے بن سکیں۔ پس اس بیج کا فائدہ تبھی ہے جب آپ لوگ اس کے مضمون کو سمجھ سکیں، اس نصیحت کو سمجھ سکیں۔

ہمیشہ خدام کو یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا جماعت پر، نوجوانوں پر، اطفال پر اور باقی تنظیموں پر بہت بڑا احسان ہے جو آپ نے یہ تنظیمیں قائم فرمائیں تا کہ ہم اپنے ماحول میں آزادانہ طور پر، اپنے طرز پر اپنی تنظیمی ترقی کے سامان کر سکیں، اپنی اصلاح کے سامان کر سکیں۔ اپنی علمی ترقی کے سامان کر سکیں، اپنی روحانی ترقی کے سامان کر سکیں۔

پس خدام الاحمدیہ کی تنظیم کا مقصد ہی یہی تھا کہ آپ لوگ، وہ نوجوان جو پندرہ سال سے چالیس سال تک ہیں، وہ اطفال جو سات سال سے پندرہ سال تک ہیں اپنی ذمہ داریوں کو شروع ہی سے سمجھنا شروع کر دیں۔ یہ نہ سمجھیں کہ جماعتی نظام نے ہمیں رہنمائی کرنی ہے بلکہ خود اپنی رہنمائی کے سامان کریں، اپنی تربیت کے سامان کریں، اپنے پروگرام بنائیں تا کہ جماعت کی ترقی کی رفتار پہلے سے بڑھ کر ہو۔

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نوجوانوں کو نصیحت کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ

'جب گزر جائیں گے ہم تم پہ پڑے گا سب بار'

پس وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے صحابہ تھے، پھر اُن کو دیکھنے والے تھے، پھر اُن کی تربیت میں کچھ صحابہ کے دیکھنے والوں کی تربیت میں زندگی گزارنے والے تھے، وہ لوگ اپنا اپنا وقت گزار کر آہستہ آہستہ رخصت ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ کچھ رخصت ہو گئے، صحابہ چلے گئے، پھر اُن کے دیکھنے والے رخصت ہوئے، پھر آگے تربیت والے رخصت ہوئے۔ پس آپ یاد رکھیں کہ یہ بار جو آپ پر پڑا ہے اس کو آپ نے نبھانا ہے۔ یہ نہیں کہ وہ بزرگ لوگ رخصت ہو گئے تو بس کام ختم ہو گیا۔ بلکہ آپ لوگوں نے زمانے کی رفتار کے ساتھ اپنے آپ کو مزید تیز کرنا ہے تا کہ یہ کام پہلے سے بڑھ کر آگے بڑھتا چلا جائے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جہاں جہاں بھی خدام الاحمدیہ ایکٹو (active) ہے یا لجنہ ایکٹو (active) ہے یا اطفال ایکٹو (active) ہیں یا دوسری تنظیمیں ایکٹو (active) ہیں وہاں جماعت کی ترقی کی رفتار کئی گنا ہو گئی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یوکے (UK) بھی اُن لوگوں میں شامل ہے۔ اور آپ کی یہ حاضری اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ لوگوں کو یہ احساس ہے کہ ہم نے آگے بڑھنا ہے۔ ہم نے ترقی کرنی ہے ہم نے اپنی اصلاح کے ساتھ دنیا کی اصلاح کا جو بیڑا اُٹھایا ہے اُس کو بھی پورا کرنا ہے۔

ہمیشہ ہمیں نوجوانوں کو بھی، بڑوں کو بھی ہر ایک کو یاد رکھنا چاہئے اور نوجوانوں نے کیونکہ آئندہ مستقبل میں جماعت کی باگ ڈور سنبھالنی ہے، اس لئے اُن کو خاص طور پر یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم پر بعض ذمہ داریاں ڈالی ہیں۔ آپ نے بڑے درد سے یہ فرمایا ہے کہ اگر تم نے ذمہ داریاں ادا نہ کیں تو تم مجھے بدنام کرنے والے ہوگے۔ آپ فرماتے ہیں میری طرف منسوب ہو کر، ہماری طرف منسوب ہو کر پھر ہمیں بدنام نہ کرو۔ پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت دنیا میں قائم کرنی ہے اور آپ کی عزت اس لئے نہیں قائم کرنی کہ آپ کوئی علیحدہ مذہب لے کر آئے، بلکہ آپ کی عزت اس لئے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ ایک زمانہ آئے گا جب اسلام بگڑ جائے گا، باتوں کے علاوہ کچھ نہیں رہے گا، مسجدیں ویران ہو جائیں گی، قرآنِ کریم پر عمل ختم ہو جائے گا، اُس وقت جب مسیح موعود کا ظہور ہوگا تو اُس کی جماعت جو ہوگی وہ دنیا کو ان تمام باتوں سے جو اسلام کی حقیقت ہیں، آگاہ کرنے والی ہوگی۔ اور یہ جو بدعات پیدا ہو گئی ہیں مذہب میں اُن کو ختم کرنے والی ہوگی۔ اور آپؐ نے وہ مقام دیا اپنے مسیح موعود اور مہدی موعود کا کہ فرمایا کہ ہمارے مسیح موعود اور مہدی معہود کا جب ظہور ہوگا تو جو چاند اور سورج کے گرہن کی نشانی ہے، وہ ایسی نشانی ہے جو پہلے کبھی نہیں ہوئی اور یہاں آپ نے بڑے پیار سے 'ہمارا مہدی' کہہ کے مخاطب کیا۔ پس یہ پیار جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے الفاظ میں استعمال کیا اور اس کا اظہار کیا، یہ ہمیں اس بات پر توجہ دلاتا ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو سمجھیں، آپ کے مقصد کو سمجھیں، آپ کے مشن کو سمجھیں اور آپ کی بدنامی کے بجائے آپ کے اُس مشن کو پورا کرنے والے بنیں۔ اس لئے کہ آپ کا مشن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں دنیا کو لا کر ڈالنا ہے۔ مختلف نصائح آپ نے فرمائی ہیں، اُن کا خلاصہ مَیں پیش کروں گا۔ آپ ہمارے سے کیا توقعات رکھتے ہیں؟ اُن توقعات کا ذکر مَیں کروں گا۔

آپ نے فرمایا کہ مجھے ماننے والوں کا میری بیعت میں آنے کا مقصد تب پورا ہوگا جب تمہارا اللہ تعالیٰ پر ایمان بڑھے گا۔ اگر نہیں تو تمہارے احمدی ہونے کا یا بیعت میں آنے کا مقصد پورا نہیں ہوگا اور نہ صرف یہ کہ تمہارے بیعت میں آنے کا مقصد پورا نہیں ہوگا پھر اس سلسلے کے قائم ہونے کا بھی مقصد پورا نہیں ہوتا۔ اگر مقصد پورا نہیں ہوتا تو کیا مطلب ہے اس کا؟ یا یہ سلسلہ غلط ہے، یا ہم غلط ہیں۔ اور جیسا کہ میں نے کہا کہ سلسلہ کے بارے میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی مسیح موعود کے ذریعہ سے جماعت قائم ہوگی، وہ تو غلط نہیں ہوسکتا۔ اس جماعت کے بارے میں خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ نے بڑے وعدے فرمائے ہوئے ہیں۔ اس لئے یہ تو غلط نہیں ہوسکتا۔ ہاں اگر ہم نے اپنا تعلق اللہ تعالیٰ سے نہیں بڑھایا، اپنے ایمان میں اضافہ نہیں کیا تو ہم غلط ہوں گے اور جو بھی غلط ہوگا وہ پھر اُس شاخ کی طرح درخت سے کاٹا جاتا ہے جو اُس درخت کے لئے فائدہ مند نہیں ہوتی۔ پس ہمیشہ سوچیں کہ ہم نے اپنا ایک مقصد بنانا ہے جو خدا تعالیٰ پر کامل ایمان ہو اور اُس سے تعلق پیدا ہو۔

پھر ایک اور نصیحت جو آپ نے جماعت کو فرمائی، اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ نے فرمایا مَیں ایسی جماعت تیار کرنا چاہتا ہوں جو خدا تعالیٰ سے محبت رکھتی ہو۔ جب ایمان کامل ہوگا تو پھر محبت بھی بڑھے گی اور جب محبت بڑھے گی تو اللہ تعالیٰ اُس محبت کا جواب بھی محبت سے دیتا ہے۔ پھر آپ لوگوں کا ایک ایسا سلسلہ ایمان میں بڑھنے کا شروع ہو جائے گا جو آپ کو اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والا بن جائے گا۔ پس ہر ایک خادم کو یہ جائزہ لینا چاہئے کہ خدا تعالیٰ سے ہم کتنی محبت کرتے ہیں اور ہم اس محبت میں کتنا بڑھ رہے ہیں؟

باقی صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں

# مَصَالِحُ الْعَرَب

## (عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
## حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
## گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

**قسط نمبر275**

## مکرم طارق الأشہب صاحب (1)

مکرم طارق الأشہب صاحب بیان کرتے ہیں:

میرا تعلق مصر کے دارالحکومت القاہرہ سے ہے جہاں میری پیدائش 1981ء میں ہوئی۔ میرے والد صاحب کے مذہبی رجحان کا سارے اہل خانہ پر بہت اثر تھا۔انہیں دین سے فطری لگاؤ اور محبت تھی لیکن باوجود خواہش کے دینی علوم حاصل نہ کرسکے اور شاید اپنی اسی دیرینہ خواہش کی تکمیل کے لئے انہوں نے مجھے جامعۃ الأزہر کے زیرنگرانی چلنے والے ایک دینی مدرسے میں داخل کروادیا۔ علاوہ ازیں والد صاحب نے اپنے گھر کے ساتھ مسجد بھی تعمیر کروائی تھی تا کہ گھر میں مکمل دینی ماحول قائم رہے۔

### ابتدائی تعلیم کے ابتدائی خدّ وخال

مجھے بچپن سے ہی مختلف موضوعات پر لکھنے کا بہت شوق تھا۔لیکن مجھے اپنی تحریرات کی وجہ سے اپنے ساتھیوں کی طرف سے عمومًا مخالفت اور ناروا سلوک کا سامنا کرنا پڑتا تھا، تاہم میرے والد صاحب کا رویہ بالکل مختلف تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ ازہر کے ادارے میں پڑھنے کی وجہ سے وہ یہ سمجھتے تھے کہ میرا علم پختہ اور قابل اعتماد ہے اور میں جو کہتا ہوں وہی درست ہے۔

ابتدائی تعلیم کے زمانہ میں میں دینی علوم حاصل کرنے والے دیگر طالب علموں کی طرح تہہ دل سے اپنے اساتذہ کی ہدایات کے مطابق چلنے والا اور ایسا پکا سلفی بننے کی کوشش کرنے والا تھا جسے اپنے مولویوں سے بے پناہ عقیدت ہو۔اسی جوش میں بعض اوقات مدرسہ سے لوٹنے کے بعد میں اپنے کمرے میں آئینہ کے سامنے بیٹھ کر اپنی والدہ کا حجاب ایسے اوڑھتا جیسے میرا استاد مولوی سر پر سفید کپڑا رکھتا تھا۔ پھر میں اپنی دادی جان کے سیاہ دوپٹے کو اپنے چہرے کے اردگرد ایسے لپیٹ لیتا جیسے مولوی صاحب کی داڑھی تھی۔ پھر آئینہ کے سامنے بیٹھ کر اپنے استاد کی طرح وعظ کرنے کی پریکٹس کرتا تھا۔

### نزولِ مسیح

جب دینی علوم کی کچھ سمجھ آنے لگی تو میں قرآن کریم و احادیث کے ذاتی مطالعہ سے اس نتیجہ پر پہنچا کہ عیسیٰ علیہ السلام دیگر انبیاء کی طرح فوت ہو چکے ہیں۔لہٰذا میں نے کہنا شروع کردیا کہ نزولِ مسیحِ ناصری ناممکن ہے کیونکہ جو فوت ہوگیا ہو وہ دوبارہ نہیں آ سکتا۔ گو میں نے یہ موقف اپنا تو لیا تھا لیکن رہ رہ کے میرے دل میں یہی خیال آتا تھا کہ شاید مجھے مزید مطالعہ وغیرہ کرکے حقیقت تک پہنچنے کی ضرورت ہے کیونکہ نزول مسیح کا عقیدہ عام رائج عقیدہ ہے اور یہی ہمیں دینی ادارے میں پڑھایا گیا تھا۔ اور جن اساتذہ سے میں نے پڑھا تھا وہ مجھ سے بہتر دین کو سمجھتے تھے اور انہوں نے اپنے سے زیادہ پڑھے لکھے اساتذہ سے تعلیم حاصل کی تھی یوں یہ سلسلہ سلفِ صالح تک جا پہنچتا ہے۔اس لئے میں نے سوچا کہ کہیں کم علمی کی وجہ سے میری سوچ اور میرا ایمان شیطانی کدورت سے آلودہ نہ ہوجائے اور ضلالت وہلاکت کا سبب نہ بنے۔

### ایمان وعقیدہ کے بارہ میں شک

انٹر کی تعلیم تک پہنچتے پہنچتے مجھے مولویوں کے طرز عمل سے شدید نفرت پیدا ہوگئی تھی۔ میں خود اس بات کا گواہ تھا کہ ان میں سے کئی قول وفعل کے تضاد کا واضح نمونہ تھے۔ اسی بنا پر میں بعض مولویوں کے بارہ میں غیر معمولی عقیدت کا اظہار کرنے والوں کو بڑی غلطی پر سمجھتا تھا۔ میں نے علم حدیث میں پڑھا تھا کہ بعض راوی وہم کا شکار ہوتے ہیں اور بعض نسیان اور خطا کے عوارض میں مبتلا ہوتے ہیں جبکہ بعض کو جھوٹ کا مرتکب بھی قرار دیا گیا ہے۔ نیز یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ بعض اسرائیلی روایات بھی حدیثوں میں داخل ہوگئی ہیں۔ انہی امور کی وجہ سے علماء نے بعض احادیث کو صحیح بعض کو ضعیف اور بعض کو موضوع یعنی جھوٹی قرار دیا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی دیکھا کہ ایک حدیث کو ایک عالم صحیح کہتا ہے تو دوسرا اسے ضعیف قرار دیتا ہے۔ گویا فلاں حدیث اس لئے صحیح ہے کیونکہ فلاں بڑے عالم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور فلاں اس لئے ضعیف ہے کہ اسے فلاں حدیث کے عالم نے ضعیف قرار دیا ہے۔ ان امور کو جاننے کے بعد مجھے شدید دھچکا لگا بلکہ ان امور نے مجھے اپنے ایمان اور عقیدہ کے بارہ میں شک میں مبتلا کردیا، اس کی وجہ یہ تھی کہ کئی عقائد کی بنا ایسی روایات پر ہی رکھی گئی تھی۔

### موعود کا انتظار

ان پریشان کُن حالات میں میرا دھیان اس موعود کی طرف مبذول ہوگیا جس کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ اور جس کے بارہ میں فرمایا تھا کہ وہ ہر بگڑے عقیدے اور خرابی کو درست کرے گا اور پھر سے دین کو اس کی اصل حقیقت کے ساتھ پیش کرے گا۔ یہ امام مہدی ہوگا۔ اور حکم وعدل ہونے کی وجہ سے اس کی بعثت ہی امید کی کرن سمجھی جاسکتی ہے۔

لیکن میں سوچنے لگا کہ کیا مہدی بھی دیگر علماء کی طرح کوئی معروف عالم فاضل ہوگا؟ یعنی کیا وہ یہ مقام اپنے علم کی بنا پر حاصل کرے گا یا کسی اور طریق پر؟ اسے کیسے پتہ چلے گا کہ وہ امام مہدی ہے؟ کیا باقی علماء بھی اس کو مان لیں گے؟

اسی دوران میری ایک دوست سے عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد کے بارہ میں علمی بحث ہوئی۔ میری رائے یہ تھی کہ وہ دوبارہ نہیں آئیں گے۔ میری دلیل یہ تھی کہ جن احادیث میں عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کا ذکر ہے وہ آحاد ہیں جن کے بارہ میں علماء کا اتفاق ہے کہ ان میں واردہ امور سے کسی عقیدہ کی بنا نہیں ڈالی جاسکتی۔ علاوہ ازیں میں عقلی طور پر بھی عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا قائل تھا کیونکہ دیگر انبیاء کی طرح ایک بشر کی حیثیت سے ان کا لمبے عرصہ تک زندہ رہنا محال ہے۔

اس پر میرے دوست نے پوچھا: پھر ان آیات کا کیا مطلب ہے جن میں یہ ذکر ہے کہ مسیح نہ قتل ہوا نہ ہی مصلوب ہوا بلکہ اسے اٹھالیا گیا؟

اس کے جواب میں میں اسے صرف اتنا ہی کہہ سکا کہ یہ بات مجھے بھی حیران وپریشان کرتی ہے لیکن اس کی کوئی اور تفسیر یا کوئی درست معنی ضرور ہوگا جو ہمیں اس وقت سمجھ نہیں آرہا۔ اس سلسلہ میں میری کوشش جاری رہی تا آنکہ مجھے معلوم ہوا کہ بعض دیگر علماء جیسے شیخ الازہر جناب محمود شلتوت صاحب نے بھی وفات مسیح کا فتویٰ دیا ہے۔ لیکن اس فتویٰ کی بنا پر آج تک ان کی بہت زیادہ مخالفت کی جاتی ہے۔ اس کے باوجود میں نے ان کا فتویٰ پڑھ کر سمجھنا چاہا لیکن عجیب بات یہ ہے کہ میری تسلی نہ ہوئی۔ اور میری تحقیق کا سفر جاری رہا۔

### ناسخ ومنسوخ کی حکمت!!

ایک روز میرے بڑے بھائی نے کہا کہ: مجھ سے میرے عیسائی دوست پوچھتے ہیں کہ تمہارا خدا ایک بات کہہ کر اسے منسوخ کیوں کردیتا ہے؟ اگر منسوخ ہی کرنا تھا تو اسے کہا ہی کیوں تھا؟ اور فرض کریں کہ اگر منسوخ کرنے کی ضرورت پڑ ہی گئی تھی تو اسے قرآن کریم میں باقی رکھنے میں کیا حکمت ہوسکتی ہے؟ کیونکہ جس بات پر عمل کرنا منسوخ ہوگیا ہے اسے قرآن میں رکھ کر اس کا پڑھنا ثواب قرار دینا کہاں تک معقول ہے؟

مَیں نے اپنے بھائی سے کہا کہ ناسخ ومنسوخ "مَعْلُومٌ مِنَ الدّین بِالضرورۃ" یعنی دین کی بدیہی تعلیمات میں سے ہے جس کا انکاری کافر ہوجاتا ہے۔

علاوہ ازیں میں نے کچھ اور تشریحات بھی پیش کیں جن سے میرا بھائی تو مطمئن ہوگیا لیکن عیسائی شخص کے اعتراضات بار بار میرے دماغ کو بے چین کرنے لگے۔ خصوصًا یہ کہ اگر منسوخ ہی کرنا تھا تو اس حکم کے نازل کرنے کا مقصد کیا تھا؟ اور اگر منسوخ کرنے کی ضرورت پڑ ہی گئی تھی تو اسے قرآن کریم میں باقی رکھنے میں کیا حکمت ہے؟ بالآخر مَیں نے یہ کہہ کر خود کو سمجھا لیا کہ میرا علم ابھی ان امور کو سمجھنے کے لئے ناکافی ہے اور اس کی تہہ تک پہنچنے کے لئے شاید مجھے ابھی بہت کچھ پڑھنے کی ضرورت ہے۔

### مَعلومٌ مِن الدِّینِ بِالضَّرُورَۃ

(مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قارئین کرام کے لئے اس جگہ "مَعْلُومٌ مِنَ الدّین بِالضرورۃ" کی کسی قدر وضاحت کردی جائے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ دینِ اسلام کی بدیہی طور پر معلوم تعلیمات۔ یہ ایک ایسی اصطلاح ہے جسے مسلمان کی تعریف میں شامل کرکے تمام متشدد دینی گروہوں نے تکفیر کے لئے کامیاب حربے کے طور پر استعمال کیا ہے۔ لہٰذا ان کے نزدیک مسلمان وہ ہے جو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور دین اسلام کی بدیہی طور پر معلوم تعلیمات کا انکار نہ کرے۔ یہاں اسلام کی بدیہی طور پر معلوم تعلیمات کی کوئی تعیین نہیں کی گئی جس کی وجہ سے اختلافِ عقائد کی وجہ سے تکفیر کا بڑا دروازہ کھل گیا ہے۔ ہر فرقہ یہ کہتا ہے کہ میرے نزدیک فلاں بات دین کی بدیہی طور پر معلوم تعلیمات کے انکار کے مترادف ہے لہٰذا اس کا قائل کافر ہے۔ دوسرا فرقہ کہتا ہے کہ میرے نزدیک فلاں عقیدہ مَن گھڑت اور دین کی بدیہی طور پر معلوم تعلیمات کے مخالف ہے لہٰذا اس عقیدہ کا حامل کافر ہے۔ الغرض اس اصطلاح اور اس کے مضمون کو تاریخ اسلامی میں مفکرین، مجددین اور مسلمان فرقوں میں باہم تکفیر اور ظلم وزیادتی کے لئے بطور اسلحہ استعمال کیا گیا ہے۔ مثلاً جب معتزلہ فرقہ کی حکومت آئی تو انہوں نے اسی طرز فکر کی بنا پر اہل حدیث کی تکفیر کی کیونکہ ان کے نزدیک خلقِ قرآن کے عقیدہ سے انکار بدیہی طور پر معلوم اسلامی تعلیمات کے انکار کے مترادف تھا۔ اور پھر جب اہل حدیث حکمران ہوئے تو چونکہ ان کے نزدیک خلقِ قرآن کا عقیدہ بدیہی طور پر معلوم اسلامی تعلیمات کے منافی تھا اس لئے انہوں نے اسی اصطلاح کو استعمال کرتے ہوئے معتزلہ کو کافر قرار دیا اور قتل کا بازار گرم کیا۔ اسی سوچ کا شاخسانہ ہے کہ سنی علاقوں میں شیعہ کی تکفیر اور پھر تعذیب ہورہی ہے جبکہ شیعہ علاقوں میں سنیوں کو کافر اور زندیق قرار دیا جارہا ہے۔ بلکہ موجودہ دور میں تو اس کا اطلاق اتنے وسیع پیمانے پر ہورہا ہے کہ شاید کوئی فرقہ بھی ایسا نہیں رہا جس نے کئی دوسرے فرقوں کو کافر قرار نہ دیا ہو۔ اور کوئی فرقہ ایسا نہیں ہے جس کو کئی فرقوں نے کافر نہ ٹھہرایا ہو۔ پھر یہ بات محض تکفیر تک ہی نہیں رکی بلکہ متشدد جماعتوں نے کافر ٹھہرائے جانے والے فرقوں کو مرتد قرار دے کر ان کے قتل کے فتوے جاری کئے جس کا نتیجہ آج دنیا کے سامنے ہے۔ ان لوگوں کی غلطی پر یہی دلیل کافی ہے کہ وہ محض اپنی لاعلمی یا تنگ نظری کی بنا پر اپنی تفسیر یا اجتہاد کو ہی قولِ فیصل سمجھ لیتے ہیں اور اس کے بعد سوچ اور سمجھ پر تالے لگا لیتے ہیں۔ چنانچہ پھر اگر ان کے اس موقف کے خلاف کوئی واضح دلائل بھی لے آئے تب بھی وہ ان کی سوچ اور عقیدہ کے مخالف ہونے کی وجہ سے کفر کا مرتکب ہوگا۔

اس کی مثال یہ ہے کہ وفات مسیح کا مسئلہ گو کہ واضح تھا لیکن بعض حدیثوں کو غلط سمجھنے کی بنا پر حیات مسیح کا عقیدہ بنا لیا گیا۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا سے علم پا کر وفات مسیح کا اعلان کیا اور اس کے مضبوط دلائل بیان کئے تو انہی علماء نے حیات مسیح کے عقیدہ کو دین کی بدیہی طور پر معلوم تعلیمات کے مخالف سمجھ کر کفر کا فتویٰ دیا۔ لیکن آج وفات مسیح کے قائل غیر احمدی حضرات کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی ہے۔ لہذا کئی مولوی حضرات اب مسئلہ حیاتِ مسیح کو دین کی بدیہی تعلیمات میں سے قرار دینے سے ہچکچاتے ہیں تاکہ اس کی وجہ سے وفاتِ مسیح کے قائل دیگر علماء کی تکفیر کے ارتکاب سے بچ سکیں۔

اسی طرح جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آکر فرمایا کہ جہاد تو دفاعی ہے اور عدوانی جہاد کی اسلام میں کوئی جگہ نہیں۔ اس وقت مسلمان علماء نے اپنی غلط سوچ کی بنا پر اس بات کو بھی دین کی بدیہی طور پر معلوم تعلیمات کے خلاف سمجھا۔ لیکن اب جبکہ ہر طرف سے اس غلط عقیدہ کی وجہ سے ماریں پڑ رہی ہیں تو اخوان المسلمین جیسے متشدد بھی اس بارہ میں وہ بات کہہ رہے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی تھی۔ اور تو اور عرب دنیا کے مشہور مولوی شیخ یوسف قرضاوی نے بھی اب یہی فتویٰ دیا ہے اور ان کو اس فتویٰ کی بنا پر بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ قادیانی ہوگیا ہے۔

یہی حال عقیدہ ناسخ ومنسوخ کا ہے۔ بعثتِ مسیح محمدی سے قبل تک یہ بھی دین کی بدیہی طور پر معلوم تعلیمات میں سے تھا جس کا انکار کفر کا موجب بنتا تھا۔ لیکن آج جب دیگر اقوام کے اسلام پر اور قرآن پر اعتراضات ہوتے ہیں تو ان کا جواب بجز اس موقف کے اور کوئی نہیں ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیش فرمایا ہے۔

ثابت ہوا کہ یہ ایسی اصطلاح ہے جس کی ہر ایک اپنی مرضی کے مطابق تفسیر کرکے جسے چاہتا ہے دین کی بدیہی طور پر معلوم تعلیمات کا منکر سمجھ کر کافر قرار دے سکتا ہے۔ اور ایسی حالت میں ہر فرقہ دوسرے کے ساتھ اختلافات کا شکار اور برسرپیکار رہے گا۔ ان حالات سے اس وقت تک نجات ممکن نہیں جب تک کہ اس شخص کی بات نہ مان لی جائے جسے خدا تعالیٰ نے اس زمانے میں اختلافات ختم کرنے کے لئے بطور حکم وعدل بھیجا ہے۔ (ندیم)

**(باقی آئندہ)**

حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا

# خدام سے خطاب

(فرمودہ 25/دسمبر 1939ء برموقع اجتماع خدام الاحمدیہ بمقام قادیان)

## قسط نمبر 2

اور دوسرے یہ بات یادرکھو کہ یہ خیال کبھی نہ کرو کہ فلاں بات ہو نہیں سکتی۔ آج کل نوجوانوں سے ایسی باتیں بکثرت سننے میں آتی ہیں کہ کوئی مانتا نہیں، کوئی سنتا نہیں۔ یہ بھی بزدلی اور کمزوری کی علامت ہے۔ جب کوئی اچھا کام سامنے آئے اس کے متعلق پہلے احتیاط کے ساتھ اچھی طرح غور کرلو اور دیکھ لو کہ جہاں تک انسانی کوشش کا سوال ہے یہ ایسا تو نہیں جو ناممکن ہو اور کارکنوں پر اس سے ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ تو نہیں پڑتا اور جب فیصلہ کرلو کہ یہ طاقت کے اندر ہے تو پھر یہ کوئی قابلِ غور سوال نہیں کہ کوئی کرے گا یا نہیں۔ تم خود اسے شروع کردو اور یہ نہ دیکھو کہ کوئی تمہارے ساتھ ہوتا ہے یا نہیں۔

میرے بچپن کے کئی کام ایسے ہیں جنہیں آج اتنی تنظیم کے باوجود بھی ہم بآسانی نہیں کرسکتے۔ جب ولایت میں مشن قائم ہوا تو خواجہ صاحب (خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم) نے وہاں سے لکھنا شروع کیا کہ ایک اور آدمی یہاں بھیجا جائے۔ حضرت خلیفہ اوّل نے صدر انجمن احمدیہ کو جو خزانہ کی مالک تھی حکم دیا کہ خواجہ صاحب کی مدد کے لئے کوئی آدمی بھیجنے کا انتظام کیا جائے۔ اس کے لئے کئی کمیٹیاں قائم ہوئیں۔ سب نشیب وفراز پر غور کیا گیا، کئی دقتیں سامنے آئیں، خرچ کا سوال بہت مشکل تھا۔ ایک دن حضرت خلیفہ اوّل نے مجھے فرمایا کہ خواجہ بہت تنگ کررہا ہے۔ میں نے مولوی محمد علی صاحب سے بھی کہا کہ کوئی انتظام کیا جائے وہ بھی کوئی تجویز نہیں کرتے۔ انجمن بھی کوئی فیصلہ نہیں کرتی اور میں اس وجہ سے بہت پریشان ہوں۔ اُدھر کام خراب ہو رہا ہے اور اِدھر یہ لوگ کوئی توجہ ہی نہیں کرتے۔ میں وہاں سے اُٹھا اور انصار اللہ کی مجلس میں اِس بات کو پیش کیا اور کہا کہ یہ کوئی مشکل کام نہیں کوئی شخص اپنے آپ کو پیش کرے۔ چودھری فتح محمد صاحب نے کہا کہ میں اپنے آپ کو پیش کرتا ہوں۔ اب سوال کرایہ کا رہ گیا۔ چودھری صاحب نے کہا کہ تھرڈ کلاس کا جو کرایہ لگتا ہے وہ مجھے دے دیا جائے۔ معلوم ہوا کرایہ دوسَو کے قریب ہوگا۔ سَو روپیہ خرچ خوراک وغیرہ کے لئے رکھ لیا گیا اور چند دوستوں نے اُسی وقت یہ روپیہ پورا کردیا اور میں نے جاکر حضرت خلیفہ اوّل سے کہہ دیا کہ آدمی بھی تیار ہو گیا ہے اور روپیہ کا انتظام بھی ہو چکا ہے تو اس طرح میں نے انگلستان میں مشن قائم کیا۔ چودھری فتح محمد صاحب نے وہاں بعد میں الگ مشن قائم کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ایسے رنگ میں مجھے کامیاب کیا کہ جس کام کیلئے صدر انجمن احمدیہ کئی مہینے مشورے اور تجویزیں کرتی رہی میں نے وہ چند منٹ میں کردیا۔ آدمی بھی تیار کرلیا اور روپیہ بھی فراہم ہوگیا۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہے۔ قادیان میں علمی ترقی کے لئے میں نے انجمن سے یہ کہا کہ کوئی انتظام کیا جائے۔ جب تک یہاں کوئی ایسا آدمی نہ ہو جو عربی ممالک میں تعلیم حاصل کرکے آئے یہاں علمی ترقی نہ ہوسکے گی مگر انجمن نے ہمیشہ مالی مشکلات کا عُذر پیش کیا۔ میں نے چودھری نصر اللہ خان صاحب مرحوم سے اس کا ذکر کیا اور کہا کہ کچھ بوجھ آپ اُٹھائیں اور کچھ میں اُٹھاتا ہوں اور ایک آدمی مصر بھیجا جائے۔ وہ آمادہ ہو گئے اور میں نے شیخ عبدالرحمٰن مصری کو جواَب مرتد ہو چکے ہیں مصر بھیج دیا کہ وہاں سے عربی کی تعلیم حاصل کرکے آؤ تا سلسلہ کو بھی فائدہ پہنچے۔ ہم دو چار آدمیوں نے ہی مل کر ان کے لئے کرایہ وغیرہ کا انتظام کردیا۔ وہ اُس وقت ملازم تھے اس لئے تنخواہ یہاں بال بچوں کو ملتی رہی اور وہاں کے اخراجات مَیں بھجواتا رہا۔ اس کام کے لئے انجمن مدتوں سوچتی رہی مگر میں نے خیال کیا کہ اگر یہ بات اچھی ہے تو میں اسے شروع کردیتا ہوں اللہ تعالیٰ خود تکمیل تک پہنچا دے گا اور یہ میرے کام اس وقت کے ہیں جب میں ابھی بچہ تھا۔ خدام الاحمدیہ کے بہت سے ممبروں کے لحاظ سے مَیں بچہ تھا۔ اس کی ممبری کے لئے چالیس سال تک عمر کی شرط ہے مگر میری عمر اُس زمانہ میں 23, 22 سال ہوگی اور کئی کام تو اس سے بھی پہلے زمانہ کے ہیں۔

اس زمانہ میں چودھری فتح محمد صاحب اور بعض دوسرے نوجوان سکولوں اور کالجوں میں پڑھا کرتے تھے۔ میری آنکھوں میں ککرے ہو گئے تھے اس لئے میں نے سکول میں پڑھنا چھوڑ دیا تھا اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل سے طب اور بخاری پڑھا کرتا تھا۔ ہم نے آپس میں مشورہ کیا کہ جب بڑے تبلیغ کرتے ہیں تو ہم کیوں نہ کریں اور اس کے لئے کیا ذریعہ اختیار کریں۔ آخر ہم نے فیصلہ کیا کہ جس طرح رسالہ ریویو نکلتا ہے ہم بھی ایک رسالہ جاری کریں۔ سب نے مجھ سے کہا کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اجازت حاصل کریں اور نام بھی رکھوائیں۔ آپ نے اجازت دے دی اور تشحیذ الاذہان نام رکھا۔ اب اس کے اخراجات کا سوال تھا۔ ہم نے فیصلہ کیا جو جیب خرچ ملتا ہے اس میں سے ایک ایک روپیہ چندہ دیں گے۔ پہلے سات ممبر تھے اس لئے ہم نے فیصلہ کیا کہ سہ ماہی رسالہ نکالا جائے۔ مضمون تو ہم خود لکھ لیں گے پیکٹ وغیرہ بھی خود بنالیں گے۔ اندازہ کیا گیا تو 25، 30 روپیہ خرچہ کتابت اور طباعت وغیرہ کا تھا۔ ہم نے سوچا کہ کوئی نہ کوئی خریدار بھی تو مل ہی جائے گا۔ پہلے دو تین پرچے ہم نے خود اپنے ہاتھ سے پیک وغیرہ کئے ٹکٹ لگائے مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے اسے جلد ہی ترقی حاصل ہوگئی۔ تو رسالہ کا نکالنا کوئی معمولی بات نہیں مگر میں نے اسے شروع کردیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ چل نکلا گو بعد میں مَیں نے ہی اسے رسالہ ریویو میں مدغم کردیا کیونکہ ریویو کی حالت اچھی نہ تھی اور میں چاہتا تھا کہ ساری توجہ اسی کی طرف ہو کیونکہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جاری کردہ ہے۔

اسی طرح میری خلافت کے ایام میں بھی بیسیوں امور ایسے پیش آئے کہ جب میں نے ان کو شروع کیا تو لوگوں نے اعتراض کیا اور کہا کہ یہ ایسا بوجھ ہے جسے قوم اُٹھا نہیں سکتی مگر آخر وہ کام خدا تعالیٰ نے کردیئے۔ میرا تو یہ ہمیشہ سے قاعدہ رہا ہے کہ جب پوری سوچ بچار اور احتیاطوں کے باوجود میں نے دیکھا کہ کام ضروری ہے تو پھر میں نے کوئی پرواہ نہیں کی کہ کیا نتیجہ ہوگا اور تَوَکُّلاً عَلَی اللّٰہِ اسے شروع کردیا اور یہی سمجھا کہ اگر یہ کام اچھا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے خود تکمیل تک پہنچادے گا۔

پس یاد رکھو کہ کسی کام کو شروع کرتے وقت یہ خیال کرنا کہ لوگ مانتے نہیں اوّل درجہ کی بزدلی ہے۔ تمہیں لوگوں سے کیا اگر وہ کام اچھا ہے تو تم خود اسے کرو۔ خواہ بالکل اکیلے ہو اُسے شروع کردو۔ وسروں کی ذمہ داری تم پر نہیں۔ تم اپنا فرض ادا کرنا شروع کردو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ یہی فرماتا ہے کہ تم پر اپنے نفس کی ذمہ داری ہے لوگوں کی نہیں[1]۔

پس خدام الاحمدیہ اپنے آپ کو اُس وقت تک مفید وجود نہیں بنا سکتے جب تک کہ وہ اس یقین اور توکل پر اپنے کاموں کی بنیاد نہ رکھیں گے کہ جو کام اچھا ہے اس میں ہم نے دوسروں کو نہیں دیکھنا کہ وہ شامل ہوتے ہیں یا نہیں۔ تم کو اس سے کیا کہ کوئی ساتھ ہوگا یا نہیں تم اپنا فرض ادا کرو۔

یہ خیال بھی بالکل غلط ہے کہ اگر کوئی اور ساتھ نہ ملا تو سُبکی ہوگی۔ دیکھو اِس وقت تک جتنے انبیاءؑ گزرے ہیں وہ بھی اگر اسی سُبکی کے خیال سے کام کرنے سے محترز رہتے تو دنیا کا نقشہ کیا ہوتا۔ ان میں سے کسی نے بھی اِس سُبکی کا خیال نہیں کیا۔ حضرت آدمؑ کو جب اللہ تعالیٰ نے پیغام دیا تو انہوں نے اس کا خیال نہیں کیا۔ حضرت نوحؑ کو دیا تو انہوں نے یہ خیال نہیں کیا کہ نتیجہ کیا ہوگا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب یہ پیغام دیا تو وہ کب سوچنے بیٹھے کہ انجام کیا ہوگا۔ ان میں سے کسی نے بھی انجام کی پرواہ نہیں کی بلکہ جسے بھی حکم ملا وہ کام کرنے لگ گیا اور ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے نصرت مانگتا رہا۔ اگر یہ کام انسانی ہوتا تو حالات کو مدنظر رکھ کر بتاؤ کہ ان کی ناکامی میں شبہ ہی کیا تھا۔ یہ سب انبیاءؑ بڑے بڑے دعوے لے کر مبعوث ہوئے تھے۔ حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے کس کا دعویٰ چھوٹا تھا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ کتنا بڑا تھا۔ مگر ان میں سے کب کسی نے یہ خیال کیا کہ اسے کون مانے گا۔ ان کے سامنے صرف یہی بات تھی کہ خدا تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل ہو یہ خیال بالکل نہ تھا کہ کوئی مانتا ہے یا نہیں۔

کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ نبی کو اس بات کا علم ہوتا ہے کہ وہ جیت جائے گا اس لئے وہ پرواہ نہیں کرتا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ مومن کو بھی اس کا پتہ ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں مومن کے لئے بھی کامیابی کا وعدہ موجود ہے فرق صرف تفاصیل کا ہے۔ قرآن کریم سے یہ کہیں ثابت نہیں ہوتا کہ مومن بھی دنیا میں ہارا کرتے ہیں نبی اور مومن دونوں کے لئے جیتنا مقدر ہے فرق صرف تفاصیل کا ہے۔

پس جب تک اپنے اندر یہ یقین اور توکّل پیدا نہ کیا جائے کہ اگر کام اچھا ہے تو اسے کرنا ہے خواہ کوئی ساتھ شامل ہو یا نہ ہو اُس وقت تک کامیابی محال ہے۔ جب یہ فیصلہ کرلو کہ کوئی کام اچھا ہے اور طاقت سے باہر نہیں ہے تو لوگ خواہ تمسخر کریں خواہ کچھ کہیں اسے شروع کردو اور اگر تم ایسا کرو تو وہ کام ضرور ہو جائے گا۔

مجھے یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں حضرت خلیفہ اوّل جب درس دے کر واپس آتے تو اُن دنوں جلانے کے لئے گڈّوں پر اُپلے آیا کرتے تھے۔ مجھے دو تین مواقع ایسے یاد ہیں کہ چھوٹی مسجد کی سیڑھیوں کے پاس چوک میں وہ اُپلے پڑے ہوتے۔ بارش کے آثار ہوتے تو خادم ان سے کہتا کہ دو چار آدمی دے دیں تا ان کو اندر رکھ لیں۔ آپ فرماتے کہ چلو ہم آدمی بن جاتے ہیں اور قرآن شریف کسی کے ہاتھ میں دے کر اُپلے اُٹھانے لگ جاتے اور پھر دوسرے لوگ بھی شامل ہو جاتے۔

پس کام کرنے سے دل چُرانا بھی ایک مخفی کِبر کا نتیجہ ہوتا ہے اور جب تک یہ خیال دل سے نہ نکالو گے کہ ہم اکیلے کس طرح کام کرسکتے ہیں کامیابی کی توقع فضول ہے۔ پہلے اچھی طرح کام کے متعلق سوچ لو اور پوری احتیاط کے ساتھ غور کرلو اور ایسی اچھی طرح سوچ لو کہ جیسے کہتے ہیں پہلے تولو پھر منہ سے بولو۔ لیکن جب یہ سمجھ لو کہ یہ کام خدا تعالیٰ کی طرف سے فرض ہے تو پھر دائیں بائیں نظر مت ڈالو تم خود اسے شروع کردو۔ اگر کوئی تمہارے ساتھ شامل ہوتا ہے تو سمجھو اس نے تم پر احسان کیا اور اگر نہیں تو اپنی جان پر ظلم کیا ہے اور جب تم خود ایسی ذہنیت اپنے اندر پیدا کرلو گے تو اللہ تعالیٰ خود دوسروں کو تمہاری امداد کے لئے الہام کرے گا۔

یادرکھو کہ دین کے کام انسانی تدبیروں سے نہیں ہوا کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت سے ہوتے ہیں۔ نادان خیال کرتے ہیں کہ الہام ہمیشہ لفظوں میں ہی ہوتا ہے لیکن یہ صحیح نہیں۔ شرعی احکام کی تفاصیل اور عبادات سے تعلق رکھنے والا الہام ضرور کلام میں ہوتا ہے مگر نیک کام میں مدد کا الہام ضروری نہیں کہ لفظوں میں ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ہے کہ یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِنَ السَّمَاءِ[2] ایسے لوگ تیری مدد کریں گے جن کے دلوں میں ہم وحی کریں گے۔ تو دینی کاموں میں امداد کے لئے اللہ تعالیٰ عام لوگوں کے دلوں میں الہام کردیتا ہے اور وہ اس طرح کہ ان کو توجہ ہو جاتی ہے کہ ہم بھی اس کام میں مدد کریں۔ پس جو ضروری کام ہو اُسے انسان کی مدد کے خیال کے بغیر شروع کردو پھر اللہ تعالیٰ نصرت کرتا ہے۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کا بندہ بن جاتا ہے تو اس کی نگاہ دوسرے انسان کی طرف اُٹھتی ہی نہیں اور اس کے اندر ایسا توکل اور عزم پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ کسی بڑے سے بڑے کام میں ہاتھ ڈالنے سے نہیں ڈرتا۔ میں نے دیکھا ہے کہ ہر بڑی تحریک جو میں نے شروع کی بعض دفعہ ابتداء میں لوگوں نے ڈرایا بھی کہ یہ کامیاب نہیں ہوگی مگر میں کبھی جھجکا نہیں اور ناکامی کے خوف سے کبھی نہیں ڈرا۔ اس کام کے ہو جانے کے متعلق دعائیں کرتا رہا ہوں مگر یہ کبھی پرواہ نہیں کی کہ یہ ہوگا نہیں یا یہ کہ اگر نہ ہوا تو کیا ہوگا اور پھر یہ بھی کبھی نہیں دیکھا کہ وہ ہوا نہ ہو۔ تعویق بعض دفعہ بے شک ہوتی ہے اور بعض اوقات رُکاوٹیں بھی پیدا ہوتی ہیں مگر آخرکار اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ ہو گیا۔

پس آج مَیں یہ دو باتیں خاص طور پر خدام الاحمدیہ سے کہنا چاہتا ہوں۔ اوّل یہ کہ واقعات کی دنیا میں قیاس سے کام نہ لو اور جو کام تمہارے سپرد کیا جائے اس کے متعلق اُس وقت تک مطمئن نہ ہو جاؤ جب تک کہ وہ ہو نہ جائے اور دوسرے یہ کہ کام اختیار کرتے وقت پوری احتیاط سے کام لو۔ وہ کام اپنے یا دوسروں کے ذمہ نہ لگاؤ جو تم جانتے ہو کہ نہیں کرسکتے اور جب اس امر کا اطمینان کرلو کہ اچھا کام ہے اور تم کرسکتے ہو تو پھر خود اسے کرنے سے مت جھجکو۔ پھر جب یہ دیکھو کہ کام ضروری ہے مگر تمہارا نفس کہتا ہے کہ تم اسے کر نہیں سکتے تو اپنے نفس سے کہو کہ تو جھوٹا ہے اور غلط کہتا ہے یہ کام اللہ تعالیٰ ضرور کردے گا اور پھر اسے شروع کردو۔ جب ماں اپنے بچہ کی ضرورتیں پوری کرتی ہے تو یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے دین کی ضرورت کو پورا نہ کرے۔ پس یہ دونوں پہلو اپنی زندگی میں مدنظر رکھو تو پھر تکلیف میں نہیں پڑو گے اور کامیابی حاصل کرسکو گے۔

..........

1. لَا تُکَلَّفُ اِلَّا نَفْسَکَ (النساء:85)
2. تذکرہ صفحہ 50۔ ایڈیشن چہارم

(باقی آئندہ)

# خطبہ جمعہ

سنگاپور، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ اور جاپان کے دورہ کے دوران اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں کا نہایت ایمان افروز اور روح پرور تذکرہ۔

**اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو گننا اور اس کی انتہا جاننا ممکن نہیں۔ ہر دورہ اور ہر دن ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اس کے شکر کے مضمون کی نئی آگاہی دیتا ہے۔**

ان ممالک کے دوروں کے دوران ہونے والی مختلف تقریبات اور ان کے غیر معمولی نیک اثرات سے متعلق غیروں کے تأثرات کا اجمالی تذکرہ۔

**ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ اسلام احمدیت کا وسیع پیمانے پر تعارف ہوا۔ ایک اندازہ کے مطابق اس ریجن کے 46 ممالک میں ساڑھے تین کروڑ افراد تک پیغام پہنچا۔**

**مساجد کے افتتاح، ماؤری بادشاہ کی طرف سے خصوصی استقبالیہ تقریب، ماؤری زبان میں قرآن کریم کے ترجمہ کی اشاعت اور متعدد ایمان افروز تفصیلات۔**

مکرم بشیر احمد صاحب کیانی آف کراچی کی شہادت، مکرم میاں عبدالسمیع عمر صاحب آف یوکے اور عزیز مزمّل الیاس صاحب متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ کی وفات۔
مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 15 نومبر 2013ء بمطابق 15 نبوت 1392 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

گزشتہ چند ہفتے، جیسا کہ آپ جانتے ہیں، مَیں آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ اور سنگاپور، جاپان وغیرہ کے دورے پر رہا ہوں۔ جیسا کہ عموماً میرا طریق ہے دوروں کے دوران اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی جو بارش ہوتی ہے واپس آکر اُس کا ذکر کیا کرتا ہوں۔ سو آج مختصراً یہ ذکر آپ کے سامنے کروں گا۔

اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو گننا اور اس کی انتہا جاننا تو ممکن نہیں کیونکہ جب ہم سمجھتے ہیں کہ ہم فضلوں کی حدوں کو چھونے والے ہیں تو اللہ تعالیٰ فوراً ہی ایسے سامان پیدا کر دیتا ہے اور ہماری اس غلط فہمی کو دور کر دیتا ہے کہ جن باتوں کو تم بیشمار فضل سمجھتے ہو، یہ تو ابھی ابتدا ہے۔ اب میں تمہیں ایک قدم اَور آگے بڑھاتا ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا شمار اور اُس کی انتہا جاننا انسانی بس سے باہر ہے۔ خاص طور پر جب اللہ تعالیٰ کے ان وعدوں کا سلسلہ ہر موڑ پر کھڑا ہمیں ایک اور خوشخبری سنا رہا ہو جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے ہیں اور جن کی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ فضلوں کی انتہا کا ذکر تو دور کی بات ہے، مجھے تو یہ سمجھ نہیں آتی کہ کس فضل کو لے کر بات شروع کروں۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا ایک خلاصہ مَیں پیش کروں گا جو ان سات ہفتوں کے دوران سفر میں ہمیں نظر آئے۔ ان جگہوں کی کچھ تفصیل تو وکیل التبشیر صاحب کی رپورٹس جو الفضل کو وہ بھیج رہے ہیں، اُس میں شائع ہو رہی ہیں، اُس میں سے بعض لوگوں نے پڑھ لی ہوں گی لیکن بعض باتوں کی تصویر کھینچنا، تصویر کشی کرنا اور بیان کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ غیروں کے تأثرات جو غیر جماعت کا ذکر کرتے ہوئے کرتے ہیں، اُن کا سو فیصد بیان نہ مَیں کر سکتا ہوں، نہ کوئی اور کر سکتا ہے۔ ہاں ایم ٹی اے پر کچھ حد تک یہ دیکھے جا سکتے ہیں، شاید کچھ آ بھی گئے ہوں۔ انگریزی دان طبقے کے لئے پریس ڈیسک نے اس دفعہ اچھا انتظام کیا ہوا تھا اور دورے کے جو مختلف خاص اہم مواقع تھے اُن کی خبر دنیا کے احمدیوں تک پہنچتی رہی ہے۔ بہرحال ہر دورہ اور ہر دن ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اُس کے شکر کے مضمون کی نئی آگاہی دیتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ثبوت مہیا کرتا ہے۔ بہرحال اب اس تمہید کے بعد مَیں حالاتِ سفر اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا ذکر کرتا ہوں۔

ہمارے دورے کی پہلی منزل سنگاپور تھی۔ سنگاپور ایئرپورٹ پر سنگاپور کے احمدیوں کے علاوہ انڈونیشیا اور ملائشیا کے بعض عہدیداران مرد و خواتین بھی آئے ہوئے تھے اور اُن سب کی ایک عجیب جذباتی کیفیت تھی جس کا کچھ اندازہ آپ کو ایم ٹی اے پر خطبے کے دوران بعض جھلکیاں دیکھ کے ہو گیا ہو گا۔ بہرحال سنگاپور کا یہ دورہ تقریباً دس دن کا تھا اور اس میں انڈونیشیا، ملائشیا، برونائی، فلپائن، تھائی لینڈ، کمبوڈیا، ویتنام، پاپوا نیوگنی، سری لنکا، انڈیا اور میانمار سے آنے والے احمدیوں اور وفود سے ملاقات ہوئی۔ انڈونیشیا سے تقریباً اڑھائی ہزار کی تعداد میں احمدی آئے ہوئے تھے اور ان میں سے اکثر احمدی کوئی ایسے اچھے کھاتے پیتے نہیں تھے لیکن وفا اور اخلاص سے پُر تھے۔ بعض قرض لے کر یا اپنی کوئی چیز بیچ کر یا جائداد بیچ کر سفر کا خرچ کر کے آئے تھے۔ جیسا کہ مَیں پہلے بھی ایک دفعہ شاید سفر کے دوران کسی خطبہ میں ذکر کر چکا ہوں کہ ان لوگوں کو فکر تھی تو یہ کہ ہمارے دین کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ دین پر قائم رکھے۔ ان میں سے وہ لوگ بھی تھے جو بڑے عرصے سے تقریباً ایک سال سے گھر سے بے گھر ہیں۔ وہاں کے رہنے والوں نے اُن کو اُن کے گھروں سے نکال دیا ہے اور عارضی shelter میں رہ رہے ہیں لیکن انہوں نے اپنے ایمان کو قربان نہیں کیا ہے بلکہ اِن کے ایمان مزید مضبوط ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ جو جماعتی مصروفیات ہوتی ہیں، meetings ہیں، ملاقاتیں ہیں، کلاسیں ہیں۔ غیروں کے ساتھ جو دوسرے پروگرام تھے، وہ یہاں سنگاپور میں بھی ہوئے۔ ایک پروگرام reception کا تھا، جس میں انڈونیشیا سے آنے والے غیر از جماعت بھی شامل تھے، جن میں پروفیسر بھی تھے، سکالرز بھی تھے، سیاستدان بھی تھے۔ پڑھا لکھا طبقہ تھا اُن میں سے بعض جرنلسٹ بھی تھے۔ دو اخباروں کے جرنلسٹ بھی آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے انٹرویو لیا اور جماعت کے بارے میں تعارف اور جو کچھ جماعت کے ساتھ وہاں ہو رہا ہے اُس کے بارے میں اُن سے کچھ باتیں ہوئیں۔ مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے جو احباب شامل ہوئے اُن میں جیسا کہ میں نے کہا غیر از جماعت بھی تھے، ان کی تعداد اڑتالیس افراد پر مشتمل تھی۔ ان میں

یونیورسٹی کے پروفیسر، سابق ممبر پارلیمنٹ، ایک مذہبی جماعت ''نَہْضَۃُ الْعُلَمَاء'' کے آٹھ نمائندگان بھی اس میں شامل ہوئے اور اُن میں سے ایک یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں جو میرے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ لیکچر جو تھوڑا سا مختصر خطاب تھا وہ سننے کے بعد کہنے لگے کہ انڈونیشیا آ کے ہماری یونیورسٹی میں بھی لیکچر دیں ہم وہاں arrange کرتے ہیں۔ میں نے کہا اگر آپ کر سکتے ہیں تو بڑی اچھی بات ہے لیکن جو لوگ وہاں شور مچائیں گے اس کا شاید آپ کو اندازہ نہیں۔ بہرحال اُن میں شرافت بہت تھی۔ بعض سعید فطرت تھے حالانکہ علماء کی کونسلوں کے ممبر تھے۔

سنگاپور کی اس reception میں وہاں کے ایک مہمان Mr. Lee Koon Choy بھی تھے۔ یہ 29 سال تک آٹھ ممالک میں سنگاپور کے سفیر اور ہائی کمشنر رہ چکے ہیں۔ ممبر آف پارلیمنٹ تھے۔ سینئر منسٹر آف سٹیٹ رہ چکے ہیں اور سنگاپور کے بانیوں میں سے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب میں ساٹھ کی دہائی میں مصر میں سفیر تھا اُس وقت مصر کے اور سارے عرب کے حالات بہت اچھے تھے، امن قائم تھا لیکن اب گزشتہ سالوں سے عرب ممالک میں امن برباد ہو گیا ہے اور اسلام کا ایک غلط تأثر پیش کیا جا رہا ہے۔ کہنے لگے: لیکن مجھے اس بات سے خوشی ہے اور میں اس بات کو سراہتا ہوں کہ احمدیہ مسلم جماعت کے سربراہ دنیا کے سامنے حقیقی اور پُر امن اسلام کا نام روشن کر رہے ہیں اور پیغام دے رہے ہیں۔ یہ ابھی بھی باوجودیکہ ریٹائر ہو چکے ہیں، سنگاپور کے ایسے لوگوں میں سے ہیں جن کی وہاں کا ہر شخص بڑی عزت اور احترام کرتا ہے۔

اسی طرح Indonesian Mosuqe Council's Muslimah Talent Department کے ہیڈ اور سٹیٹ اسلامی یونیورسٹی جکارتہ میں وِیمن سٹڈی سینٹر کے ہیڈ اور لیکچرر Mr Ida Rosyidah نے میرا خطاب سننے کے بعد کہا کہ جماعت کو چاہئے کہ وہ ترقی یافتہ ممالک کے علوم و فنون، ترقی پذیر ممالک میں لے کر جائے اور اس طرح یہ عالمی ناانصافی اور غربت سے لڑنے کے لئے سب کی رہنما جماعت بنے۔ یہاں جو میرا لیکچر تھا وہ دنیا کی اقتصادی حالت اور اسلام اس بارے میں کیا کہتا ہے کے موضوع پر تھا۔ تو اس بات پر انہوں نے اپنی بات کو آگے بڑھایا۔ کہتے ہیں آج دنیا کی کسی بھی تنظیم کے پاس اس قسم کا نظام اور قیادت نہیں ہے جو جماعت احمدیہ کے پاس ہے۔ آج جماعت احمدیہ ہی اسلام کا صحیح نمونہ ہے۔ اور یہ وہاں کی اسلامی یونیورسٹی کے پروفیسر ہیں۔

پھر تاسک ملایا میں یوتھ موومنٹ کے ایک ممبر ہیں، وہ خطاب کے بعد کہنے لگے کہ یہ تمام انڈونیشین لوگوں تک پہنچنا چاہئے تاکہ وہ امن اور ہم آہنگی پر مشتمل اسلامی تعلیمات کو سمجھ سکیں۔

پھر ایک Mr Kunto Sofianto صاحب ہیں۔ یہ پی ایچ ڈی ہیں۔ انڈونیشیا میں یونیورسٹی پروفیسر ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میری خواہش ہے کہ انڈونیشیا کے وہ لوگ جو احمدیوں کے مخالف ہیں وہ خلیفۃ المسیح سے ملیں اور ان کی باتیں سنیں تاکہ اُن کے دل کھلیں۔ آج صرف جماعت احمدیہ کے خلیفہ ہی ہیں جو اسلام کو امن پسند مذہب کے طور پر پیش کر رہے ہیں۔

پھر انڈونیشین اخبار ٹریبیون جابار (Tribune Jabar) کے جرنلسٹ جو احمدیت کے موضوع پر پی ایچ ڈی کر رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ خلیفۃ المسیح نے انسانیت، انصاف اور امن پر مبنی اقتصادی نظام کے بارے میں جو تعلیمات بیان کی ہیں اس نے مجھ پر گہرا اثر کیا ہے۔

ایک انگریز نوجوان سنگاپور میں گزشتہ ستائیس سال سے مقیم ہیں اور وہاں انہوں نے اسلام قبول کیا۔ وہیں ایک کمپنی میں کام کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب میں نے پروگرام میں شامل ہونے کا ارادہ کیا تو میری کمپنی والوں نے مجھے روکا کہ اس پروگرام میں شامل نہیں ہونا۔ دو تین بار روکا۔ ہو سکتا ہے یہ کسی مسلمان کی ہو۔ کہتے ہیں مجھے یہ بھی کہا کہ تمہیں فارغ کر دیں گے۔ لیکن اس کے باوجود میں شامل ہوا۔ پھر اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اگرچہ مَیں پہلے سے مسلمان ہوں لیکن اسلام کی جو سچی اور حقیقی تعلیم آج سنی ہے وہ زندگی میں پہلی بار سنی ہے اور اسلام کی یہ تصویر پہلی مرتبہ دیکھی ہے۔ بلکہ اس بات پر بھی مائل تھے کہ اسلام احمدیت کے بارے میں مزید معلومات لوں گا تاکہ مجھے صحیح اسلام کا پتہ لگ سکے اور میں جماعت میں شامل بھی ہونا چاہوں گا اور جب یہاں یوکے آؤں گا تو ملوں گا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کرے۔ اللہ ان کا سینہ کھولے۔


**THOMPSON & CO SOLICITORS**
**New Office in Morden**
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.
Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
*Mobile*: 07702896350 -- *24hrs Crime Line*: 07533667921


فلپائن سے بھی کچھ لوگ آئے ہوئے تھے۔ اُس کی یونیورسٹی میں ایشین اور اسلامک سٹڈی کے پروفیسر نے یہ اظہار کیا۔ پہلے تو انہوں نے شکریہ ادا کیا کہ ان کو یہاں بلایا گیا، آنے کا موقع دیا گیا، ملاقات ہوئی۔ اور پھر کہتے ہیں کہ جو باتیں ہوئیں (میرے ساتھ بیٹھ کے ان کی کافی باتیں ہوئیں) اُن سے یہی اندازہ لگایا ہے کہ جماعت احمدیہ ہی ہے جو مسلمانوں کو اکٹھا کر سکتی ہے اور میرا کہا کہ انہوں نے اکٹھا کرنے کا جو طریق بتایا ہے یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور قرآنِ کریم کی جو حقیقی تعلیم ہے اُس کی طرف واپس چلے جائیں۔

اسی طرح فلپائن کے ایک سیکرٹری ایجوکیشن رہ چکے ہیں، یہ مسلمان ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں جماعت احمدیہ کے بارے میں شہادت دیتا ہوں کہ یہ جماعت غالب آنے والی ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسلمانوں پر ظلم ہوتا تھا آج اسی طرح جماعت احمدیہ پر ظلم ہو رہا ہے۔ جس طرح اسلام کو پہلے زمانے میں فتح حاصل ہوئی اُسی طرح آج جماعت احمدیہ کو بھی فتح حاصل ہوگی جو کہ یقینی ہے اور ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ بھی رہے ہیں۔ احمدیت کو جب عظیم الشان فتح حاصل ہوگی تو ہم بھی اُس میں شامل ہوں گے۔ ان میں سے بعض دل سے تقریباً احمدی ہوئے ہوئے ہیں صرف بعض تنظیمیں وہاں ایسی ہیں جن کا اُن کو خوف ہے۔ یہاں جو مختلف پروگرام تھے ان میں سے اصل پروگرام یہی سنگاپور کی reception کا تھا، باقی تو جمعہ تھا اور ملاقاتیں تھیں۔

بہرحال اس کے بعد آسٹریلیا کا دورہ شروع ہوا۔ وہاں سڈنی (Sydney) میں چند دن رہ کر میلبورن (Melbourne) میں گیا۔ میلبورن وہاں سڈنی سے کوئی آٹھ نو سو میل دور ہے۔ وہاں بھی Princess Reception Centre میں ایک reception تھی۔ اس میں تقریباً 220 کے قریب مختلف شعبہ ہائے زندگی کے مہمان شامل ہوئے۔ جن میں ممبر آف پارلیمنٹ بھی تھے، فوج کے اعلیٰ افسران، بلکہ اُن کے فوج کے جو آرمی چیف ہیں اُن کے نمائندے بھی شامل ہوئے تھے، میجر جنرل کے rank کے آدمی تھے اور مختلف ممالک کے کونسلرز تھے۔ فیڈرل پولیس کے افسران تھے، پھر دوسرے مقامی کونسلر تھے، پروفیسر تھے، اسی طرح مختلف لوگ تھے۔

ایک سٹیٹ ممبر پارلیمنٹ وکٹوریہ Ms Inga Peulich نے کہا کہ آپ کا یہ پیغام ایسا پیغام ہے جس کی تمام آسٹریلین تائید کرتے ہیں جو کہ مختلف قوموں اور تمدنوں کے باہم اختلاط سے ایک قوم بنے ہیں اور بطور آسٹریلین ہم اس طرح کے اعلیٰ پیغام کو اپنانا چاہتے ہیں اور اسی طرح آپ جیسے لوگوں سے مکمل تعاون کرتے ہیں جو ایسے پیغام کو پہنچا رہے ہیں۔ یہاں بھی اسلام کا پیغام امن اور سلامتی کے بارے میں تھا۔

پھر ایک اَور ممبر آف پارلیمنٹ کہتی ہیں آج جو پیغام آپ نے دیا ہے وہ مذہب سے بالا ہے۔ وہ انسانیت کا پیغام ہے۔ ہمیں سب کو یہی پیغام اپنانا ہے۔ امن، انصاف، رواداری اور خدمتِ انسانیت ایسی خوبیاں ہیں جو امام جماعت احمدیہ نے آج بیان کی ہیں۔ ہم نے انہی خوبیوں کو لے کر چلنا ہے۔ پھر کہتی ہیں کہ میں اس بات کو جانتی ہوں کہ احمدی عورتیں اس پیغام کو نہ صرف آگے پہنچا رہی ہیں بلکہ عملی طور پر اس پر عمل بھی کر رہی ہیں۔ کہتی ہیں کہ میں تو یہی جانتی ہوں کہ احمدی بچے بااخلاق، تعلیم یافتہ اور انتہائی مؤدّب ہوتے ہیں۔ بس ہم سب کو یہی خوبیاں اپنانی چاہئیں۔

تو یہ ایک تأثر ہے جو احمدیوں کا دنیا میں اکثر جگہوں پر ہے۔ جرمنی میں بھی یا کہیں بھی جاؤں تو مجھ سے جب باتیں ہوں تو اس حوالے سے وہ ذکر کرتے ہیں۔ پس اس تأثر کو ہر عورت کو، ہر بچے کو آگے بڑھانا چاہئے اور اپنی سوچ ہمیشہ اونچی رکھنی چاہئے۔ کسی قسم کے complex میں آنے کی ضرورت نہیں۔ یہ لوگ ہماری باتیں سننے کے لئے تیار ہیں اور نہ صرف تیار ہیں بلکہ اُس کو پسند کرتے ہیں اور اپنانا چاہتے ہیں۔

اسی طرح یہاں Church of Jesus Christ کے Murray Lobley صاحب تھے۔ کہتے ہیں کہ جس انداز سے امام جماعت احمدیہ نے امن کی بات کو انتہائی عام فہم الفاظ میں بیان کیا ہے ہر آسٹریلین اس کو باآسانی سمجھ سکتا ہے۔ آج اس ہال میں موجود ہر شخص کے دل کی یہی آواز تھی کہ امن کے قیام کے لئے محبت ہی واحد راستہ ہے اور بہت ہی اچھا ہوا کہ آج ہم یہ پیغام اپنے ساتھ اپنی اپنی communities میں لے کر جائیں گے۔

پھر ایک مہمان نے کہا کہ مَیں اور میری بیوی گزشتہ اٹھارہ سال سے سچ کی تلاش میں ہیں اور آج رات جو ہم نے سنا وہ سچ کے سوا کچھ نہ تھا۔ امام جماعت کا خطاب ایک مکمل پیغام تھا۔ اب صرف ایک ہی بات ہے کہ ہم سب کو اس پر عمل کرنا چاہئے اور اس پیغام کو اپنے دلوں میں سجا لینا چاہئے۔ خلیفۃ المسیح نے صرف یہ نہیں بتایا کہ امن کیسے قائم ہو سکتا ہے بلکہ یہ بھی بتایا کہ اگر امن قائم نہ ہوا تو کیا ہو سکتا ہے۔

اسی طرح وہاں کا آسٹریلین براڈکاسٹنگ کارپوریشن کا ایک مشہور چینل اے بی سی ہے۔ سرکاری چینل ہے۔ اُس کے ایک جرنلسٹ نے اپنے تأثرات کا اظہار کیا کہ امام جماعت کا خطاب انتہائی نپا تُلا اور متوازن اور منصفانہ تھا اور حقیقت پر مبنی تھا۔ اور اس خطاب نے ہمارے ذہنوں کو کھول دیا ہے۔

پھر ایک مہمان خاتون Adrienne Green نے کہا کہ مَیں بہت فخر محسوس کر رہی ہوں کہ آج

میں نے ایک شاندار تقریب میں شمولیت کی اور میں بہت متأثر ہوں جو انہوں نے دنیا میں امن کے قیام کے بارے میں بات کی ہے۔ میں آج برملا یہ بات کہتی ہوں کہ مجھے آپ کے اقدار سے بہت محبت ہے اور میں خواہش کرتی ہوں کہ میرے ملک آسٹریلیا کے لوگ ان اقدار کو زیادہ مضبوطی کے ساتھ اپنائیں اور میں چاہتی ہوں کہ آپ ضرور اپنا پیغام لوگوں تک پہنچائیں۔ ہمیں اس کی ضرورت ہے۔ اور یہ باتیں کہتے ہوئے موصوفہ کے آنسو نکل رہے تھے۔

ایک کونسلر Knox City کے تھے وہ اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہیں کہ امام جماعت کے خطاب سے ایک بات واضح ہوگئی ہے کہ آپ اس بات کا پرچار کرتے ہیں جو حقیقت میں آپ کا مذہب ہے، یعنی امن وسلامتی کا مذہب۔ امام جماعت نے بالکل درست فرمایا کہ امن کے ذریعہ مسائل کا حل ہی درحقیقت امن کا قیام ہے۔ اس ملک آسٹریلیا کی تاریخ دوسوسال پرانی ہے۔ یعنی Aboriginals جو اس زمین کے اصل مالک ہیں اُن کے علاوہ باہر سے آنے والے افراد تو دوسوسال قبل ہی یہاں آئے۔ آج ایک مذہبی لیڈر کو اتنا خوبصورت اور عظیم الشان پیغام دیتے دیکھ کر ایسا لگا کہ آسٹریلیا میں تازہ ہوا کا ایک جھونکا آیا ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے یہی بات اپنی بیوی سے کہی تھی کہ جماعت احمدیہ کے افراد کے دلوں کی پُرخلوص محبت اُن کے چہروں اور جذبات سے جھلکتی ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ یہ احمدیہ کمیونٹی اور زیادہ باہر نکلے اور بہت سے لوگوں کو اپنا امن اور محبت کا پیغام پہنچادے۔

پس اب آسٹریلیا کے احمدیوں کا کام ہے کہ اس کو لے کر آگے بڑھیں۔

ایک پاکستانی مسلمان بھی وہاں تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اس پروگرام کا جو وقار تھا میں نے کسی اور تقریب میں کبھی نہیں دیکھا۔

صومالیہ کے کونسل جنرل بھی موجود تھے۔ کہتے ہیں میں نے ایک ایک لفظ آپ کا انہماک سے سنا اور بڑا اثر ہوا۔

وہاں کویت کے ایک غالب جابر صاحب تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ عرب سپرنگ کے بارے میں تجزیے سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ اور یہ خطاب جو آپ نے کیا اس میں کافی نڈر لگے لیکن جو کچھ بھی آپ نے کہا وہ بالکل سچائی پر مبنی تھا۔ میرا یہ خیال نہیں تھا کہ تجزیہ اس قدر مکمل اور واضح ہوگا۔

یہاں تو بے شمار لوگ تھے، جیسا کہ میں نے بتایا 220 کے قریب لوگ تھے، ہر ایک نے اپنے تأثرات دیئے، چند ایک کا مَیں نے ذکر کیا ہے۔ اور اس کے بعد پھر جو ملاقات بھی ہوئی تو مَیں نے یہاں کے لوگوں میں دیکھا ہے کہ انتہائی اخلاص سے ملنے والے تھے۔ صرف ظاہری اخلاق دکھانے والے نہیں بلکہ لگ رہا تھا کہ اُن پر باتوں کا اثر بھی ہے۔ اور جن باتوں کا انہوں نے اثر لیا ہے اُس کا پھر انہوں نے علاوہ ان تأثرات کے مجھ سے ملتے ہوئے بڑا اظہار کیا۔

یہاں میلبورن میں احمدیہ سینٹر بھی لیا گیا ہے۔ پہلے کسی خطبہ میں اس کا ذکر نہیں کیا تھا اس لئے اس بارے میں بتادوں کہ میلبورن میں ہم نے جو نیا سینٹر خریدا ہے یہ ساڑھے سات ایکڑ رقبہ پر ہے اور تعمیر شدہ ایک یہاں عمارت تھی جس کا رقبہ پچیس سو مربع میٹر ہے۔ اور اس رقبہ میں اوپر والا جو مین ہال ہے جس میں ایک محتاط اندازے کے مطابق تین ہزار افراد نماز پڑھ سکتے ہیں اور اتفاق سے یہ تقریباً قبلہ رُخ بھی ہے اور اس بلڈنگ میں دوسرے ہال کو شامل کر کے مجموعی طور پر چار ہزار نمازیوں کی گنجائش ہے۔ مشن ہاؤس، گیسٹ ہاؤس، دو رہائشی یونٹ، لائبریری، ریڈنگ روم، کچن، سٹور اور اس کے علاوہ ایک اور چھوٹا ہال یہ سب اس میں موجود ہیں۔ اس کی تین پارکنگ ہیں جن میں دوسو سے زائد گاڑیاں کھڑی کی جاسکتی ہیں۔ اگست 2007ء میں یہ درخواست یہاں جمع کروائی گئی تھی کہ ہم لینا چاہتے ہیں تو ہمسایوں نے کئی اعتراضات کئے کہ یہاں مسلمانوں کی عبادتگاہ بنانے کی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ آخر ڈیڑھ سال کے انتظار کے بعد 2009ء میں سٹی کونسل نے اس سینٹر کو جماعت احمدیہ کو دینے کا فیصلہ کیا اور ایسا فیصلہ ہے کہ تمام کونسلرز نے بلا استثناء اس کے حق میں فیصلہ دیا۔ پہلے یہ ایک کلب تھا، پارک تھا، پھر اس کا status change کر کے اس کو کمیونٹی سینٹر اور مشن ہاؤس کے طور پر رجسٹر کرلیا۔ اور اس کے بعد جیسا کہ میں نے کہا، لوگوں کی رائے بھی آپ نے سنی۔ اکثر لوگوں کی جماعت احمدیہ کے بارے میں رائے بالکل تبدیل ہوگئی ہے۔ اس سینٹر کی خرید پر آٹھ لاکھ ڈالر خرچ ہوئے تھے۔ پھر اس کو ٹھیک کیا گیا، مرمت کیا گیا، تقریباً ایک اعشاریہ تین ملین ڈالر خرچ ہوا۔ یعنی تیرہ لاکھ ڈالر۔ اس کے علاوہ وقارِ عمل جس طرح ہماری روایت ہے، اس کو کر کے پانچ لاکھ ڈالر کی بچت ویسے بھی کی گئی ہے۔ بہرحال اگر ویسے اس کی value دیکھیں تو یہ اس وقت مارکیٹ میں کم ازکم پانچ ملین ڈالر کی ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ بڑی سستی چیزیں اللہ تعالیٰ جماعت کو مہیا فرما دیتا ہے۔

پھر سڈنی میں واپس آئے۔ یہاں خلافت جوبلی ہال جو تعمیر ہوا ہے۔ اس کا افتتاح کیا۔ اس میں چودہ سو افراد کے نماز پڑھنے کی گنجائش ہے۔ دومنزلہ دفاتر بنائے گئے ہیں۔ میٹنگ روم ہے، لجنہ کے اور دوسری تنظیموں کے دفاتر ہیں۔ بڑا مین (main) کچن ہے جس میں لنگر خانہ چلتا رہا۔ اِن ڈور گیمز بھی ہال میں کھیلی جاسکتی ہیں۔ افتتاح کے موقع پر یہاں وزیرِ اعظم آسٹریلیا کی نمائندگی میں وہاں کی ایک ممبر آف پارلیمنٹ Concetta Fierravanti Wells آئی ہوئی تھیں۔ پھر فیڈرل ممبر آف پارلیمنٹ تھے۔ Minister for Citizenship تھے۔ اَپوزیشن کے لیڈر تھے۔ اسی طرح بہت سارے ممبر آف پارلیمنٹ، پارلیمانی سیکرٹری فار لاء اینڈ جسٹس، پولیس کے افسران، ایریا کمانڈر آف پولیس اور کونسلر اور مختلف طبقوں سے تعلق رکھنے والے کافی لوگ یہاں شامل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں خلافت جوبلی کے ہال کا افتتاح تھا اس لئے اسلام کی تعلیم، جماعت احمدیہ کیا ہے؟ اور اب جماعت احمدیہ میں خلافت کا کیا کردار ہے؟ اس بارے میں مَیں نے کچھ کہا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کا بھی بڑا اچھا اثر ہوا۔

ایک پولیس سپرنٹنڈنٹ نے کہا کہ امام جماعت نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ اسلام کو انتہا پسندوں کے عمل نے بدنام کیا ہے۔ مَیں اس بات سے بہت متأثر ہوا ہوں۔ اس تنقید کا انہوں نے جس طرح امن کے پیغام کے ساتھ جواب دیا ہے، وہ بہت شاندار ہے۔

پھر ایک مہمان اِندرا دیوی نے کہا کہ یہ جو خطاب تھا اس میں نہایت عمدہ اور اعلیٰ معلومات تھیں۔ مَیں اسلام کے متعلق کوئی کتابچہ حاصل کرنا چاہوں گی جس کی مدد سے مَیں اسلام کو بہتر طور پر سمجھ سکوں۔ میں اسلام کے متعلق متذبذب ہوں لیکن عمومی طور پر یہ دعوت میرے لئے باعثِ عزت ہے۔ لیکن پھر متذبذب اس لئے ہیں کہ مسلمانوں کا بہت سا طبقہ ان باتوں کے خلاف کرتا ہے۔ پس اسلام کی حقیقی تعلیم اب جب اُن کو پتہ لگی تو بہرحال وہاں کے لوگوں کو چاہئے کہ ان سے رابطہ بھی رکھیں اور ان کو لٹریچر مہیا کریں۔ یہاں بھی بڑے اچھے تأثرات اَوروں نے بھی دیئے۔

پھر اس کے بعد آسٹریلیا میں برزبن (Brisbane) میں مسجد کا افتتاح ہوا ہے۔ وہ آپ نے خطبہ میں سن بھی لیا ہوگا۔ یہاں بھی اُس کے بعد ایک reception تھی۔ اس میں مختلف شعبہ ہائے زندگی کے لوگ آئے۔ ممبر آف پارلیمنٹ تھے، پولیس افسر، ڈاکٹر، پروفیسر، ٹیچر، انجینئر اور مختلف آرگنائزیشن کے لوگ اور چرچ کے لوگ، پادری، ہمسائے سب شامل ہوئے۔

ایک ہمسائے Mr. Claus Grimm ہیں جو مذہباً یہودی ہیں۔ انہوں نے مسجد کی شدید مخالفت کی تھی لیکن مسجد بننے کے بعد اور جماعت احمدیہ کا رویہ دیکھنے کے بعد اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُن کا رویہ بالکل بدلا ہوا تھا۔

پھر ایک دوسرے ہمسائے ہیں Mr. Ralph Grimm۔ یہ بھی بڑے سخت مخالف تھے۔ لیکن جب ان کی غلط فہمیاں دور ہوگئیں تو دوست بن گئے اور جماعت کے حق میں پھر یہ آواز اُٹھانے لگ گئے۔ اسی طرح اور بہت سارے دوست ہیں۔

پھر وہیں کے ایک سٹی کونسل Logan کے ڈپٹی میئر ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ احمدیہ مسلم کمیونٹی خدمت انسانیت میں بہت آگے ہے اور احمدیہ کمیونٹی کی اعلیٰ خدمات اُسے دیگر کمیونٹیز سے ممتاز کرتی ہیں جن میں ہر سال آسٹریلیا کا کلین اَپ کے دوران صفائی کرنا، ریڈ کراس کے لئے فنڈ اکٹھے کرنا، بلڈ ڈونیشن اور دیگر فلاحی کام شامل ہیں۔ اسی طرح Queensland میں اس سال کے آغاز میں آنے والے سیلاب کے دوران جماعت احمدیہ کے پچاس افراد نے دو ہفتوں تک مختلف سیلاب زدہ علاقوں میں مدد کی۔ انہوں نے کہا کہ عموماً یہ کہا جاتا ہے کہ بیرونِ ملک سے ہجرت کر کے یہاں بسنے والے معاشرے میں نہیں گھلتے ملتے۔ لیکن ہم اس بات کا برملا اظہار کرتے ہیں کہ احمدیہ مسلم کمیونٹی کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا۔ بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو آسٹریلیا سے پیار کرتے ہیں اور اس ملک کے لئے قابلِ قدر خدمت سرانجام دے رہے ہیں اور یہی محبت اور رواداری ہے جس کی دنیا کو آج ضرورت ہے۔

پھر پولیس کمشنر بھی وہاں آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے بھی جماعت کی خدمات کو بڑا سراہا اور کہنے لگے کہ جماعت ہمیشہ ہمارے ساتھ مل کر کام کرتی ہے اور تمام لوگوں سے عزت سے پیش آتی ہے اور آپ لوگ اعلیٰ اخلاقی جرأت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ یہ بول رہے تھے تو میرے ساتھ ایک ممبر آف پارلیمنٹ بیٹھے ہوئے تھے۔ اُس کے بعد جب یہ گئے تو وہ مجھے کہنے لگے کہ یہ جو کمشنر ہیں ہمارے یہاں ان کا


**Earlsfield Properties**

***We will manage your property at 0% commission***

***Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years***

***Free management Service***

***Guaranteed vacant possession***

**175 Merton Road London SW18 5EF**

**Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754**

سٹیٹس(status) بڑا اونچا ہوتا ہے۔ اور عموماً یہ فنکشنز میں شامل نہیں ہوا کرتے۔ مجھے بڑی حیرت ہو رہی ہے کہ یہاں تم لوگوں کے فنکشن میں یہ آ گئے۔

پھر ایک ممبر آف پارلیمنٹ نے جب میرا وہ ایڈریس سنا تو کہنے لگے کہ میں جذبات سے بھر گیا ہوں اور بے حد متاثر ہوا ہوں۔ یہ خطاب دل سے کیا گیا تھا۔ اس خطاب نے اس مسجد کے متعلق ہر ایک کو مطمئن کر دیا ہے۔ امام جماعت کے خطاب کے دوران میں نے خاص طور پر غیر مسلم سامعین کے چہروں کو دیکھا اور مجھے محسوس ہوا کہ وہ امام جماعت کے اس پیغام کو گرمجوشی سے سراہ رہے ہیں۔

وہاں ایک ممبر آف پارلیمنٹ تھے۔ میرا خیال ہے غالباً یہ وہی ہیں جن کے ساتھ سائنس کے حوالے سے کچھ تبلیغی گفتگو بھی ہوئی کہ قرآن کیا کہتا ہے؟ بائبل کیا کہتی ہے؟ تو کہنے لگے کہ میں اعتراف کرتا ہوں کہ قرآن کی تعلیم بائبل سے بالا ہے اور بہتر لگتی ہے۔ بہر حال اُن کو میں نے کہا کہ پھر آپ قرآن شریف پڑھیں بھی اور وہاں کے جو مقامی احمدی تھے اُن سے کہا اُن کو بعض آیتوں کے حوالے بھی نکال دیں اور Five Volume Commentary بھی اُن کو دی گئی تو اس طرح تبلیغ کے راستے بھی اللہ کے فضل سے کھلتے ہیں۔

Dr. John صاحب ایک مہمان تھے۔ کہتے ہیں کہ آج رات یہاں آنے سے پہلے میں بہت گھبرایا ہوا تھا کیونکہ میں مسلمان نہیں ہوں اور مجھے معلوم نہیں تھا کہ مجھ سے کس قسم کا سلوک کیا جائے گا لیکن آج مرزا مسرور احمد نے میری ساری گھبراہٹ دور کر دی ہے۔

یہ آسٹریلیا کا مختصر ذکر ہے۔ پھر وہاں سے ہم نیوزی لینڈ گئے۔ وہاں جو پہلی مسجد بنی ہے ’’بیت المقیت‘‘ اُس کا افتتاح بھی ہوا۔ لیکن اُس افتتاح سے پہلے وہاں کا Maori قبیلہ جو ہے، بہت پرانا قبیلہ ہے، اُس کے بادشاہ کی طرف سے استقبالیہ تھا۔ اور وہاں بادشاہ نے استقبالیہ دیا۔ جس طرح وہ باقی جو ہیڈ آف سٹیٹ آتے ہیں اُن کو استقبالیہ دیتے ہیں، اس طرح سارا انتظام انہوں نے کیا۔ وہاں جماعت احمدیہ کا ’’لوائے احمدیت‘‘ بھی اُن کے اپنے جھنڈے کے ساتھ پہلے ہی لہرایا جا رہا تھا۔ بادشاہ عموماً ایسے فنکشن میں چاہے کوئی بھی ہو خود نہیں بیٹھا کرتا لیکن وہاں خود بادشاہ بیٹھے تھے۔ تقریب جو اُن کی ایک روایتی تقریب ہے وہ تو جو ہوئی، اُس کے بعد پھر اُن کا ایک بڑا سارا ہال ہے، وہاں ہمیں لے گئے۔ وہاں اُن سے کچھ باتیں ہوتی رہیں اور پھر اُس کے بعد قرآن کریم کا جو ماؤری زبان میں ترجمہ ہوا ہے وہ اُن کو پیش کیا گیا۔ بہر حال بعد میں یہ ایک بڑی پُر وقار تقریب تھی۔

اس کے بعد پھر مسجد کے افتتاح کی جو تقریب تھی ان کے بادشاہ نے وہاں بھی آنے کے لئے کہا بلکہ ان کی ملکہ نے پہلے نہیں آنا تھا لیکن انہوں نے بھی کہا کہ میں بھی آؤں گی اور بعض شخصیات کے ساتھ یہ لوگ وہاں آئے۔

ماؤری زبان میں قرآن کریم کا جو ترجمہ ہے اُس کے بارے میں پہلے میں ذکر کر دوں کہ یہ مکرم شکیل احمد منیر صاحب نے کیا تھا۔ پہلے پندرہ سپارے کئے جو شائع ہو گئے تھے، تو اب مکمل کر دیا ہے۔ اور یہ کوئی زبان دان نہیں ہیں بلکہ فزکس کے پروفیسر ہیں۔ لیکن انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے کہنے پر زبان سیکھی، پھر ترجمہ کرنا شروع کیا۔ اکاسی (81) سال ان کی عمر ہے۔ پچیس سال انہوں نے لگائے۔ زبان بھی سیکھی اور ترجمہ بھی کیا اور کافی وقت ان کو لگا۔ کیونکہ کہتے ہیں ماؤری زبان میں جمع کے صیغے ہیں جن کو سمجھنے میں کافی دیر لگی۔ اور کہتے ہیں کہ میری عمر بھی ایک بہت بڑی رکاوٹ تھی، اخبار نے بھی اس بات کو لکھا۔ بہر حال بڑی محنت سے انہوں نے مسلسل یہ کام کیا۔ بعض روکیں بھی آئیں، مسائل بھی آئے۔ دوسروں سے جو ترجمے کروائے گئے تھے اُن کو جب چیک کیا تو وہ معیار کے نہیں تھے، اسی لئے پھر خود اُن کو توجہ پیدا ہوئی تھی۔ تو اس عمر میں یہ بہت بڑا کام ہے جو انہوں نے کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزا دے۔

بہر حال اخباروں نے پھر وہاں اس ترجمے کے اوپر کافی لکھا اور اس کو سراہا گیا۔ مجھ سے بھی انہوں نے پوچھا کہ ماؤری قبیلے کے تھوڑے سے لوگ ہیں، (چھوٹا قبیلہ ہے، اتنا بڑا بھی نہیں)۔ تم نے ترجمہ کیوں کیا؟ میں نے کہا ہمارا تو کام ہے ہر زبان میں ترجمہ کرنا کیونکہ ہر ایک کو عربی پڑھنی نہیں آتی۔ اور قرآن کریم کا پیغام ہم نے ہر قوم تک پہنچانا ہے۔ اللہ کے فضل سے وہاں ایک ماؤری نے بیعت بھی کی ہے، جماعت میں شامل ہوئے ہیں اور ایک دو اور تیار بھی ہیں۔ اور یہی میں نے اُن کو کہا کہ اب ترجمہ آیا ہے تو امید ہے انشاء اللہ تعالیٰ اَور لوگ بھی جماعت احمدیہ میں شامل ہوں گے اور اسلام کو قبول کریں گے۔

اس کے بعد جیسا کہ میں نے کہا وہاں مسجد بیت المقیت نئی بنی ہے اور اس کے حوالے سے وہاں ایک reception بھی تھی اور ماؤری بادشاہ بھی اور ملکہ بھی وہاں آئے، جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ اس کے علاوہ بہت ساری نمایاں شخصیات وہاں تھیں۔ ملک کے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا سے تعلق رکھنے والے لوگ وہاں تھے۔ 107 کے قریب مہمان آئے اور مہمانوں نے جو تأثرات دیئے۔ ان میں Anglican Church کے ایک پادری نے کہا کہ تمام مذاہب کو بغیر کسی مزاحمت کے ایک دوسرے کے ساتھ چلنا چاہئے۔ پھر کہتے ہیں کہ امام جماعت نے جو یہ کہا ہے کہ پریس میں اسلام کا نام بدنام کیا جا رہا ہے یہ بھی بالکل درست ہے۔ یہاں میں نے مسجد کے حوالے سے بات کی۔ اور کس طرح اسلام کو بدنام کیا جاتا ہے اور کس طرح غیر مسلموں پر اس کا غلط تأثر ہے، اُس کے بارے میں کہا تھا۔ تو کہتے ہیں کہ پریس میں اسلام کا نام جو امام جماعت نے کہا کہ بدنام کیا جا رہا ہے یہ بالکل درست ہے۔ جب کبھی بھی دہشتگردی کا کوئی واقعہ ہوتا ہے تو میڈیا ہمیشہ مسجد یا مسلمانوں کو نماز ادا کرتے ہوئے ٹی وی پر دکھاتا ہے جس کی وجہ سے غیر مسلم سمجھتے ہیں کہ اسلام اور دہشت گردی کا ایک تعلق ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اسلام کا تشدد اور دہشتگردی سے کوئی بھی تعلق نہیں اور امام جماعت نے اس کو اپنے خطاب میں ثابت بھی کر دیا ہے۔ بہر حال وہاں پریس اور میڈیا نے ماؤری کا جو فنکشن تھا اُس کو بھی اور مسجد کے استقبال کو بھی بڑا نمایاں کیا۔

نیوزی لینڈ میں ہی ایک اَور فنکشن تھا۔ اُن کا دارالحکومت جو شہر آکلینڈ(Auckland) سے آٹھ سو میل کے فاصلے پر ہے۔ وہاں ایک ممبر آف پارلیمنٹ کنول جیت سنگھ ہیں، جو ویسے تو سکھ ہیں اور ہندوستان سے اُن کا تعلق ہے، انہوں نے اسے آرگنائز کیا تھا۔ پارلیمنٹ کی عمارت میں جو اُن کا گرینڈ ہال ہے، اُن کے نزدیک بڑا اہم ہال ہے، وہاں یہ فنکشن ہوا جس میں بعض اراکین پارلیمنٹ بھی شامل ہوئے، سفارتکار شامل ہوئے اور سفارتکاروں میں اسرائیل کے بھی تھے، ایران کے بھی تھے اور برطانیہ کے بھی ڈپٹی ہائی کمشنر تھے۔ پولیس افسر تھے، یونیورسٹی پروفیسر تھے۔ وہاں بھی امن کے حوالے سے باتیں ہوئیں اور یہ کہ دنیا کو آج کل کیا کرنا چاہئے۔ اور اُس کے بعد پھر خیر ہم نے دیکھا بھی کہ اس پر بھی لوگوں کے کافی اچھے تأثرات تھے۔

نیوزی لینڈ کا جو ایک جو غیر کمرشل ریڈیو نیٹ ورک ہے، اُس نے اپنا جو ایک پروگرام ’’چیک پوائنٹ‘‘ ہے اور بڑا اہم پروگرام ہے، اُس میں بھی جو اُس کا اپنا پرائم ٹائم ہے اُس میں ہمارے پروگرام کے بارے میں خبر دی۔ بہر حال مختلف ملکوں کی اخباروں کا کہ کتنی کوریج ہوئی، یہ مَیں آخر میں جا کر بیان کروں گا۔

بہر حال نیوزی لینڈ کے یہ دو پروگرام تھے۔ ایک غیروں کے ساتھ مسجد کا اور دوسرا پارلیمنٹ کے ساتھ۔ اس کے بعد پھر ہم جاپان گئے۔ جاپان میں بھی ایک reception ناگویا میں تھی۔ اس میں بھی 117 مہمان شامل ہوئے، جس میں کمیونسٹ پارٹی کے لیڈر، کانگرس مین تھے، ناگویا کے میئر تھے، صوبائی پارٹی کے ممبر تھے، شنٹوازم اور بدھ ازم کے نمائندے تھے۔ مختلف یونیورسٹیوں کے چودہ پروفیسر تھے، وکلاء تھے اور مختلف تنظیموں سے تعلق رکھنے والے مہمان تھے۔

Mr Yoshiaki جو کمیونسٹ پارٹی کے لیڈر ہیں اور ممبر سٹی پارلیمنٹ ہیں۔ متأثرین کے کیمپ کے انچارج بھی ہیں۔ ایک ہزار کلومیٹر کا سفر کر کے وہاں reception میں آئے تھے، اور کہنے لگے کہ 2011ء میں زلزلہ اور سونامی کے بعد انسانیت کے لئے جماعت احمدیہ کی خدمات ہمارے لئے ناقابلِ فراموش ہیں۔ مَیں اس بات پر اظہارِ تشکر کے لئے حاضر ہوا ہوں تا کہ اس جماعت اور تنظیم کے سربراہ کو ذاتی طور پر مل سکوں اور یہ بتا سکوں کہ آپ کی جماعت اور ماننے والے آپ کی تعلیمات پر چلتے ہوئے، آپ کی نصائح پر عمل کرتے ہوئے، انسانیت سے ہمدردی کے جذبے سے سرشار ہوتے ہوئے خدمتِ انسانیت کے کاموں میں مصروف ہیں۔ پھر کہتے ہیں مَیں نے یہ خطاب سنا اور اس یقین پر پہنچا ہوں کہ جماعت احمدیہ کے امام اور ان کی تعلیمات میں ہی دنیا کے امن کا راز چھپا ہوا ہے۔

پس اگر حقیقی اسلامی تعلیم دنیا کو بتائی جائے تو ہر شریف الطبع کو یہ مانے بغیر چارہ نہیں کہ امن اسلام سے ہی وابستہ ہے۔ اللہ کرے کہ یہ دہشتگرد اور وہ لیڈر جو اپنی طاقت پر بھروسہ کئے ہوئے ہیں اور غلط کام کر رہے ہیں اُن کو بھی اس بات کی سمجھ آ جائے۔

ایک مشہور وکیل ہیں وہ بھی آئے ہوئے تھے۔ اپنے تأثرات دیتے ہوئے وہ کہنے لگے کہ میں دل


RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666   02086 721 738
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

کی گہرائیوں سے اپنی محبت اور تشکر کے جذبات کا اظہار کرتا ہوں۔ 1951ء کی سان فرانسسکو میں ہونے والی کانفرنس میں چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی عظیم الشان تقریر نے اس تعلق کی یعنی جاپان سے جو تعلق ہے، اس کی بنیاد رکھتے ہوئے فرمایا تھا کہ جاپان سے عدل اور جاپان کا امن دنیا کے لئے بہت اہم ہے کیونکہ مستقبل میں جاپان عالمی امن اور عالمی سیاست میں اہم کردار ادا کرنے والا ہے۔

اُس وقت جاپان کے ساتھ کچھ ایسا سلوک ہو رہا تھا جس پر کانفرنس میں جو سان فرانسسکو میں ہوئی چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے جاپان میں حق میں بہت تقریر کی تھی، اُس کا انہوں نے اظہار کیا کہ اس وجہ سے پھر لوگوں پر اثر ہوا اور ہمارے سے رویہ تبدیل ہوا اور اس کی ہم قدر کرتے ہیں۔ اور اس قدر کی وجہ سے جماعت احمدیہ کے ساتھ ہمارے تعلق ہیں اور جماعت احمدیہ کے اس تعلق کو مضبوط رکھنا چاہتے ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے اُس شخصیت کی آج اپنے ملک میں وہ قدر نہیں جہاں وہ وزیرِ خارجہ رہے اور سکولوں کے کورس میں پرائمری سکول میں تاریخ میں پہلے وزیرِ خارجہ کا نام لکھا ہوتا تھا۔ اب وہاں سے نکال دیا گیا ہے اور پہلا وزیرِ خارجہ کسی اَور کو بنا کے ایک غلط قسم کی تاریخ اب بچوں کو پڑھائی جارہی ہے۔

پھر کہتے ہیں جاپان میں آنے والے زلزلوں اور سونامی کے بعد جماعت احمدیہ کی خدمات ہمارے لئے ناقابلِ فراموش ہیں۔ افرادِ جماعت احمدیہ کا کردار اور مزاج اور جس ملک میں رہتے ہیں اُس کی خدمت کا جذبہ اس جماعت کو ساری دنیا میں ممتاز بناتا ہے۔

پس یہ وہ اہم چیز ہے جسے ہر احمدی کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔

پھر کہتے ہیں کہ آج ہم نے اسلام کا ایک خوبصورت چہرہ دیکھا ہے اور اس یقین پر پہنچے ہیں کہ اگر دنیا کسی ایک ہاتھ پر جمع ہوسکتی ہے تو وہ جماعت احمدیہ کا ہاتھ ہی ہے جس کا ایک امام ہے۔

اسی طرح مختلف لوگوں کے تأثرات ہیں۔ بہرحال اس کی تفصیل تو بیان نہیں کی جاسکتی۔ میں نے صرف چند کا مختصراً ذکر کیا ہے اور تأثرات بھی پورے بیان نہیں کئے۔ انگریزی دانوں کے لئے تفصیل چھپ بھی جائے گی اور کچھ الفضل میں اور باقی اخباروں میں بھی آجائے گی۔

اخباروں کی جو سرکولیشن ہے جنہوں نے اس دورے کی اور reception کی خبریں دیں اور reception کے حوالے سے اسلام کا اور جماعت کا پیغام پہنچایا، یا میرے سے جو انٹرویو لئے اور جو براہِ راست ٹیلیویژن پر نشر ہوئے یا ریڈیو پر نشر ہوئے، اُن کے بارے میں کچھ بتادوں۔ پہلے تو انڈونیشیا ہے۔ یہاں کے اخبار کے نمائندے دو جرنلسٹ آئے ہوئے تھے اُن کا ایک ہفت روزہ tempo magazine ہے، اُس نے انٹرویو شائع کیا۔ یہ بڑا مشہور میگزین ہے اور اس کی ہفتہ وار اشاعت ایک لاکھ ہے۔ اس کے علاوہ ایک دوسرا اخبار بھی تھا، انہوں نے بھی اس کو شائع کیا۔

پھر West Java کے دو اخبارات Tribune Jabar اور Kadulatan Rakyat ہیں۔ کوئی ساٹھ ستر ہزار کے قریب ان کی سرکولیشن ہے۔ پھر ایک اور اخبار ہے اُس کی کافی سرکولیشن ہے اُس میں بھی شائع کیا۔

آسٹریلیا میں اصل الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا نے کوریج دی ہے۔ اُن کا جو نیشنل ٹی وی اے بی سی ہے اور پھر National Radio ABC انہوں نے بھی انٹرویو لیا، اُس کی خبر بھی دی، انہوں نے سوالوں کے میرے کافی لمبے جواب بھی لکھ دیئے، اور یہ سارے ملک میں سنا جاتا ہے ریڈیو بھی اور ٹی وی بھی دیکھا جاتا ہے۔ بلکہ ریڈیو پیسیفک جزائر میں بھی سنا جاتا ہے۔ اور ڈیڑھ سے دو ملین تک لوگ اس کو سنتے ہیں۔ ABC News آسٹریلیا کا ایک نیشنل نیوز چینل ہے۔ 46 ممالک میں اس کی نشریات سنی جاتی ہیں۔ اور دس ملین سے اوپر لوگ اس کے سننے والے ہیں۔ اس چینل میں جنہوں نے انٹرویو لیا، وہ کہنے لگے کہ یہ کیونکہ آسٹریلیا سے باہر بھی سنا جاتا ہے تو تمہارے اس انٹرویو کا بہت اچھا فیڈ بیک (feed back) مجھے ملا ہے اور میں حیران ہوں کہ دنیا میں لوگوں نے اتنی زیادہ توجہ دی ہے۔ پھر انہوں نے کہا کہ مجھے خوشی ہوگی اگر آئندہ بھی تم آؤ تو میں کچھ زیادہ وقت لے کے مزید انٹرویو لینا چاہتا ہوں۔

آسٹریلیا کے ٹی وی چینل اے بی سی کے مشہور اور غیر معمولی اہمیت کے حامل پروگرام نیوز لائن میں یہ انٹرویو آیا تھا۔ جیسا کہ میں نے کہا، 46 ممالک میں سنا جاتا ہے۔ جو انٹرویو لینے والے ہیں یہ وہاں کے میڈیا میں مشہور شخص ہیں جو مختلف ممالک کے صدران اور وزرائے اعظم جب آسٹریلیا کا وِزٹ کرتے ہیں تو اُن کے انٹرویو لیتے ہیں۔ اور ان کے پروگراموں کو بڑی اہمیت سے دیکھا اور سنا جاتا ہے۔ اس کو بھی دس سے پندرہ ملین لوگوں نے سنا۔

پھر نیوزی لینڈ کا جو میڈیا ہے اُس کا جائزہ یہ ہے کہ ماؤری ٹی وی، Te Karere ٹی وی وَن پر دکھایا جاتا ہے، اس کے پروگرام میں ماؤری بادشاہ کی طرف سے جو استقبال ہوا تھا اُس کو کوریج دی گئی۔ سارے ملک میں یہ پروگرام دکھایا جاتا ہے۔ ٹی وی وَن ملک کا پہلے نمبر پر آنے والی خبروں اور حالاتِ حاضرہ کا چینل ہے۔ روزانہ چھ لاکھ بیالیس ہزار کے قریب اس کو دیکھنے والے لوگ ہیں۔ مسجد بیت المقیت کی رپورٹ انہوں نے دکھائی۔ ماؤری بادشاہ کی طرف سے جو استقبالیہ تھا وہ دکھایا گیا۔ ریڈیو پر بھی اس کی خبر نشر ہوئی۔ اخباروں نے مسجد کے حوالے سے اور کچھ اُس میں میرے دورے کے حوالے سے بھی خبریں شائع کیں۔ ان میں Sunday Star ملک کا بڑا اخبار ہے، اس کی سرکولیشن ایک لاکھ ساٹھ ہزار ہے لیکن پانچ لاکھ سے اوپر اس کو پڑھنے والے ہیں، باقی جو میرا خیال ہے کہ انٹرنیٹ کے ذریعہ سے پڑھا جاتا ہے۔

پھر manukau courier ہے۔ یہ Auckland کا اخبار ہے، اخبار تو اناسّی ہزار کی تعداد میں شائع ہوتا ہے لیکن ایک لاکھ چورانوے ہزار اس کے پڑھنے والے ہیں۔ waikato times جو ہے اس کے بھی پڑھنے والے تقریباً چھیانوے ہزار ہیں۔ آن لائن میڈیا جو ہے، ویب سائٹ سکوپ (website scoop) یہ ملک کی مشہور ترین ویب سائٹ ہے۔ اس کو ساڑھے چار لاکھ کے قریب لوگ وِزٹ کرتے ہیں۔ اس پر یہ خبر آئی اور مسجد کے افتتاح کے حوالے سے بھی خبر تھی۔

پھر جاپان کا پرنٹ میڈیا ہے۔ Asahi newspaper۔ آساہی ایک بڑا اخبار ہے، اس کی سرکولیشن دو کروڑ سے زائد ہے۔ اس نے بھی میرے دورے کے حوالے سے میری تصویر دے کے خبر لگائی اور پھر اس میں یہ لکھا کہ اسلام کے ایک فرقہ احمدیت کے لیڈر لندن سے آئے ہیں۔ اور پہلی مسجد کے قیام کا اعلان کیا ہے جو پہلے ایک سپورٹس کمپلیکس تھا۔ اور پھر لکھا کہ امام جماعت نے کہا کہ مذہب یا قومیت سے الگ ہو کر ہر شخص اس مسجد میں آسکتا ہے۔

بہرحال خلاصہ یہ کہ جن جرنلسٹس سے جو مختلف انٹرویو ہوئے اور جو باتیں ہوتی رہیں اُن میں اسلام کی خوبصورت تعلیم تو بیان ہوتی ہی ہے، اس کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد بھی بیان ہوا۔ اسلام میں جنگوں کا تصور کے بارے میں باتیں ہوئیں اور کس طرح جماعت احمدیہ تبلیغ کرتی ہے۔ مسلمان ممالک میں بدامنی اور اُس کے حل کے بارے میں باتیں ہوئیں۔ دنیا میں حقیقی امن کس طرح قائم کیا جاسکتا ہے، اس بارے میں باتیں ہوئیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کیا مقام ہے اس بارے میں باتیں ہوئیں۔ خلافت اور جماعت کا رشتہ کیا ہے اس بارے میں باتیں ہوئیں۔ پس مختلف مضامین کے لحاظ سے اس میں ایک بڑا وسیع تعارف جماعت کا ہوا۔ اور ان سارے ٹی وی چینل اور ریڈیو اور اخباروں کو اگر جمع کیا جائے تو ان کے اپنے اندازے کے مطابق ان کے سننے والے، دیکھنے والے، پڑھنے والے اس ریجن میں تقریباً ساڑھے تین کروڑ لوگ ہیں جن تک یہ پیغام پہنچا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ ہر علاقے میں اسلام کی خوبصورت تعلیم کا جو تعارف کروا رہا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں جو دنیا کو پتہ لگ رہا ہے، اسلام کی حقیقی اور خوبصورت تعلیم جو پیش ہو رہی ہے، وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جو یہ ارشاد ہے اس کے مطابق ہے کہ یہ زمانہ تکمیلِ اشاعتِ ہدایت کا زمانہ ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد دوم۔ صفحہ 362-361۔ ایڈیشن 2013ء مطبوعہ لندن)۔

اور یہ جو میڈیا ہماری کوششوں سے بڑھ کر اتنا زیادہ کوریج دیتا ہے تو یہ اس بات پر اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت ہے۔ ہمارے لئے تو ایسا ممکن نہیں تھا کہ اتنے وسیع طور پر نہ صرف ان چار ممالک میں بلکہ ان کے ذریعہ باقی چھیالیس ممالک میں بھی جس میں پاکستان بھی شامل ہے، احمدیت کا اور اسلام کا تعارف پہنچا سکتے اور پیغام پہنچا سکتے، کیونکہ وہاں سے بھی مجھے ایک خبر اس انٹرویو کے حوالے سے آئی تھی جو اس میں شائع ہوا تھا۔ پس اگر عقل ہو تو یہی ایک بات جو ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے ثبوت کے لئے کافی ہے۔


**Apartment for SALE**

A three bed & attendant room apartment facing Margala for SALE in **'F - 11'** Islamabad (Pakistan). The apartment is fully air conditioned, has an area of 3000sq ft & is rented to a European for one year.

**Please contact:**

**Tel: +44(0)2088773697, 07725833858**

**Post:1 Shire place London SW18 3BP**



قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

SHARIF JEWELLERS

SINCE 1952

Aqsa Road Rabwah

0092 47 6212515

15 London Rd, Morden SM4 5HT

0044 20 3609 4712



**MOT**

**CLASS IV: £48**

**CLASS VII: £56**

**Servicing, Tyres & Exhausts.**

**Mechanical Repairs**

**All Makes & Models**

**Rutlish Auto Care Centre**

**Rutlish Road**

**Wimbledon - London**

**Tel: 020 8542 3269**

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''یہ عاجز بحکم وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ (الضحیٰ:12) اس بات کے اظہار میں کچھ مضائقہ نہیں دیکھتا کہ خداوند کریم و رحیم نے محض فضل و کرم سے اُن تمام امور سے اِس عاجز کو حصّہ وافرہ دیا ہے اور اِس ناکارہ کو خالی ہاتھ نہیں بھیجا اور نہ بغیر نشانوں کے مامور کیا بلکہ یہ تمام نشان دیئے ہیں جو ظاہر ہو رہے ہیں اور ہوں گے اور خدائے تعالیٰ جب تک کھلے طور پر حجت قائم نہ کر لے تب تک ان نشانوں کو ظاہر کرتا جائے گا''۔ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد3 صفحہ 339-338)

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی ذمہ داریاں سمجھنے اور اُن کو نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

کچھ افسوسناک خبریں بھی ہیں۔ تین جنازے میں ابھی نمازوں کے بعد پڑھاؤں گا جس میں پہلا جنازہ جو ہے ہمارے شہید بھائی مکرم بشیر احمد صاحب کیانی کا ہے جو مکرم عبدالغفور صاحب کیانی کے بیٹے تھے۔ اورنگی ٹاؤن کراچی میں یکم نومبر کو ان کی شہادت ہوئی ہے۔ اپنے ہمسائے محمد اکرم قریشی صاحب کے گیارہ سالہ بیٹے کے ساتھ یہ جمعہ کے لئے جا رہے تھے۔ ایک بجے کے قریب گھر سے نکلے۔ اورنگی ٹاؤن کی مسجد بیت الحفیظ کی طرف پیدل ہی جا رہے تھے، کیونکہ تقریباً دو کلومیٹر کے فاصلے پر ان کا گھر ہے۔ جب مسجد کے قریب پہنچ چکے تھے تو پیچھے سے ایک موٹر سائیکل پر دو نامعلوم حملہ آوروں نے آ کر آپ پر فائرنگ کر دی۔ شدید زخمی ہو گئے۔ ایک گولی ان کو کنپٹی پر لگی، دو گولیاں سینے میں لگیں۔ ساتھ جانے والے بچے کی ٹانگ کی پنڈلی میں ایک گولی لگی جو آر پار گزر گئی۔ بہرحال فوری طور پر ہسپتال لے جایا گیا لیکن وہاں پہنچ کر بشیر کیانی صاحب کی شہادت ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ حملہ آوروں کی فائرنگ سے عزیزم محمد احمد واجد کے علاوہ جس کی ٹانگ میں گولی لگی تھی، وہاں بازار میں کھڑے دو غیر از جماعت بھی زخمی ہو گئے۔ محمد احمد واجد جو بچہ ہے اُس کی مرہم پٹی وغیرہ کے بعد ہسپتال سے فارغ کر دیا گیا ہے، اور اب بہتر حالت ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کو بھی شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

بشیر کیانی صاحب شہید کے بڑے داماد ظہور احمد کیانی صاحب کو 21/اگست کو شہید کیا گیا تھا اور ان کے بیٹے اعجاز احمد کیانی کو 18/ستمبر کو اسی علاقے اورنگی ٹاؤن میں دشمنانِ احمدیت نے شہید کیا تھا۔ ان کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے دو چچا مکرم یوسف کیانی اور سعید کیانی صاحب کے ذریعہ ہوا۔ 1936ء میں انہوں نے بیعت کی اور مطالعہ کرنے کے بعد جماعت مبائعین میں شامل ہوئے۔ بشیر کیانی صاحب میٹرک کی تعلیم کے بعد آرمی میں بطور سپاہی بھرتی ہو گئے اور 1979ء میں آپ کا ٹرانسفر کراچی ہو گیا اور یہیں سے آپ ریٹائر ہوئے۔ مرحوم کی عمر اڑسٹھ (68) سال تھی۔ بڑے خوش اخلاق تھے اور جذباتی طبیعت کے مالک تھے۔ دعوتِ الی اللہ کے انتہائی شوقین تھے۔ جب کہیں موقع ملتا تو دوست احباب کو تبلیغ کرتے۔ انتہائی دلیر اور بہادر شخصیت کے مالک تھے۔ یکے بعد دیگرے داماد اور بیٹے کی شہادت کے بعد خوفزدہ نہیں تھے بلکہ اپنی اولاد کو حوصلے کی تلقین کیا کرتے تھے۔ شہادت کے روز اپنے بیٹے اعزاز احمد کیانی کو کہا کہ ہم نے خود اپنی حفاظت کرنی ہے اور یہاں سے جانا نہیں۔ ایک قائد علاقہ لکھتے ہیں کہ ان کے بیٹے اعجاز کیانی صاحب کی شہادت کے بعد جب وہ شہید کے خاندان کے جملہ افراد کو چھوڑنے کے لئے ائیرپورٹ گئے تو اعجاز کیانی صاحب شہید کی والدہ کے غم کی حالت کو دیکھتے ہوئے ویل چیئر منگوائی، جسے دیکھ کر بشیر کیانی صاحب شہید نے کہا کہ ابھی تو میرا ایک ہی بیٹا شہید ہوا ہے، آپ چاہتے ہیں کہ ہم ابھی سے بیٹھ جائیں؟ غیرت رکھنے والے تھے۔ سعودی عرب میں ان کی آرمی سروس کے دوران پوسٹنگ ہوئی۔ لیکن وہاں شرط یہ تھی کہ اپنے پاسپورٹوں پر احمدیت کا نام نہ لکھیں۔ انہوں نے کہا یہ نہیں ہو سکتا۔ بے شک مَیں نہ جاؤں، یہ شرط مجھے قبول نہیں۔ شہید مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ فاطمہ بشیر کیانی صاحبہ کے علاوہ دو بیٹے اعزاز کیانی اور شہباز کیانی چھوڑے ہیں۔ پانچ بیٹیاں ہیں۔ ایک طاہرہ ظہور کیانی ہے جو شہید کی بیوہ ہیں۔ پھر ناہیدہ طیب، شاہدہ بشیر، ساجدہ بشیر اور وجیہ کنول۔ اللہ تعالیٰ شہید مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان سب کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

بشیر کیانی صاحب کے بارے میں اُن کی ایک عزیزہ نے لکھا کہ کراچی میں آپ کے دو عزیز شہید کر دیئے گئے تو میں نے اُن کو کہا کہ کراچی چھوڑ کیوں نہیں دیتے؟ بڑے غم کی حالت میں بیٹھے ہوئے تھے، آنکھوں میں آنسو تھے تو ایک دم جھکی ہوئی کمر کو سیدھی کر کے کھڑے ہو گئے۔ کہنے لگے کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ ہم نے تو احمدیت کو زمین کے کناروں تک پھیلانا ہے اور تم کہہ رہی ہو کراچی چھوڑ دیں۔ یہ قربانیاں ہمارے حوصلے کو بلند کرنے والی ہیں۔ دشمن ہمارے ایمان کمزور نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ دشمن کی پکڑ کے بھی جلدی سامان کرے۔

دوسرا جنازہ تو یہاں بعض لوگ پڑھ چکے ہوں گے۔ یہیں کے رہنے والے ہمارے بھائی میاں عبدالسمیع عمر صاحب تھے۔ ان کو دل کا عارضہ تھا۔ ان کا آپریشن ہوا لیکن کامیاب نہیں ہو سکا اور اس دوران میں ہی کچھ عرصے بعد وفات ہو گئی۔ 69 سال ان کی عمر تھی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

آپ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے پوتے تھے اور مفتی محمد صادق صاحبؓ کے نواسے تھے۔ مجلس انصاراللہ یو کے والے تو جانتے ہیں، یہاں خدمت کرتے رہے ہیں، قائد تعلیم تھے، قائد تربیت تھے۔ بڑے اخلاص اور وفا سے، محنت سے کام کرتے رہے۔ دعا گو اور حلیم اور شفیق، منکسر المزاج، صلہ رحمی کرنے والے، متوکل انسان تھے۔ خلافت سے بڑی محبت اور وفا کا تعلق تھا۔ کوئی بھی ان کا کام ہوتا تو یہ مجھے ضرور اطلاع دیا کرتے تھے۔ بڑی اچھی ان کی تلاوت تھی۔ ان کے ایک بھائی منیر عمر صاحب 28/مئی 2010ء میں شہید ہو گئے تھے۔ آپ نے اپنے پسماندگان میں ایک اہلیہ اور بیٹی اور دو بیٹے چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

تیسرا جنازہ عزیزم مزمل الیاس کا ہے۔ یہ طالب علم جامعہ احمدیہ تھے۔ چک چٹھہ ضلع حافظ آباد کے رہنے والے تھے۔ اچانک جامعہ میں ہی 9/ستمبر کو فجر کے وقت ان کی وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ سترہ سال ان کی عمر تھی۔ درجہ ممہدہ جامعہ کے طالب علم تھے اور بڑے شوق سے جامعہ میں داخل ہوئے تھے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کی جو مرضی تھی وہ ہوا۔ لیکن سپرنٹنڈنٹ ہوسٹل کہتے ہیں کہ نمازوں کے بڑے پابند، باقاعدہ تلاوت کرنے والے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا بڑے شوق سے مطالعہ کرنے والے تھے۔ میرے خطبات بڑے غور سے سنتے تھے اور بڑی محبت سے سنتے تھے۔ ان کے نانا نے کہا کہ نماز تہجد اس نے کبھی نہیں چھوڑی۔ حفاظتِ مرکز کی ڈیوٹیوں کے دوران اکثر شہادت کی تمنا کیا کرتے تھے۔ ان کے والدین نے بھی بڑا صبر دکھایا ہے اور انہوں نے کہا ہے اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہیں اور اُس کے شکرگزار ہیں کہ ہمارے بچے کی قربانی کو اتنی جلدی قبول فرما لیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور والدین کو بھی صبر عطا فرمائے۔

---

## جماعت احمدیہ کیمرون کے زیر اہتمام نیشنل جلسہ یوم خلافت کا انعقاد اور مسجد احمدیہ کا سنگ بنیاد

(رپورٹ: محمد یوسف بیلو۔ مامفے۔ کیمرون)

جماعت احمدیہ کیمرون میں بھی ہر سال کی طرح اس سال نیشنل جلسہ یوم خلافت کا انعقاد یکم جون 2013ء کو کیا گیا۔ امسال اس جلسہ کا انعقاد Foumban کے سلطان کے محل کے قریب رائل فیملی کی مسجد کے سامنے کیا گیا۔ رائل فیملی میں سے سلطان آف Foumban کی دو بہنوں اور چند افراد نے جن میں اس مسجد کے امام بھی شامل ہیں احمدیت میں شمولیت اختیار کی ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

یکم جون 2013ء کو باجماعت نماز تہجد سے اس دن کا آغاز کیا گیا۔ نماز فجر اور درس القرآن کے بعد خاکسار اور معلم ابوبکر آدم صاحب نے کام کی نگرانی کی۔ بعد ازاں ماحول کو صاف رکھنے کی غرض سے وقارِ عمل کیا گیا۔

ساڑھے دس بجے پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو امام ابوبکر صاحب آف Makop نے کی۔ آیات کریمہ کا فرنچ ترجمہ مکرم سلیمان موسیٰ صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد مکرم سلیمان موسیٰ صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کا عربی قصیدہ ترنم سے پڑھا اور بعد ازاں اس کا ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔ Foumban کے امام صاحب نے افتتاحی دعا کروائی۔ نیشنل صدر جماعت احمدیہ کیمرون مکرم عیسیٰ احمدو صاحب نے معزز شاملین کو خوش آمدید کہا۔

مکرم عبدالخالق نیر صاحب مبلغ انچارج نائیجیریا نے پہلی تقریر ''Blessings of Khilafat and Service to Humanity'' کے موضوع پر کی جس میں قرآن و حدیث کے ساتھ ساتھ حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء حضرت مسیح موعودؑ کے اقتباسات کی روشنی میں اس مضمون کو واضح کیا۔ بعد ازاں اس کا فرنچ اور ایک لوکل زبان بامون (Bamoun) میں ترجمہ پیش کیا گیا۔

دوسری تقریر بعنوان "The coming of Imam Mahdi(as) and blessings of accepting Imam of the age" کے موضوع پر معلم ابوبکر آدم صاحب کی فرانسیسی زبان میں تھی۔ جس کا انگریزی اور ایک لوکل زبان بامون (Bamoun) میں ترجمہ پیش کیا گیا۔

اس کے بعد مجلس سوال و جواب ہوئی جس میں مکرم عبدالخالق نیر صاحب نے حاضرین کے مختلف سوالات کے جوابات دیئے۔ اس مجلس کے بعد مختلف مقامات سے آئے ہوئے آئمہ کرام اور چیف صاحبان نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور خدا کا شکر ادا کیا کہ جماعت احمدیہ کی بدولت انہیں حقیقی اسلامی تعلیمات میسر آ گئی ہیں۔

آخر پر صدر صاحب جماعت نے معززین اور شاملین جلسہ کا شکریہ ادا کیا اور قریباً دو بجے جلسہ اختتام کو پہنچا۔

بعد ازاں نماز ظہر و عصر جمع کر کے ادا کی گئیں۔ جس کے بعد معزز شاملین جلسہ کو کھانا پیش کیا گیا۔

اسی دن بعد ازاں مکرم عبدالخالق نیر صاحب مبلغ انچارج نائیجیریا نے Foumban کے سلطان کے پیلس کے قریب رائل فیملی کی مسجد (جو کہ اب جماعت کی مسجد ہے اور جس کو گرا کر نئی مسجد بنانے کا پروگرام ہے اس) کا سنگ بنیاد رکھا۔ اب اس مسجد کو مسجد احمدیہ قرار دے دیا گیا ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

اس جلسہ یوم خلافت کے انعقاد کے حوالہ سے تین ٹی وی اور ریڈیو اسٹیشنز پر گاہے بگاہے اعلانات کروائے جاتے رہے۔ جبکہ بعد ازاں ان پر اس جلسہ یوم خلافت کے کامیاب انعقاد کی خبریں بھی نشر ہوئیں۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

اسی طرح یوم خلافت کے حوالے سے فرانسیسی اور انگریزی زبانوں میں لٹریچر بھی شائع کروا کر تقسیم کرنے کا موقع ملا۔ نیز دیگر جماعتی لٹریچر تقسیم کرنے کی توفیق بھی ملی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

اس جلسہ کی برکات سے فیض یاب ہونے کے لئے بعض احباب کرام نے 400 کلومیٹر سے زائد کا سفر اختیار کیا۔ اور اس جلسہ میں شامل ہوئے۔ اس جلسہ میں نائب سلطان آف Foumban کے ساتھ ساتھ رائل فیملی کے احباب، 21 دیہات سے 16 آئمہ کرام، 7 چیفس اور کیمرون کی 12 جماعتوں سے 1500 سے زائد احباب کرام نے شرکت کی توفیق پائی۔ جن میں سے اکثریت نومبائعین کی تھی۔

قارئین سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ تقاریب ہر پہلو سے بابرکت فرمائے۔

بقیہ: رپورٹ دورۂ آسٹریلیا از صفحہ نمبر 20

تو اللہ تعالیٰ کی قرب کی راہوں کے پانے والے بن جاؤ گے۔ یہ نہ کرو گے تو خدا تعالیٰ کی ناراضگی کے مورد بنو گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قرآن مجید کی مختلف آیات کے حوالہ سے بعض ایسی باتوں کی نشاندہی فرماتے ہوئے افراد جماعت کو اہم نصائح فرمائیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان احسن باتوں اور نیکیوں اور برائیوں کی تفصیل دی ہے۔ مثلاً یہ کہ فرمایا کہ وہ لوگ بھی اللہ کے بندے ہیں جو جھوٹی گواہیاں نہیں دیتے اور جب لغو باتوں کے پاس سے گزرتے ہیں وہ بزرگانہ طور پر بغیر ان میں شامل ہوئے گزر جاتے ہیں۔ یہاں دو باتوں سے روکا ہے۔ ایک جھوٹ سے، ایک لغو بات سے۔ یعنی جھوٹی گواہی نہیں دینی۔ کیسا بھی موقع آئے، جھوٹی گواہی نہیں دینی۔ بلکہ دوسری جگہ فرمایا کہ تمہاری گواہی کا معیار ایسا ہو کہ خواہ اپنے خلاف یا اپنے والدین کے خلاف یا اپنے کسی پیارے اور رشتہ دار کے خلاف گواہی دینی پڑے تو دو۔ پس سچائی قائم کرنے کا یہ معیار ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ مزید فرماتا ہے کہ اے مومنو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور وہ بات کہو جو پیچ دار نہ ہو بلکہ سچی، کھری اور سیدھی ہو۔ یہ وہ سچائی کا معیار قائم رکھنے کے لئے احسن ہے جس کو کرنے اور پھیلانے کا اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے۔ لیکن اگر ہم اپنے جائزے لیں تو سچائی کے یہ معیار نظر نہیں آتے۔ ہر قدم پر نفسانی خواہشات کھڑی ہیں۔ کتنے ہیں ہم میں سے، اگر ہم جائزہ لیں جو بوقت ضرورت اپنے خلاف گواہی دینے کو تیار ہو جائیں، اپنے والدین کے خلاف گواہی دیں، اپنے پیاروں کے خلاف گواہی دیں اور پھر یہ معیار قائم کریں کہ اُن کی روزمرّہ کی گفتگو، کاروباری معاملات وغیرہ میں ہر قسم کی پیچ دار باتوں سے آزاد ہوں۔ کہیں نہ کہیں یا تو ذاتی مفادات آڑے آجاتے ہیں یا قریبیوں کے مفادات آڑے آجاتے ہیں۔ یا اَنائیں آڑے آجاتی ہیں اور غلطی ماننے کو تیار نہیں ہوتے۔ ان باتوں کو پیچ دار بنانے کی کوشش کی جاتی ہے تاکہ اپنی جان بچائی جائے تاکہ اپنے مفادات حاصل کئے جائیں۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** پھر اس زمانے میں ٹی وی پر گندی فلمیں ہیں۔ انٹرنیٹ پر انتہائی گندی اور غلیظ فلمیں ہیں، ڈانس اور گانے وغیرہ ہیں۔ بعض انڈین فلموں کے ایسے گانے ہیں جن میں دیوی دیوتاؤں کے نام پر مانگا جا رہا ہوتا ہے یا اُن کی بڑائی بیان کی جا رہی ہوتی ہے جس سے سب سے بڑے اور طاقتور خدا کی نفی ہو رہی ہوتی ہے۔ یا یہ اظہار ہو رہا ہوتا ہے کہ یہ دیوی دیوتا جو ہیں، بت جو ہیں، یہ خدا تک پہنچانے کا ذریعہ ہیں۔ یہ بھی لغویات ہیں، شرک ہیں، شرک اور جھوٹ ایک چیز ہے۔ ایسے گانوں کو بھی نہیں سننا چاہئے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** پھر فیس بک ہے یا ٹوئٹر ہے یا کمپیوٹر وغیرہ پر چیٹنگ (chatting) کی مجالس لگی ہوتی ہیں۔ اور بعض دفعہ ایسی بیہودہ اور ننگی باتیں ہو رہی ہوتی ہیں کہ جب ایک فریق کی لڑائی ہوتی ہے تو پھر بعض نوجوان وہ باتیں مجھے بھی بھیج دیتے ہیں کہ کیا کیا باتیں ہو رہی تھیں۔ پہلے اس میں خود ہی شامل بھی ہوتے ہیں۔ ایسی باتیں ہوتی ہیں کہ کوئی شریف آدمی اُن کو دیکھ اور سُن نہیں سکتا۔ بڑے بڑے اچھے خاندانوں کے لڑکے اور لڑکیاں اس میں شامل ہوتے ہیں اور اپنا ننگ ظاہر کر رہے ہوتے ہیں۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** پس ایک احمدی کے لئے ان سے بچنا بہت ضروری ہے۔ ایک احمدی مسلمان کو تو حکم ہے کہ تم احسن قول کی تلاش کرو۔ اُس احسن کی تلاش کرو جو نیکیوں میں بڑھانے والا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے بنو اور جو لعنت ایسے لوگوں پر پڑنی ہے اُس سے بچ سکو۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** اس طرف بہت توجہ کریں۔ اپنے گھروں کو اس انعام سے فائدہ اُٹھانے والا بنائیں جو اللہ تعالیٰ نے ہماری تربیت کے لئے ہمارے علمی اور روحانی اضافے کے لئے ہمیں دیا ہے تاکہ ہماری نسلیں احمدیت پر قائم رہنے والی ہوں۔ پس ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ اپنے آپ کو ایم ٹی اے سے جوڑیں۔ اب خطبات کے علاوہ اور بھی بہت سے لائیو پروگرام آرہے ہیں جو جہاں دینی اور روحانی ترقی کا باعث ہیں وہاں علمی ترقی کا بھی باعث ہیں۔ جماعت اس پر ہر سال لاکھوں ڈالر خرچ کرتی ہے۔ اس لئے کہ جماعت کے افراد کی تربیت ہو۔ اگر افرادِ جماعت اس سے بھرپور فائدہ نہیں اُٹھائیں گے تو اپنے آپ کو محروم کریں گے۔ غیر تو اس سے اب بھرپور فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔ اور جماعت کی سچائی اُن پر واضح ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کی توحید اور اسلام کی حقانیت کا اُنہیں پتہ چل رہا ہے اور صحیح ادراک ہو رہا ہے۔ پس یہاں کے رہنے والے احمدیوں کو بھی اور دنیا کے رہنے والے احمدیوں کو بھی ایم ٹی اے سے بھرپور استفادہ کرنا چاہئے۔ ایم ٹی اے کی ایک اور برکت بھی ہے کہ یہ جماعت کو خلافت کی برکات سے جوڑنے کا بھی بہت بڑا ذریعہ ہے۔ پس اس سے فائدہ اُٹھانا چاہئے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ** نمازوں کے بعد میں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو محترمہ صاحبزادی امۃ المتین صاحبہ کا ہے، حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں اور مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب کی اہلیہ۔ 14/اکتوبر کی رات کو تقریباً بارہ بجے ربوہ میں ان کا انتقال ہوا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ عید والے ان کی تدفین ہوئی تھی۔

محترمہ صاحبزادی امۃ المتین صاحبہ کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ قادیان میں 21/دسمبر 1936ء کو پیدا ہوئی تھیں اور قادیان میں دارالمسیح میں ان کی پیدائش ہوئی۔ حضرت امّاں جان اور خلیفہ ثانی نے اُس وقت ان کے لئے بڑی دعائیں کیں۔ آپ حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ کی بیٹی تھیں، اور حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نواسی تھیں۔ حضرت ڈاکٹر میر اسماعیل صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ماموں بھی تھے۔

مکرم میر محمود احمد ناصر جو واقفِ زندگی ہیں اور سپین میں بھی اور امریکہ میں بھی مبلغ رہے ان کو ان کے ساتھ رہنے کا موقع ملا اور مبلغ کی بیوی کا جو حق ہوتا ہے وہ انہوں نے ادا کیا۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** لجنہ مرکزیہ پاکستان میں بھی یہ مختلف عہدوں پر سیکرٹری کے طور پر خدمات بجا لاتی رہی ہیں۔ خلافت سے بڑا وفا کا تعلق تھا۔ میری خالہ تھیں لیکن خلافت کے بعد جو احترام اور محبت اور پیار اور عزت کا تعلق تھا وہ بہت بڑھ گیا تھا۔ ان کے چار بیٹے اور ایک بیٹی ہیں۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ کے آخر میں فرمایا:** اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے۔ نمازوں کے بعد ان کا غائب جنازہ ادا ہوگا۔

[خطبہ جمعہ کا مکمل متن الفضل انٹرنیشنل کے 8 نومبر 2013ء کے شمارہ میں شائع ہو چکا ہے۔]

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطبہ جمعہ دو بجے تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز جمعہ کے ساتھ نماز عصر جمع کرکے پڑھائی۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور نے صاحبزادی امۃ المتین صاحبہ کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

..............................

## خلافت جوبلی ہال کا افتتاح

آج پروگرام کے مطابق نئے تعمیر ہونے والے "Khilafat Centenary Hall" کا افتتاح تھا اور اس تعلق میں "Peace Convention & Inauguration of Khilafat Centenary Hall" کے نام سے ایک تقریب کا اہتمام اس ہال کے اندر کیا گیا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سال 2006ء میں اپنے دورہ آسٹریلیا کے دوران اس ہال کا سنگ بنیاد رکھا تھا۔ اس وسیع و عریض ہال میں قریباً 1400 افراد کے نماز پڑھنے کی گنجائش ہے۔ اس ہال کے ایک طرف دو منزلہ دفاتر بنائے گئے ہیں اور میٹنگ روم بھی ہے۔ لجنہ اور دوسری ذیلی تنظیموں کے دفاتر ہیں۔ اور اسی طرح ہال کے باہر ایک حصّہ میں بڑا مرکزی کچن تعمیر کیا گیا ہے جو کہ ایک لنگر خانہ کی صورت میں ہے۔ جلسہ سالانہ آسٹریلیا کے موقع پر چار ہزار سے زائد مہمانوں کے لئے کھانا اسی مرکزی کچن سے تیار ہوتا تھا۔ یہ ہال اتنا وسیع ہے کہ اس میں آٹھ Indoor Games کھیلی جاسکتی ہیں۔

چھ بج کر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لاکر ہال کی بیرونی دیوار پر لگی ہوئی تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کروائی۔

## جوبلی ہال کے افتتاح کے موقع پر منعقدہ خصوصی تقریب میں شامل بعض مہمانوں کا تعارف

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہال کے اندر سٹیج پر تشریف لے آئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی آمد سے قبل اس تقریب میں شامل ہونے کے لئے آنے والے مہمان اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ چکے تھے۔

اس تقریب میں شامل ہونے والے مہمانوں میں Senator The Hon. Concetta Fierravanti-Wells وزیر اعظم آسٹریلیا کی نمائندگی میں آئی تھیں۔

اس کے علاوہ فیڈرل ممبر پارلیمنٹ Hon. ED Husic، فیڈرل ممبر پارلیمنٹ Hon. Phillip Ruddock، ممبر پارلیمنٹ منسٹر فار سٹیزن شپ Hon.Victor Dominello، ممبر پارلیمنٹ اپوزیشن لیڈر NSW Mr. John Robertson، فیڈرل ممبر پارلیمنٹ Hon. Kevin Conolly، پارلیمانی سیکرٹری فار لاء اینڈ جسٹس Hon. David Clarke، چیف ایریا کمانڈر، پولیس آفیسر Superintendant Wayne Cox، فیڈرل ممبر پارلیمنٹ Ms. Michelle Rowland، کونسلر Mrs. Marissa Clark، ممبر پارلیمنٹ Hon. Shaoquett Moselmane، کونسلر Jacqueline Donaldson، Mr. Paul Power (Ceo Refugee Council of Australia)، Hon. Amanda Fazio MLC، Mr. Sam Asante غانین ایسوسی ایشن کے ایگزیکٹو ممبر اور چرچ کے پادری، Ms. Franklyn Koshie چیئرمین آف غانین ایسوسی ایشن، سپرنٹنڈنٹ Peter Lennon کمانڈر Fairfield ایریا، بلیک ٹاؤن اور Paramatta شہروں کے کونسلر، Mr. Michael Regan میئر Warring کونسل، ایڈیٹر Indian Herald، ایڈیٹر انچیف Sadef e Watan، ایڈیٹر Awaaz، پروفیسر Nihal Agar چیئرپرسن ہندو کونسل آف آسٹریلیا، پادری Anglican Church Steve Reimer اور Mr. Robert Bock ایجوکیشن اینڈ امیگریشن Consultant شامل تھے۔

اس کے علاوہ ڈاکٹرز، پروفیسرز، ٹیچرز، وکلاء اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے مہمان اس تقریب میں شرکت کے لئے آئے ہوئے تھے۔

## تقریب کا باقاعدہ آغاز

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم مجیب الرحمٰن صاحب سنوری نے کی اور اس کا انگریزی زبان میں ترجمہ پیش کیا۔

اس کے بعد نیشنل سیکرٹری امور خارجہ مکرم مرزا رمضان شریف صاحب نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور اپنا تعارفی ایڈریس پیش کیا۔

## بعض مہمانوں کے ایڈریسز

❁......**بعد ازاں Senator Concetta Fierravanti Wells نے جو کہ وزیر اعظم آسٹریلیا جناب ٹونی ایبٹ کی نمائندگی کر رہی تھیں اور پارلیمانی سیکرٹری بھی ہیں اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا کہ** میں عزّت مآب خلیفۃ المسیح کی آسٹریلیا میں تشریف آوری پر خوش آمدید کہتی ہوں۔ خلیفۃ المسیح کی خدمات بطور ایک روحانی رہنما انتہائی قابل قدر ہیں۔

موصوفہ نے کہا: میں یہاں پر اُن عظیم مسلمانوں کی کوششوں کا بھی اعتراف کرتی ہوں جنہوں نے ہمارے ملک کی تاریخ کے اوائل میں انیسویں صدی میں خدمات انجام دیں۔ ان میں مجھے حسن موسیٰ خان صاحب کا بھی پتہ ہے جو کہ 1842ء میں پیدا ہوئے اور آسٹریلیا کے پہلے احمدی تھے۔ وہ Karrakatta پرتھ کے قبرستان میں مدفون ہیں۔

موصوفہ نے کہا: مَیں عزّت مآب خلیفۃ المسیح کے اس بیان سے بہت خوش ہوں جو انہوں نے Koblenz (جرمنی) میں 2012ء میں دیا جس میں آپ نے فرمایا: سچی وفاداری ایک ایسے تعلق سے پیدا ہوتی ہے جو کہ اخلاص اور بلند کردار سے قائم ہو۔ ہر شہری چاہے وہ کسی بھی ملک سے تعلق رکھتا ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے اس ملک سے تعلق سچّی وفاداری اور ایمان داری سے قائم کرے۔

موصوفہ نے کہا: احمدیہ جماعت ان تمام مشترک اخلاق پر کاربند ہے جو ہمارے آسٹریلوی معاشرے کو متحد کرتے ہیں۔ میں آپ میں سے بہت سوں کی قربانیوں کو سمجھ سکتی ہوں۔ کیونکہ میں خود یہاں ہجرت کرکے آنے والے والدین کی بیٹی ہوں۔ آپ کی جماعت انتہائی قابل قدر اور آسٹریلیا کے معاشرے سے گہرے طور پر وابستہ ہے۔

❁......اس کے بعد **فیڈرل ممبر پارلیمنٹ Hon. ED Husic نے** (جو حزب اختلاف کی نمائندگی بھی کر رہے تھے۔ موصوف آسٹریلین پارلیمنٹ میں پہلے مسلمان ممبر پارلیمنٹ ہیں اور بوزنیا سے ہجرت کرکے آسٹریلیا آباد ہوئے تھے) **اپنے ایڈریس میں کہا:** خلیفۃ المسیح عزّت مآب! یہ انتہائی قابل عزّت بات ہے کہ مجھے آپ کے ساتھ آج وقت گزارنے کا موقع مل رہا ہے اور میں آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ مجھے یہ بتانے میں خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ آپ کی جماعت آپ کے آنے کی وجہ سے بہت خوش نظر آتی ہے۔ خلیفۃ المسیح کا آسٹریلیا میں تشریف لانا دراصل آسٹریلیا میں احمدیوں کی 110 سالہ تاریخ میں کسی احمدیہ روحانی رہنما کا چوتھی دفعہ آنا ہے۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جب آپ عزّت مآب آسٹریلیا سے جائیں گے تو اپنی جماعت پر فخر کرسکیں گے۔ جماعت احمدیہ کے ارکان مختلف شعبوں میں، مختلف پیشوں کے ذریعہ اور دیگر ہر طرح سے انتہائی مثالی شہری ہیں۔

خلیفۃ المسیح عزّت مآب! آج آپ کا یہاں آنا خصوصًا بہت خوش آئند ہے کیونکہ آپ اپنے ساتھ ایک جذبہ اور توانائی لائے ہیں جو آپ کی مذہبی برداشت پیدا کرنے کے عزم کا

اظہار کرتا ہے۔ ایسا عزم جس کے ذریعہ آپ اپنا پیغام ساری دنیا تک پہنچا دینا چاہتے ہیں۔ اسی وجہ آج آپ کا آسٹریلیا آنا بہت ہی اہمیت کا حامل ہے۔ آپ امن کے قیام اور مذہبی رواداری کا پیغام پھیلا رہے ہیں اور اس کے لئے یورپین پارلیمنٹ، US کانگریس اور دیگر رہنماؤں سے آپ نے قیام امن کے لئے خطابات میں امن کا پیغام دیا ہے۔

موصوف نے کہا: آپ کا یہ دورہ یادگار رہے گا اور برس ہا برس بڑی اہمیت سے دیکھا جاتا رہے گا اور یقیناً میں آج آپ کے ساتھ وقت گزارنے پر عزّت محسوس کر رہا ہوں اور آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں۔

❁...... بعد ازاں **فیڈرل ممبر پارلیمنٹ Hon. Philip Ruddock** نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔ موصوف 17 دفعہ ممبر پارلیمنٹ کا الیکشن جیت چکے ہیں اور اس وقت آسٹریلیا کے ایوان House of Representatives میں سب سے لمبے عرصہ سے منتخب نمائندہ ہیں۔ آپ 40 سال سے زائد عرصہ سے پارلیمنٹ کے نمائندہ ہیں۔ آپ کو Father of Parliament کہا جاتا ہے۔ حکومتی لبرل پارٹی کے انتہائی اثر ورسوخ والے سیاستدان ہیں۔

موصوف نے اپنے ایڈریس میں کہا: عزت مآب خلیفۃ المسیح کو میں خوش آمدید کہتا ہوں۔ اور آپ کو ایک دفعہ پھر سے خوش آمدید کہنے پر مَیں اسے اپنی عزّت افزائی سمجھتا ہوں۔ جب کہ یہ میری انتہائی خوش قسمتی ہے کہ میں آپ سے 2006ء میں بھی ملا تھا۔

میرے لئے یہ بھی عزّت کی بات ہے کہ آسٹریلیا کے امیگریشن منسٹر کے طور پر ساڑھے سات سال کام کرنے کا موقع ملا جس کے دوران ہم نے پاکستان سے انسانی ہمدردی کے طور پر ہزاروں احمدیوں کو یہاں ہجرت کرنے کا موقع دیا جو کہ انتہائی ظلم کا شکار تھے۔ یہ صورتحال ہمارے لئے تشویش کا باعث ہے کہ احمدیوں پر ظلم بعض دوسرے ممالک میں بھی ہو رہا ہے۔

موصوف نے کہا: عزّت مآب خلیفۃ المسیح! مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کے پیروکاروں کا ہمیشہ اس ملک میں خیر مقدم ہوتا رہے گا۔ آج یہاں اتنی بڑی تعداد میں ممبران پارلیمنٹ کی موجودگی یہ ظاہر کرتی ہے کہ احمدیوں کو یہاں آسٹریلیا میں عزّت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ یہ بات میرے لئے انتہائی باعث مسرت ہے کہ میں ایک دفعہ پھر آپ کے ساتھ ہوں اور آپ کے پیروکاروں کے ساتھ ہوں۔ ہم خلیفۃ المسیح کے یہاں بار بار آنے کے خواہاں ہیں اور آپ کا ہر بار بڑی خوشی سے استقبال کریں گے۔

❁...... **اس کے بعد ممبر پارلیمنٹ Hon. Victor Dominello نے جو کہ منسٹر آف سٹیزن شِپ اینڈ کمیونٹیز بھی ہیں اپنا ایڈریس پیش کیا۔** موصوف نے اپنے ایڈریس میں NSW سٹیٹ کے وزیر اعلیٰ Hon. Barry O'Farrell کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ وزیر اعلیٰ نے اپنے پیغام میں کہا کہ عزّت مآب خلیفۃ المسیح کی اس سٹیٹ میں آمد پر بہت خوشی ہوئی ہے۔ ہمارے لئے یہ ایک عزّت کا موقع ہے اور ساؤتھ ویلز کے لئے بڑے شرف کا مقام ہے کہ ہمیں خلیفۃ المسیح جیسے عظیم روحانی لیڈر کے استقبال کا موقع مل رہا ہے۔ میں آپ کے اس عزم سے آشنا ہوں جو آپ دنیا میں امن کے قیام کے لئے کوششیں کر رہے ہیں اور اسی طرح مذہبی رواداری کو فروغ دے رہے ہیں۔ میری طرف سے نیک خواہشات کا اظہار اور New South Wales کے دورہ کی مبارکباد قبول فرمائیں۔

❁...... حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس موقع پر Mr. Dominello کو جنگل میں آگ لگنے کی وجہ سے متاثرین کی امداد کے لئے جماعت آسٹریلیا کی طرف سے 20 ہزار ڈالرز کا چیک بھی دیا۔

❁...... اس کے بعد **ممبر پارلیمنٹ Hon. John Robertson جو کہ لیڈر آف اپوزیشن اور Shadow منسٹر فار ویسٹرن سڈنی ہیں نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا:** ہم خلیفۃ المسیح کو خوش آمدید کہتے ہیں اور اس اہم تقریب میں شمولیت کو اپنے لئے باعث عزّت سمجھتے ہیں۔ حضور انور کے ساتھ وقت گزارنا ایک بہت بڑا اعزاز ہے کیونکہ آپ امن کا پیغام ساری دنیا میں بغیر کسی خوف کے اور بغیر کسی کی مدد کے پہنچا رہے ہیں۔ امن اور رواداری کا پیغام پہنچانے کی وجہ سے آپ کو صرف آسٹریلیا میں ہی نہیں بلکہ دنیا بھر میں پہچانا جاتا ہے اور عزّت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ آج آپ جیسے ہی رہنما ہیں جو اس دنیا کے مستقبل پر مثبت رنگ میں اثر انداز ہوں گے۔ ہمیں آپ جیسے مزید رہنماؤں کی ضرورت ہے کیونکہ آپ کی آواز جیسی آوازوں کے ذریعہ ہی دنیا میں استحکام پیدا ہوگا۔ آپ امن، امید اور حوصلہ کی آواز ہیں۔ میں آج ایک ایسے شخص کے ساتھ بیٹھنے پر انتہائی عزّت محسوس کر رہا ہوں جو بلند مرتبت ہے اور جو پُر عزم ہے کہ وہ ایک پُر امن دنیا کا قیام کرے گا۔

❁...... **بعد ازاں ممبر پارلیمنٹ Hon. Kevin Conolly نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔** موصوف نے حضور انور کی آسٹریلیا آمد پر، ایئرپورٹ پر حضور انور کا استقبال بھی کیا تھا۔ موصوف نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا: میرے لئے یہ بہت ہی عزّت کا مقام ہے کہ میں دو ہفتہ قبل خلیفۃ المسیح کو لینے کے لئے سڈنی ایئرپورٹ پر گیا تھا اور عزّت مآب خلیفۃ المسیح کو خوش آمدید کہا تھا۔ حضور انور جیسی عظیم شخصیت کو خوش آمدید کہنا New South Wales کے لئے ایک یادگار موقع ہے۔ خلیفۃ المسیح کا یہ دورہ نہ صرف جماعت احمدیہ کے لئے بلکہ تمام ساؤتھ ویلز کے لوگوں کے لئے یادگار رہے گا کہ ہمارے درمیان ایک عظیم الشان مقام کے ایک رہنما موجود تھے۔ جماعت احمدیہ کی تعلیم ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' کا آسٹریلیا میں بھرپور خیر مقدم کیا جاتا ہے۔

❁...... اس کے بعد **Hon. David Clarke MLC نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔ موصوف نیو ساؤتھ ویلز Legislative کونسل کے ممبر ہیں اور نیو ساؤتھ ویلز پارلیمنٹری سٹینڈنگ کمیٹی لاء اینڈ جسٹس کے چیئرمین بھی ہیں۔** آپ نے اپنے ایڈریس میں کہا: میں خلیفۃ المسیح کو خوش آمدید کہتا ہوں اور اسے اپنے لئے باعث عزّت سمجھتا ہوں۔ احمدی مسلمان بہت اچھے لوگ ہیں اور خدا کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔ در اصل وہ اس لئے اچھے ہیں کہ وہ ایماندار، خدا والے، نیک اور پُر امن لوگ ہیں اور خدا کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔ ہم خلیفۃ المسیح کو بہت عزّت اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ہمارے دلوں میں آپ کا بہت احترام ہے۔ آپ پوری دنیا میں امن کا پیغام پھیلا رہے ہیں۔ ہم خلیفۃ المسیح کی کوششوں کو سراہتے ہیں۔ آسٹریلیا میں احمدیہ مسلم جماعت کے لئے ہمیشہ آزادی ہوگی۔ بہت سے احمدی لوگ اپنے ملک میں ظلم وستم کا نشانہ بنے اور مارے گئے لیکن ہم آسٹریلیا میں کسی احمدی کا بال بھی بیکا نہیں ہونے دیں گے۔ اللہ تعالیٰ احمدیہ مسلم جماعت پر اپنا فضل کرے۔ خدا آسٹریلیا کو برکت دے۔

بعد ازاں چھ بج کر پچاس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے انگریزی زبان میں خطاب فرمایا۔

## حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا سڈنی میں 'خلافت جوبلی ہال' کی افتتاحی تقریب کے موقع پر خطاب

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** تمام مہمانانِ کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی اور رحمتیں نازل ہوں۔

سب سے پہلے مَیں تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جنہوں نے ہماری دعوت قبول کی اور آج یہاں تشریف لائے۔ ایک مذہبی تنظیم کی دعوت قبول کر کے ایک مسجد کے کمپلیکس میں آنا باوجود اس کے کہ آپ کا ہمارے مذہب سے کوئی تعلق نہیں آپ کی کشادہ دلی اور روادارانہ فطرت کی واضح طور پر عکاسی کرتا ہے۔ آپ کی تشریف آوری اس اعتبار سے بھی زیادہ قابلِ ذکر ہے کہ آجکل دنیا میں اسلام کے خلاف بہت کچھ لکھا اور بولا جا رہا ہے اور چند نام نہاد مسلمانوں کی طرف سے اسلام کی انتہائی خوفناک تصویر پیش کی جا رہی ہے۔ افسوس ہے کہ غیر مسلموں کا یہ خوف کسی حد تک جائز بھی ہے کیونکہ بعض نام نہاد مسلمانوں نے اپنے ملکوں میں اور ملکوں سے باہر بھی انتہائی گھناؤنے کام کئے ہیں اور قتل وغارت کی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ انہوں نے خوف کی حالت پیدا کی ہوئی ہے جو غیر مسلم طبقہ کو خوفزدہ کر رہی ہے اور اس کے ساتھ اسلام کا خوبصورت نام بھی بدنام کر رہی ہے۔ مختصراً یہ کہ آپ کی شمولیت آپ کے روشن دماغوں کا ثبوت ہے اور اس حقیقت کی گواہ ہے کہ آپ لوگ اسلام کی اصل اور حقیقی تعلیمات کے متعلق جاننا چاہتے ہیں۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** مجھے یقین ہے کہ آپ میں سے بہت سوں نے جماعت احمدیہ کا نام اپنے دوستوں یا جاننے والوں سے سن رکھا ہوگا اور آپ کو کچھ نہ کچھ اندازہ ہوگا کہ ہم کس قسم کی جماعت ہیں۔ یہ جماعت نہ صرف امن کو فروغ دیتی ہے بلکہ اس جماعت کا ہر فعل اور ہر عمل نہایت پُر امن طریق سے ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو ہماری جماعت کے متعلق زیادہ علم نہیں رکھتے انہوں نے بھی آج یہاں ہمارے پاس آ کر ایک سکون محسوس کیا ہوگا۔ لیکن چند ایک مہمان ایسے بھی ہوں گے جن کے دلوں میں شاید ابھی بھی شکوک وشبہات موجود ہوں۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** سچ تو یہ ہے کہ کسی کے دل سے مکمل طور پر شکوک وشبہات مٹانا ناممکن ہے جب تک کہ اس کے ساتھ قریبی تعلق نہ قائم ہو جائے۔ یہاں میں آپ کے سامنے اسلام کا ایک بنیادی حکم رکھوں گا جو ہر ایک مسلمان پر لازم ہے کہ اگر وہ اعلیٰ اخلاقی اقدار ظاہر کرنا چاہتا ہے تو اس پر عمل کرے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ جہاں بھی ضرورت ہو وہاں ایک مسلمان کو قدر شناسی اور شکریہ ضرور ادا کرنا چاہئے۔ اس حوالہ سے بانی اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا کہ ایک مسلمان جو کسی اچھے کام یا احسان کے بدلہ میں شکریہ ادا نہیں کرتا وہ خدا تعالیٰ کا بھی شکرگزار نہیں ہوسکتا۔ اس بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے ایسا شخص جو کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی زندگی کا محور اور نقطۂ ارتکاز ہے وہ کبھی بھی یہ برداشت نہیں کر پائے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرنے والا ہو۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** پس شکر ادا کرنا محض ایک اخلاقی فریضہ یا خوش مزاجی کے طور پر نہیں بلکہ ایک مسلمان کیلئے در اصل مذہبی فریضہ ہے کیونکہ ایک حقیقی مسلمان کا بنیادی مقصد اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہے۔ شاید ایسا بھی ہو کہ دنیادار لوگ عادتاً دوسروں کا شکریہ ادا کرتے ہوں لیکن وہ ایسا اخلاقی فریضہ سمجھ کر کرتے ہیں کیونکہ وہ اچھے لوگ ہیں جو ایک اچھے معاشرہ میں رہتے ہیں لیکن یہ ان کے لئے مذہبی فریضہ نہیں ہوتا۔ مگر ایک حقیقی مسلمان کے لئے شکریہ ادا کرنا اسلام کی لطیف تعلیم کا لازمی جزو ہے جس پر عمل کرنا اس کے لئے نہایت ضروری ہے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** بہرحال تعارف خاصا لمبا ہوگیا ہے لیکن یہ محض تعارف نہیں بلکہ اسلامی تعلیمات کے ایک حصہ کی تشریح بھی ہے۔ میں اب ان تعلیمات کی مزید وضاحت کرتے ہوئے بتاؤں گا کہ جماعت احمدیہ بنی نوع انسان کی توجہ اعلیٰ اخلاقی اقدار اپنانے کی طرف مبذول کروانے اور امن کے قیام پر کیوں زور دیتی ہے؟ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ بانی اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ ایک ایسا زمانہ آئے گا جب مسلمانوں کے اعمال اصل اسلامی تعلیمات سے دُور ہو جائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ زوال قریب ایک ہزار سال تک رہے گا جس کے بعد اللہ تعالیٰ امام مہدی اور مسیح موعود کو بھیجے گا۔ وہ مسلمانوں کو اسلام کی اصل اور حقیقی تعلیمات کی طرف ہدایت دینے کے لئے آئے گا۔ اور جب دنیا کی اکثریت اپنے خالقِ حقیقی کو بھول چکی ہوگی اس وقت آنے والا مسیح موعود دیگر مذاہب کے لوگوں کی بھی رہنمائی کرے گا تا کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کا ناطہ جوڑ سکیں۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** اس عظیم الشان پیشگوئی کے پورا ہونے کے حوالہ سے ہم احمدی مسلمانوں کا ایمان ہے کہ احمدیہ مسلم جماعت کے بانی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی وہی وجود ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے بطور امام اور مسیح موعود بھیجنا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہ صرف یہ دعویٰ فرمایا کہ آپ خدا کی طرف سے بھیجے گئے ہیں بلکہ آپ نے اپنے پیروکاروں کی ایک جماعت کا بھی قیام فرمایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود اپنی آمد کا حقیقی مقصد بیان فرمایا ہے۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں: ''وہ کام جس کیلئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقعہ ہوگئی ہے اُس کو دُور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں۔''

(لیکچر لاہور، روحانی خزائن جلد 20، صفحہ 180)

آپ علیہ السلام مزید فرماتے ہیں: ''دوسرا مقصد یہ ہے کہ اس کے بندوں کی خدمت اور ہمدردی میں اپنے تمام قویٰ کو خرچ کرنا اور بادشاہ سے لے کر ادنیٰ انسان تک جو احسان کرنے والا ہو شکرگزاری اور احسان کے ساتھ معاوضہ کرنا۔''

(تحفۂ قیصریہ، روحانی خزائن جلد 12، صفحہ 281)

لوگوں کو صرف شکریہ ادا کرنے اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے تک ہی نہیں رہنا چاہئے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو فرمایا ہے: ''بنی نوع انسان سے اس قدر محبت کرنا کہ ان کی مصیبت کو اپنی مصیبت سمجھ لینا اور ان کے لئے دعا کرنا''۔ (نسیم دعوت، روحانی خزائن جلد 19، صفحہ 464)

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** پس اسی پیار اور محبت کی تعلیم کی بنا پر احمدیہ مسلم جماعت دنیا کے ہر کونے میں پیار، محبت، بھائی چارہ اور امن پھیلانے کے لئے کوشاں ہے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** احمدی مسلمان کی صرف دو فقروں میں تعریف بیان کی جاسکتی ہے۔ یعنی احمدی ایسے لوگ ہیں جو (i) حقوق اللہ کی ادائیگی کرتے ہیں اور (ii) حقوق العباد کی ادائیگی کرتے ہیں۔ ان تعلیمات پر عمل کئے بغیر کوئی بھی اپنے آپ کو حقیقی احمدی مسلمان نہیں کہہ سکتا۔ اگر ہم سوچیں اور غور کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ یہی وہ نیکیاں ہیں جن کی آج دنیا کو سخت ضرورت ہے اور یہی وہ اصول ہیں جو دنیا میں امن کے قیام کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** مَیں یہ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ محبت اور اخلاص کا تعلق صرف اسی صورت قائم ہوسکتا ہے جب انسان اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی کر رہا ہو اور اُس کے حقوق کی ادائیگی تب ہی ممکن ہوسکتی ہے جب اس کے احکامات کی پیروی کی جائے۔ قرآن کریم میں سورۃ المائدہ کی آیت 9 میں اللہ تعالیٰ کا ایک واضح حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ۔ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا۔ اِعْدِلُوْا۔ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ۔ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔ ''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو۔ یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔''

انصاف کے اسی معیار کی انسان دوسروں سے توقع رکھتا ہے۔ ذاتی رنجشیں اور قومی عداوتیں آپ کو ناانصافی اور عدم رواداری کی طرف نہ لے جائیں۔ ہر حال میں منصف مزاجی اور غیر جانبداری ہمیشہ غالب رہنی چاہئے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** ابھی جس آیت کا میں نے حوالہ دیا ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''تقویٰ اختیار کرو!'' اس کا مطلب ہے کہ اگر کوئی شخص حقیقی انصاف پر عمل پیرا ہو کر دوسرے کے حقوق ادا کرتا ہے تو اس کا وہ فعل بھی عبادت میں شمار ہوگا کیونکہ اس کے پیچھے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی نیت تھی۔ لہٰذا چودہ سو سال قبل ہی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے اعلیٰ معیار قائم فرمادئے تھے تاکہ پیار، محبت اور امن کو فروغ مل سکے۔ اگر کوئی مسلمان ان تعلیمات پر عمل پیرا نہیں ہے تو اس صورت میں تعلیمات پر الزام تراشی کرنا بالکل غلط ہوگا بلکہ یہ تو ایک انفرادی شخص کا قصور شمار ہوگا۔

مجھے یقین ہے کہ آپ کو میری باتوں سے اُن وجوہات کی سمجھ آگئی ہوگی جن کی بنا پر احمدیہ مسلم جماعت امن اور بھائی چارہ کو اس قدر فروغ دیتی ہے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** اسی طرح قرآنِ کریم کی اور بے شمار آیات ہیں جن میں حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ مثلاً اس ہال کا نام جس میں یہ استقبالیہ تقریب منعقد ہو رہی ہے، یہ ظاہر کر رہا ہے کہ جو بھی اس میں داخل ہوگا وہ امن اور تحفظ ہی محسوس کرے گا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس ہال کو بنانے والے لوگ دنیا میں امن اور ہم آہنگی پھیلاتے ہیں۔ اس ہال کو 'خلافت سینٹینری ہال' (Khilafat Centenary Hall) کا نام دیا گیا ہے اور لفظ خلافت کا مطلب ہے، جانشین۔ کسی بھی جانشین کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ جس شخص کی پیروی کر رہا ہے اس کے مشن اور مقاصد کو جاری رکھے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** پس خلافتِ احمدیہ کا کام ہے کہ بانی جماعت احمدیہ کے اُن امن پسند مقاصد کو جاری رکھے جو مَیں نے ابھی بیان کئے ہیں۔ اور اس طرح خلافتِ احمدیہ کی رہنمائی میں احمدیہ جماعت نے سو سال سے زائد عرصہ سے یہ کام جاری رکھا ہوا ہے۔ یہ ہال خلافتِ احمدیہ کے کامیاب سو سال پورے ہونے پر شکرانہ کے طور پر تعمیر کیا گیا تھا۔ اس کو تعمیر کرنے کا یہ بھی مقصد تھا کہ یہ ہال احمدیوں کو ہمیشہ اپنے اُن مقاصد اور فرائض کی طرف توجہ دلاتا رہے جو احمدی خلیفہ وقت کی قیادت اور رہنمائی میں پورے کرتے چلے جارہے ہیں۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** ممکن ہے کہ یہ جان کر کہ احمدی اپنے امام سے کس قدر عقیدت اور محبت رکھتے ہیں، بعض لوگوں کے ذہنوں میں یہ سوال اٹھے کہ یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ اس عقیدت کو دیکھتے ہوئے، خدانخواستہ خلیفہ احمدیوں کو انتہا پسندی اور طاقت کے استعمال کی طرف لے جائے۔

اس کے جواب میں یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کا پہلا حصہ یہ تھا کہ روحانی ابتری کی ایک طویل رات کے بعد، جو کہ تقریباً ایک ہزار سال جاری رہے گی، مسیحِ موعود اور امام مہدی امن، شفقت اور محبت کی تعلیم لے کر نازل ہوں گے۔ حضرت اقدس مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات سے جو اقتباسات میں نے بیان کئے ہیں، ان سے واضح ہے کہ آپ بعینہٖ انہی مقاصد کے ساتھ مبعوث ہوئے تھے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** جس طرح ہم یقین رکھتے ہیں کہ پیشگوئی کا پہلا حصہ پورا ہوگیا ہے، تو اسی طرح اپنے عقائد کی روشنی میں ہمیں اس پیشگوئی کے دوسرے حصہ کا پورا ہونا بھی تسلیم کرنا پڑیگا، جو یہ تھا کہ مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد ان کی خلافت دائمی ہوگی اور وہ قیامت تک قائم دائم رہے گی اور یہ کہ ان کی خلافت ہمیشہ بنی نوع انسان کی توجہ خدا تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے حقوق ادا کرنے کی طرف مبذول کرواتی رہے گی۔ حضرت اقدس مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خلافت کسی خطرہ کا باعث ہونے کی بجائے ہمیشہ امن کا ذریعہ بنتی رہے گی۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** خلافتِ حقہ کے نظام کے بارے میں قرآنِ کریم نے واضح فرمایا ہے کہ جب تک لوگ خدا کے احکامات کو یاد رکھیں گے اور جب تک خلافت کی طرف سے ملنے والی رہنمائی کی پیروی کرتے رہیں گے، یہ خلافت خوف کی حالت کو امن میں تبدیل کرنے کا باعث ہوگی۔ جہاں ایک طرف خلافتِ احمدیہ تمام احمدیوں کے لئے امن اور سکون کا باعث ہے، وہاں یہ غیر احمدیوں کے لئے بھی، اگر وہ خلافت کی آواز پر کان دھریں، امن اور تحفظ کا ذریعہ ہوسکتی ہے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** جماعتِ احمدیہ کی تاریخ گواہ ہے کہ خود حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اور ان کے تمام خلفاء نے جنگوں سے بچنے اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ حضرت اقدس مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود دعویٰ فرمایا ہے کہ وہ ہر قسم کی مذہبی جنگوں کا خاتمہ کرنے آئے ہیں۔ اور یہ میں پہلے ہی بیان کر چکا ہوں کہ انہوں نے دوسروں کے حقوق ادا کرنے کی طرف کس قدر زور دیا ہے۔ صرف اسی معاشرہ میں جنت نظیر امن قائم ہوسکتا ہے جہاں مذہبی جنگوں کا خاتمہ ہوجائے اور جہاں بنی نوع انسان کی توجہ خدمتِ انسانیت اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی طرف ہوجائے۔ یقیناً یہ اسی قسم کا معاشرہ ہے جس کی آج دنیا کو اشد ضرورت ہے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** تمام خلفاء جنہوں نے احمدیہ جماعت کی قیادت کی ہے، ہمیشہ امن، اتحاد اور باہمی بھائی چارہ کا درس دیا ہے۔ میں چند ایک مثالیں آپ کے سامنے رکھوں گا۔

جنگِ عظیم اول کے بعد، ہماری جماعت کے دوسرے خلیفہ نے دنیا کو توجہ دلائی کہ انصاف کے بغیر دنیا کا امن قائم نہیں رہے گا اور لیگ آف نیشنز ناکام ہوجائے گی۔

پھر جب 1990ء میں عراق کی صورتِ حال خراب ہوئی تو ہماری جماعت کے چوتھے خلیفہ نے خبردار کیا کہ نہ صرف عرب ممالک متاثر ہوں گے بلکہ بالآخر ساری دنیا کا امن تباہ ہوجائے گا۔ یقیناً تب سے دنیا یہ دیکھ رہی ہے کہ یہ دونوں تنبیہات بالکل صحیح ثابت ہوئیں اور آج بھی یہ تنازعہ دنیا کو مسلسل تکلیف دے رہا ہے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** مَیں بھی گزشتہ چار پانچ سالوں سے خبردار کرتا آرہا ہوں کہ دنیا کو امن کی اشد ضرورت ہے۔ کوئی یہ نہ سمجھے کہ دو ممالک کے درمیان جنگ صرف انہی ممالک یا کسی خاص خطہ تک محدود رہے گی، بلکہ آخر کار اس کا انجام تیسری عالمی جنگ پر ہی ہوگا۔ یقیناً آج دنیا کے حالات اس بات کی واضح نشاندہی کر رہے ہیں کہ ہم ایک انتہائی خطرناک عالمی جنگ کے دہانے پر کھڑے ہیں۔ ایسی جنگ میں وہ ممالک بھی شامل ہوں گے جن کے پاس جوہری ہتھیار ہیں اور جن ممالک کے رہنما جلد باز ہیں اور اپنے اعمال کے خطرناک نتائج کی پروا نہیں کرتے۔ ان کے ان لاپرواہ رویوں کی وجہ سے دنیا پر ایک ہولناک تباہی آسکتی ہے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** اسی لئے مَیں تمام متعلقہ فریقوں سے التجا کرتا ہوں کہ ہوش کے ناخن لیں اور حکمت پر مبنی اقدامات کریں۔ انہیں خود پسندی اور ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر سوچنا ہوگا۔ انہیں یہ جاننا ہوگا کہ ایسی جنگ صرف آج کی دنیا کو نقصان نہ دے گی بلکہ آنے والی نسلوں پر بھی اس کے ہولناک اثرات پڑیں گے۔ آپ میں سے وہ جو دنیا کی اہم طاقتوں سے تعلق رکھتے ہیں یا وہ جو ان لوگوں تک پیغام پہنچا سکتے ہیں جن کی پھر آگے طاقت کے ایوانوں میں رسائی ہے، انہیں چاہئے کہ وہ فوری طور پر اپنی ذمہ داریاں ادا کریں۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** دنیا کے حالیہ مسائل کو معمولی یا غیر اہم خیال نہ کریں بلکہ اپنی انتہا کی کوششیں بروئے کار لائیں اور ہر ممکن کوشش کریں کہ امن قائم ہو۔ شاید آپ میں سے بعض ہوں جو میرے تجزیہ سے اتفاق نہ کرتے ہوں۔ تاہم جب کوئی شخص اپنی اور اپنے اردگرد کے افراد کی طاقتوں اور قابلیتوں کو ہی سب کچھ سمجھنے لگ جاتا ہے تو اسے سمجھ نہیں رہتی کہ وہ ایسی راہ پر گامزن ہے جو خطرات سے پُر ہے۔ جب انسان خدا کی موجودگی اور اس کی طاقتوں سے لاپرواہ ہوجاتا ہے تو ایسے موقع پر خدا کی تقدیر اپنا کام کرتی ہے۔ یاد رکھیں کہ انسان اپنے اعمال کے نتائج سے بچ نہیں سکتا اور اسے اپنے مظالم اور انتشار پھیلانے والے اعمال کے نتائج بھگتنا ہوں گے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** اس لئے میں ایک مرتبہ پھر آپ سب سے کہتا ہوں کہ ہر قسم کے ظلم، بدعنوانی اور انتشار کے خلاف اپنی آواز انصاف کے ساتھ بلند کریں تاکہ دنیا تباہی سے بچ سکے۔ اسلام کے مطابق انصاف کے تقاضے تب پورے ہوتے ہیں جب اپنی غلطیوں کا اعتراف کرتے ہوئے نہ صرف اپنے دوستوں کے مفادات یا اپنی پالیسیوں کو اہمیت دیں بلکہ تمام لوگوں کے حقوق ادا کرنے کو فوقیت دیں۔

اللہ کرے کہ دنیا اس حقیقت کو سمجھ جائے اور ہر قسم کی بڑی تباہی یا آفت سے بچ جائے۔ آمین۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** ایک مرتبہ پھر میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ سب وقت نکال کر اور کوشش کر کے یہاں ہمارے ساتھ جمع ہوئے۔ اللہ آپ سب پر اپنا فضل کرے۔ آمین۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب سات بج کر 20 منٹ پر ختم ہوا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی۔

........................

اس کے بعد پروگرام کے مطابق مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

کھانے کے بعد باری باری تمام مہمان حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملے، حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان مہمانوں سے گفتگو فرمائی۔ ہر ایک نے شرف مصافحہ حاصل کیا اور حضور انور کے ساتھ تصویر بنوائی۔ ان مہمانوں میں ممبران پارلیمنٹ اور دوسرے سرکردہ افراد تھے۔ ہر ایک اس ملاقات کو اپنے لئے ایک سعادت سمجھتا تھا کہ ایک عظیم رہنما سے ملنے کا موقع مل رہا ہے۔ ہر ایک درخواست کر کے حضور انور کے ساتھ تصویر بنواتا تھا۔ ہر آنے والا مہمان حضور انور کے بابرکت وجود سے فیضیاب ہو، اور حضور انور کی شخصیت اور خطاب سے بہت متاثر ہوا۔

اس پروگرام کے بعد آٹھ بج کر 35 منٹ پر حضور انور نے ''مسجد بیت الہدیٰ'' میں تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنے رہائشی حصّہ میں تشریف لے گئے۔

## مہمانوں کے تأثرات

اس تقریب میں شرکت کرنے والے مہمانوں نے حضور انور کا خطاب سن کر برملا اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔

❁...... **Julienne Hayes-Smith and Alicia Ryan جو اس پروگرام میں شامل ہوئے انہوں نے کہا:** امن کا خوبصورت پیغام سن کر بہت اچھا لگا۔ اور یہ امن میں نے احمدیوں میں بھی دیکھا ہے جنہوں نے آج ہمارا استقبال کیا اور خیال رکھا۔ احمدی امن کی زندہ مثال ہیں اور اس اتحاد کی خواہش رکھتے ہیں جس کا حضور انور نے ذکر فرمایا ہے۔ ہمیں آپ جیسے مزید لوگوں کی ضرورت ہے۔

❁...... **Guy Zangari MP بھی اس پروگرام میں شامل ہوئے۔ انہوں نے کہا:** آپ کی طرف سے محبت بھرے دعوت نامہ کا شکریہ۔ بطور Shadow Minister for Citizentship مجھے جماعت احمدیہ پر اور جس طرح انہوں نے اس کامیاب تقریب کا انعقاد کیا ہے اس پر فخر ہے۔ میں حضور انور (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) کے خطاب سے بہت متاثر ہوا ہوں۔

❁...... **Christopher Buttel نے کہا:** حضور انور کا امن کا پیغام قابلِ ستائش ہے۔ آج ہمیں مختلف ثقافتوں کا ملاپ اور آسٹریلیا کی رواداری دیکھنے کو ملی۔

❁...... **Jack Parasad نے کہا:** یہ ایک انتہائی کامیاب تقریب تھی۔ ہر ایک اس سے محظوظ ہوا۔ امن کا پیغام بہت زیادہ قابلِ ستائش تھا۔ یہ لوگوں کے لئے مل کر بیٹھنے اور ایک دوسرے سے متعارف ہونے کا اچھا موقع تھا۔ میرا نہیں خیال کہ اس قسم کی تقریبات اس سے زیادہ بہتر طریق پر ہوسکتی ہیں۔

❁...... **Leah Briers نے کہا:** اتنی منظّم اور شاندار تقریب کے لئے آپ کا شکریہ۔ آپ کا خوش آمدید کہنا اور ہر ایک کو اپنے ساتھ شامل کرنا واقعی ان اقدار کو ظاہر کرتا ہے جن پر آپ قائم ہیں۔ آج شام میں نے حضور انور سے سیکھا ہے کہ امن اور انصاف دنیا کو آگے لے کر جانے کے لئے کلید ہیں۔ آپ کا شکریہ۔

❁...... **Wayne Coz Superintendent of Police نے کہا:** مجھے فخر ہے کہ میں NSW Police کی نمائندگی میں یہاں موجود ہوں۔ حضور انور مرزا مسرور احمد صاحب کی طرف سے انصاف، امن، اپنے ملک اور معاشرے سے وفاداری کے متعلق دیا گیا پیغام انتہائی مؤثر تھا۔

❁...... **Peter Lennon - Police Commander بھی اس تقریب میں شامل تھے۔ موصوف نے کہا:** آج کی شام بہت عمدہ تھی۔ حضور انور کا امن سے بھرپور پیغام نہایت زبردست تھا۔ پولیس اس قسم کا پیغام بہت پسند کرتی ہے۔

❁...... **Mrs Inna نے کہا:** آپ کی دعوت کا بہت شکریہ۔ آج رات اس تقریب میں شامل ہونا میرے لئے باعثِ صد افتخار ہے۔ انتہائی دوستانہ اور پُرامن ماحول میں اس تقریب کا انعقاد ہوا۔ حضور انور کی موجودگی میں یہاں آنا بہت ایمان افروز ہے۔ میں آج محبت سے بھرا دل لے کر گھر واپس جاؤں گی۔ اللہ تعالیٰ آپ پر فضل کرے۔

❁...... **Indira Devi نے کہا:** آج کی سب سے اہم تقریر سے میں نے نہایت عمدہ اور اعلیٰ معلومات حاصل کیں۔ اسلام کے متعلق کوئی کتابچہ حاصل کرنا چاہوں گی جس کی مدد سے میں اسلام کو بہتر طور پر سمجھ سکوں۔ میں اسلام کے متعلق متذبذب ہوں۔ لیکن عمومی طور پر یہ دعوت میرے لئے باعثِ عزت ہے۔

❁...... **Melissa Sant نے کہا:** میرے لئے یہ ایک جلا بخش تجربہ تھا۔ حضور انور کے محبت اور امن سے پُر الفاظ جن کو جماعت احمدیہ پوری دنیا میں پھیلا رہی ہے کو سننا بہت اچھا لگا۔ اس تقریب کے آخر میں حضور انور سے ملاقات کرنا میرے لئے باعث عزت ہے۔

❁...... **ایک مہمان Raheem Abdullah صاحب نے کہا:** مجھے اس تقریب میں شامل ہو کر بہت خوشی ہوئی۔ میں خود بھی مسلمان ہوں اور میرا مختلف فرقہ سے تعلق ہے اس لئے کسی اسلامی رہنما کو امن کا زبردست پیغام دیتا دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی ہے۔

❁...... **Charlie Sant نے کہا:** آج کی تقریب سے میں نے بہت کچھ سیکھا۔ حضور انور سے ملاقات کرنا واقعی ایک بہت بڑا اعزاز ہے۔

❁......**Haschasan Ghewal نے کہا:** بہت ہی منظّم تقریب تھی اور حضورانور کا خطاب نہایت عمدہ تھا۔ میں جماعت احمدیہ کو مبارکباد دیتا ہوں۔

❁......**ڈاکٹر اویس پراچہ صاحب نے کہا:** آج کی تقریب فی الحقیقت تاریخی حیثیت رکھتی ہے۔ میں اور میری اہلیہ آپ کی دعوت پر بہت مشکور ہیں۔

❁......**ڈاکٹر نوید شانکا نے کہا:** آج کی عمدہ شام کے لئے آپ کا بہت شکریہ۔ ہر چیز انتہائی منظّم تھی۔ سب سے بڑھ کر جو مہمان یہاں اکٹھے ہوئے ان کی قابلیت اور معیار بہت متاثر کن تھا۔ میں آپ کی دعوت پر دلی طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔

❁......**Sacha Holland نے کہا:** آج کی رات معلومات سے بھرپور اور دلچسپ تھی۔ تمام تقاریر کا مجھ پر اثر ہے بالخصوص خلیفۃ المسیح کی تقریر کا جو انتہائی مؤثر تھی۔ خلیفۃ المسیح کی میں دل سے عزت کرتی ہوں۔ مجھے اس خاص پروگرام میں شامل کرنے پر آپ کا شکریہ۔

❁......**ایک مہمان نے کہا:** تمام تقاریر بہت اچھی تھیں۔ بالخصوص حضورانور کے الفاظ حیران کن تھے۔ آپ کی مہمان نوازی اور فیاضی بہت عمدہ تھی۔

❁......**Professor Nihal Agar نے کہا:** میں آپ کی مہمان نوازی، اعلیٰ انتظام، کھانے اور سب سے بڑھ کر ایک روحانی شخصیت کی معیت سے بہت متاثر ہوئی ہوں۔ انہوں نے اسلام کی سچائی بیان فرمائی۔ میں اس ماحول سے بہت محظوظ ہوئی ہوں۔ آپ کو مبارکباد!

❁...... **ثمر بخاری نے کہا :** اس تقریب میں شامل ہونا میرے لئے ایک اہم موقع تھا۔ حضورانور نے محبت اور ہم آہنگی کا جو پیغام دیا ہے اس کو میں بہت پسند کرتا ہوں اور سراہتا ہوں۔

❁......**ایک صاحب Byron Panchal نے اپنے تاثرات کا اظہار ان الفاظ میں کیا:** آج کے پروگرام میں شرکت کرکے انتہائی مسرت ہوئی۔ کسی بھی روحانی سربراہ کے لحاظ سے آپ کے الفاظ ایک کامل مثال ہیں۔ یہ رتبہ آپ کو زیب دیتا ہے۔ پروگرام بہت اچھا ترتیب دیا گیا تھا۔ سب کا بہت شکریہ۔

❁......**ایک صاحب پرویز بٹر صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** ہم خوش قسمت ہیں کہ حضورانور یہاں پھر سے تشریف لائے ہیں۔ مجھے اپنی زندگی میں دوسری بار حضورِ انور سے مل کر انتہائی خوشی محسوس ہو رہی ہے۔ اس پروگرام کا انتظام بہت اچھا کیا گیا تھا۔

❁......**ایک صاحب نذیرالحسن صاحب نے اپنے جذبات کا اظہار ان الفاظ میں کیا:** اس امن کانفرنس میں شرکت کرنا نہایت خوشکن تھا۔ ہمیں محبت اور باہمی احترام کو فروغ دینے کے لئے ایسے مزید پروگرام کرنے چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ اللہ کے احکام پر عمل کریں اور اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلیں۔

❁...... **Nirmal KC صاحب نے کہا:** پروگرام بہت خوب تھا۔ میں ان سب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے اس پروگرام کے انعقاد میں حصہ لیا۔ میں اس پروگرام سے بہت ہی محظوظ ہوا ہوں۔

❁......**Kruno Kukos صاحب نے کہا:** میں حضور کی شخصیت سے اور اس امن کے پیغام سے جو حضور نے پیش کیا بہت ہی متاثر ہوا ہوں۔

❁......**اس پروگرام میں ممبر آف پارلیمنٹ Michelle Rowland بھی موجود تھے۔ انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** میں نے آپ کے سربراہ (حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز) کے خطابات اور تقاریر YouTube پر دیکھی ہیں، اس لئے انہیں خود ملنا میرے لئے انتہائی مسرت اور خوشی کا باعث تھا۔ ان کا بیان کردہ ہر نکتہ پُرمعارف تھا۔ آپ کی قیادت کی وجہ سے احمدیہ کمیونٹی کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور یہاں آسٹریلیا کے مذہبی گروہوں میں یہ ایک منفرد بات ہے۔

❁......**پولیس کے ایک سپرنٹنڈنٹ نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** جس طرح حضورانور نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ اسلام کو انتہا پسندوں کے عمل نے بدنام کیا ہے میں اس بات سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ اس تنقید کا انہوں نے جس طرح امن کے پیغام کے ساتھ جواب دیا ہے، بہت شاندار ہے۔ میں آپ کی انگریزی کے معیار سے بھی انتہائی متاثر ہوا ہوں۔ میرے خیال سے بڑھ کر آپ کا بیان واضح، اعلیٰ الفاظ سے پُر تھا اور اس کا معیار بھی بہت اچھا تھا۔

❁......**ایک اور پولیس کے سپرنٹنڈنٹ بھی اس پروگرام میں شریک تھے۔ انہوں نے اپنے جذبات کا اظہار ان الفاظ میں کیا:** آج میں نے امن اور انصاف کا اعلیٰ پیغام سنا ہے۔ یہاں آنا بہت اچھا رہا اور میں ایک لمبے عرصہ تک اسے یاد رکھوں گا۔

❁......**اس پروگرام میں ایک سکھ دوست بھی شریک تھے۔ انہوں نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** حضورانور کی تقریر واقعی ایک شاندار تقریر تھی۔ واقعی بہت بہت خوب۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اس تقریر کا متن بھجوائیں، میں اس کے لئے رقم ادا کرنے کو تیار ہوں۔ میں یہ تقریر پھر اپنی بیٹی کو دوں گا جو کہ پی ایچ ڈی کر رہی ہے تاکہ وہ اسے اپنی ریسرچ میں شامل کرے۔

❁......**ایک صاحب Peter Barford نے کہا:** میں نہیں جانتا تھا کہ ہم تیسری عالمی جنگ سے اس قدر قریب ہیں، لیکن دنیا کے معاملات کے متعلق میری کم علمی اس کا باعث ہوگی۔ بہرحال، اب جبکہ سنّی اور شیعہ مسلمان آپس میں لڑ رہے ہیں، آپ کا وجود ان میں اتحاد کا باعث ہے۔ میں حضور سے 2006ء میں ملا تھا اور آج رات پھر آپ سے ملنا میرے لئے عزت کا باعث ہے۔

❁......**آسٹریلیا کی ریفیوجی کونسل سے Paul Power صاحب بھی اس پروگرام میں شریک تھے۔ انہوں نے کہا:** تقریر حیرت انگیز تھی۔ میں نے سیکھا کہ ہم سب خدا کی مخلوق ہیں، اس لئے عقائد کے باہمی اختلاف کے باوجود ہمیں ایک دوسرے کا احترام کرنا چاہئے۔ ایک فعال عیسائی ہونے کے ناطے اس نکتہ نے مجھے بہت متاثر کیا ہے۔ میں نے آپ کی تقریر سے بہت کچھ سیکھا۔

❁......**اس پروگرام میں گھانا سے آئے ہوئے مہمان Betty اور Samuel Asante بھی موجود تھے۔ انہوں نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** ہم بہت خوش ہیں کہ حضور گھانا میں بھی قیام پذیر رہے ہیں اور یہ کہ روحانی سربراہ بننے کے بعد بھی آپ نے گھانا کا دورہ کیا۔ آپ کی تقریر شاندار تھی، بہت خوب! آپ نے فرمایا کہ دنیا میں امن ہونا چاہئے اور یہ بات بہت اہم ہے۔ شکریہ، آپ کی دعوت کا بہت بہت شکریہ۔

❁......**ایک مقامی استاد Chris Bragg نے کہا:** کیا ہی اعلیٰ پایہ کی تقریر تھی۔ مجھے حال ہی میں حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کے بارے میں علم ہوا تھا اور یہ بات بہت خوشکن ہے کہ آپ یہاں آسٹریلیا میں موجود ہیں۔ جو کچھ بھی آپ نے کہا بالکل صحیح ہے اور آج دنیا کو اس کی ضرورت ہے۔

❁......**ایک عیسائی Peter Hisner نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:** حضور کی طرف سے جو پیغام دیا گیا وہ ناقابل یقین حد تک الہامی ہے۔ آپ کے پیغام کی وجہ سے ہی ہم نے جانا ہے کہ احمدی بہت نرم طبع اور انتہائی محبت کرنے والے ہیں۔

......☆☆☆......

## ABC نیوز چینل پر حضورانور کے انٹرویو کی کوریج

آسٹریلیا کے نیشنل نیوز چینل ABC News نے 17 اکتوبر بروز جمعرات کو حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جو انٹرویو مسجد بیت الہدیٰ آکر لیا تھا وہ اگلے ہی دن 18 اکتوبر بروز جمعۃ المبارک کو ABC News پر نشر ہوا۔

**آسٹریلیا کے نیشنل نیوز چینل ABC News نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انٹرویو نشر کیا۔ یہ انٹرویو ایک صحافی Auskar Surbakti نے لیا۔**

❁...... **آغاز میں انٹرویو لینے والے صحافی نے تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ:** احمدیہ مسلم جماعت عقیدہ کے اختلاف کی بنا پر پاکستان اور انڈونیشیا جیسے ممالک میں دیگر مسلمانوں کی طرف سے مسلسل مظالم کا سامنا کر رہی ہے۔ ان ممالک میں بہت سے احمدیوں پر جان لیوا حملے ہوتے ہیں اور ان سے امتیازی سلوک برتا جاتا ہے۔ پاکستان میں اس جماعت کو قانونی طور پر غیر مسلم قرار دیا جا چکا ہے۔ اس مذہبی تحریک کا دعویٰ ہے کہ ساری دنیا میں اس کے ملینز کے حساب سے ماننے والے ہیں اور پانچ ہزار کے قریب آسٹریلیا میں بھی موجود ہیں۔ اس جماعت کے روحانی سربراہ مرزا مسرور احمد صاحب کا 2006ء کے بعد آسٹریلیا کا یہ پہلا دورہ ہے۔

اس کے بعد صحافی نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اپنے پروگرام میں خوش آمدید کہا جس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کا شکریہ ادا کیا۔

❁...... **بعدازاں صحافی نے سوال کیا کہ ساری دنیا میں ملینز کے حساب سے آپ کو ماننے والے ہیں لیکن اس کے باوجود بہت سے ایسے لوگ جن کا آپ کے عقیدہ سے تعلق نہیں ہے وہ آپ کو صحیح طرح نہیں سمجھ سکتے۔ آپ کے خیال میں آپ کا عقیدہ دیگر مسلمانوں سے کس طرح مختلف ہے؟**

**اس کے جواب میں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** اصل بات یہ ہے کہ اسلام کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ آخری زمانہ میں ایک مصلح آئے گا جس کو مہدی و مسیح کہا جائے گا۔ وہ مسلمانوں کی سیدھے راستہ کی طرف رہنمائی کرے گا۔ اور ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ مسیح کی جو آمد ثانی ہونی تھی وہ بھی اسی زمانہ میں پوری ہوئی ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ وہ شخص حضرت مرزا غلام احمد آف قادیان کی صورت میں آچکا ہے جبکہ دیگر مسلمان کہتے ہیں کہ نہیں یہ وہ شخص نہیں ہے۔

❁......**اس کے بعد صحافی نے پوچھا کہ ایک ملین کے قریب آپ کے پیروکار پاکستان میں موجود ہیں جہاں کی حکومت نے نظریاتی اختلافات کی بنیاد پر آپ کی جماعت کو غیرمسلم قرار دے دیا ہے۔ کیا پاکستان میں آپ کی جماعت کے حالات میں کوئی بہتری آرہی ہے؟**

**اس کے جواب میں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** سب سے پہلے میں آپ کی ایک درستگی کروادوں کہ پاکستانی حکومت نے جب ہمیں غیرمسلم قرار دیا تھا تو اس وقت لکھا گیا تھا کہ Ahmadis are declared not-Muslims for the purpose of law and constitution جس کا مطلب ہے کہ انہوں نے ہمیں صرف آئین اور قانون کے لحاظ سے غیرمسلم قرار دینے کی کوشش کی ہے اور میرا یقین ہے کہ کسی حکومت یا کسی سیاسی پارٹی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی بھی شخص کے مذہب کا فیصلہ کرتی پھرے۔ یہ تو انسان خود فیصلہ کرتا ہے کہ وہ کونسا مذہب اختیار کرے۔

❁...... **میزبان صحافی نے سوال کیا کہ انڈونیشیا میں احمدیوں پر ظالمانہ حملے کئے گئے جہاں کا قانون بھی آپ کے پیروکاروں کو دھمکاتا ہے کہ اگر وہ اپنے عقائد کا پرچار کریں گے تو انہیں قید کردیا جائے گا۔ انسانی حقوق کی تنظیموں نے اس کی مذمت بھی کی ہے۔ آپ انڈونیشین حکومت سے کس طرح کا ردِعمل چاہتے ہیں؟**

**اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** اگر حقیقی انصاف مہیا ہو اور ہر ایک شہری کو اس کے حقوق ادا کئے جا رہے ہوں تو کوئی بھی گورنمنٹ کسی فرد کے مذہبی معاملات میں مداخلت نہیں کرسکتی۔ پس انڈونیشین حکومت کو کسی بھی فرد کے عقائد میں مداخلت نہیں کرنی چاہئے۔ اور ان کے پاس یہ حق بھی نہیں ہے کہ وہ اپنے ملک کے باشندوں کو ان کے حقوق دینے سے انکار کردیں۔ تو یہ گورنمنٹ کا فرض ہے کہ وہ اپنے تمام شہریوں سے ایک سا سلوک روا رکھے۔

❁......**پھر صحافی نے پوچھا کہ جماعت احمدیہ کے رہنما ہونے کی حیثیت سے بین المذاہب ہم آہنگی کو فروغ دینے کے لئے آپ نے اپنا بہت وقت صرف کیا ہے۔ کیا آپ کو اس میں کامیابی حاصل ہوئی ہے؟**

**اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** ہمیں ایک وسیع پیمانے پر تسلیم کیا جارہا ہے اور ہمارا ماٹو 'محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں' ہر جگہ خواہ کوئی مذہبی جماعت ہو، سیاسی جماعت ہو یا پھر کوئی دنیاوی تنظیم ہو پسند کیا جاتا ہے۔ اور یہی اسلام کی حقیقی تصویر ہے۔

**حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** اسلام کے معنی امن، ہم آہنگی، محبت اور صلح کے ہیں اور یہی اسلام کا سچا پیغام ہے۔ اس پیغام کو ہم جہاں بھی لے کر جاتے ہیں اسے پسند کیا جاتا ہے اور اس کے اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔

❁......**اس کے بعد صحافی نے سوال کیا کہ کیا آپ کے خیال میں پاکستان اور انڈونیشیا جیسے ممالک میں ایسا وقت آئے گا جب آپ کی جماعت کے لوگ ہر قسم کے ظلم کے خوف سے آزاد ہو کر اپنے عقائد پر عمل پیرا ہوسکیں گے؟**

**اس کے جواب میں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** جہاں تک انڈونیشیا کا تعلق ہے تو وہاں کوئی ایسا قانون نہیں ہے جو ہمیں اپنے عقائد پر عمل پیرا ہونے سے مانع ہو لیکن اِدھر اُدھر بعض چھوٹے چھوٹے علاقے ہیں جہاں کی مقامی انتظامیہ مسائل پیدا کرتی ہے۔ تاہم پاکستان میں صورتحال کچھ مختلف ہے۔ وہاں ہم آزادانہ طور پر اپنے عقیدہ پر عمل پیرا نہیں رہ سکتے لیکن ہمارا ایمان ہے کہ ایک دن ضرور آئے گا جب حالات بدلیں گے اور ہم اس مقام پر پہنچیں گے جب ہم آزادانہ طور پر ساری دنیا میں اپنے عقیدہ پر عمل پیرا ہوسکیں گے۔

پروگرام کے آخر پر میزبان نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا شکریہ ادا کیا۔

..............................

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ انٹرویو اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے 46 ممالک میں نشر ہوا۔ ٹیلی ویژن "ABC News" کی نشریات دنیا کے 46 ممالک میں دیکھی اور سنی جاتی ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان ممالک میں آباد لکھوکھہا لوگوں تک حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ کی زبان میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام پہنچا۔

دنیا کے کسی بھی ملک کے نیشنل T.V پر اتنی بڑی Coverage آج تک نہیں ہوئی جو نہ صرف اُس ملک بھر میں بلکہ دیگر 46 ممالک میں بھی سنی اور دیکھی جائے۔ یہ صرف اور صرف تقدیر الٰہی ہی ہے جو ہر آنے والے دن میں احمدیت کی عظیم الشان فتوحات کے لئے نئے دروازے کھولتے چلی جارہی ہے۔ اور ہر آنے والا نیا دن پہلے دن سے بڑھ کر خوشخبریاں اور کامیابیاں لاتا ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔

(باقی آئندہ)


### انٹرنیٹ پر الفضل

انٹرنیٹ پر الفضل پڑھنے کے لئے براہ مہربانی درج ذیل ویب سائٹ استعمال کریں:

http://www.alislam.org/alfazl

**بقیہ: حضور انور ایدہ اللہ کا خطاب** از صفحہ نمبر 2

پھر آپ نے فرمایا کہ میری جماعت کا ہر فرد جو ہے وہ دوسروں کے لئے ایک نمونہ ہونا چاہئے۔ جہاں بھی مجھے ملنے کا موقع ملتا ہے، دنیا میں مختلف ممالک میں بہت سارے فنگشن میں نے اٹینڈ (attend) کئے ہیں، اکثر جگہ مجھے غیر بھی یہ کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کی ایک خاص بات ہم دیکھتے ہیں کہ یہ دوسروں سے منفرد ہے۔ دوسرے مسلمانوں میں اور جماعت احمدیہ کے افراد میں بڑا فرق ہے۔ یہ مسلمان وہ مسلمان ہیں جو لگتا ہے کہ اِن کا مذہب ہی کچھ اور ہے۔ پس یہ جو فرق ہے، جو غیروں کو نظر آتا ہے، ہمیں اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ یہ کہیں صرف چند ایک نمونے تو نہیں جو غیروں کے سامنے ہوتے ہیں۔ اور جن پر یہ اظہار کر رہے ہیں۔ یا یہ فرق صرف عارضی طور پر اُن غیروں کو دکھانے کے لئے تو نہیں؟

پس ہمیشہ اپنے جائزے لیتے رہنے کی ضرورت ہے کہ ہم میں وہ ایمان ہونا چاہئے، وہ اسلام کی عملی تصویر ہونی چاہئے جو دوسروں کے لئے نمونہ ہو اور اُن بلندیوں کو ہم چھونے والے ہوں، اُن رفعتوں کو ہم حاصل کرنے والے ہوں جن تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں لے جانا چاہتے ہیں۔

پھر آپ نے فرمایا کہ آپس میں ہمدردی اور محبت کو اتنا بڑھاؤ کہ تم ایک نمونہ بن جاؤ۔ صرف غیروں کے لئے نہیں نمونہ بننا بلکہ آپس میں بھی محبت اور ہمدردی اور پیار اتنا بڑھ جائے کہ ایک نمونہ بن جاؤ۔ اور اگر یہ چیز جماعت کے ہر فرد میں پیدا ہو جائے، نوجوانوں میں پیدا ہو جائے تو بہت سارے جھگڑے اور فساد، چاہے وہ آپس کے تعلقات میں ہوں، کاروباروں میں ہوں، لین دین میں ہوں، میاں بیوی کے تعلقات میں ہوں یا جماعتی طور پر بعض عہدیداروں کے ساتھ رنجشوں میں ہوں، ہر قسم کے جھگڑے ختم ہو جاتے ہیں کیونکہ ہر ایک دوسرے سے ہمدردی کے لئے اپنا ہاتھ بڑھانے والا ہوگا۔ پس اس سوچ کے لحاظ سے بھی اپنے جائزے لیتے رہنے کی ضرورت ہے۔

پھر آپ نے فرمایا، اس کا مختصراً ذکر پہلے بھی ہو چکا ہے، لیکن خاص طور پر بھی زور دے کر آپ نے فرمایا ہے کہ صرف نام کے احمدی نہ بنو، اعتقادی طور پر احمدی نہ ہو کہ ہم نے بیعت کر لی اور ہم احمدی ہو گئے بلکہ تمہارا قول اور فعل ایک ہو۔ اگر تم یہ یقین رکھتے ہو، یہ دعویٰ کرتے ہو کہ ہم تمام ارکانِ اسلام پر عمل کرنے والے ہیں، ارکانِ ایمان پر ایمان لانے والے ہیں تو پھر تمہارے عمل اُس کے مطابق ہونے چاہئیں۔ صرف باتیں نہ ہوں، نمازیں ہیں تمہاری تو پانچ وقت نمازوں کی تمہیں ایک درد سے فکر ہو۔ رمضان آ رہا ہے، اللہ تعالیٰ کے فضل سے انشاء اللہ تعالیٰ چند دنوں بعد رمضان کے روزے ہیں، عبادات ہیں، ان کی فکر ہو۔ یہ نہ ہو کہ دن لمبے ہو گئے تو ہم روزے کس طرح رکھیں گے۔ قرآنِ کریم کی تلاوت ہے تو اس کی فکر ہو کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی اس کتاب کو پڑھنا ہے اور سمجھنا ہے۔ دوسرے دینی پروگرام ہیں اُن کی فکر ہو۔ یعنی ہر قسم کی عبادات جو ہیں اُس کی ہمیں تاک میں رہنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں اُس میں اپنے اندر بہتری پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح جو بندوں کے حقوق ہیں اُن کو ادا کرنے کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ پس یہ چیزیں ہیں جو ہم میں سے ہر ایک میں پیدا ہونی چاہئیں اور جیسا کہ میں نے کہا خدام الاحمدیہ وہ لوگ ہیں جو آئندہ زمانے میں جماعت کی لیڈر شپ سنبھالنے والے ہیں، جماعت کی باگ ڈور سنبھالنے والے ہیں۔ اگر آپ لوگوں نے اصلاح نہ کی اور دنیا میں اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بے انتہا قومیں اسلام اور احمدیت کو قبول کر چکی ہیں، تو پھر اُن میں سے لوگ آگے بڑھیں گے اور آپ پیچھے رہ جائیں گے۔ اس لئے ہمیں بہت زیادہ فکر کرنی چاہئے، اُن لوگوں کو جن کے باپ دادا نے احمدیت قبول کی، جنہوں نے احمدیت قبول کر کے ہم پر بہت بڑا احسان کیا کہ ہم نے کبھی اُن کے نام کو بٹّہ نہیں لگنے دینا۔ پس اس لحاظ سے بھی ہر خادم کو اور ہر ہوش مند طفل کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مستقل مزاجی سے، استقامت سے اپنے نمونے قائم کرو اور پھر اس درخت کی حفاظت کرو۔ یہ احمدیت کا درخت ہے جس کی تم نے حفاظت کرنی ہے اور وہ اُسی صورت میں ہو سکتی ہے جب تمہاری عبادتیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ہوں اور تمہارے ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کے جذبات اور ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اور اُس کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہو، تبھی ہم میں سے ہر شخص اس درخت کی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درخت ہے اُس کی سرسبز شاخیں بن سکتے ہیں۔ تبھی ہم اس درخت کی حفاظت کرنے والے بن سکتے ہیں۔

پھر آپ نے فرمایا کہ اپنے نفس کی اصلاح کے لئے ہر وقت اپنا جائزہ لیتے رہو، غور کرو۔ تزکیہ نفس بہت ضروری ہے۔ جب یہ ہوگا تبھی تم لوگ جماعت کے حقیقی فرد بن سکو گے۔ اگر یہ نہیں تو پھر محض دعویٰ ہے۔ فرمایا میں جماعت کے لوگوں سے پسند کرتا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ وہ ہر قسم کے فساد اور ہنگاموں سے بچیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ جب ہمدردی ایک دوسرے کے لئے پیدا ہوگی تو ہر قسم کے فسادوں اور ہنگاموں سے آپ بچتے چلے جانے والے ہوں گے۔ صبر اور حوصلہ وہ دکھائیں جس کی مثال دنیا میں نہ ملتی ہو۔ آجکل جس طرح دنیا میں مادیت بڑھ رہی ہے، بے چینی بڑھ رہی ہے، خواہشات بڑھ رہی ہیں، صبر اور حوصلے میں کمی ہوتی چلی جا رہی ہے۔ ہر احمدی کا عموماً اور ہر خادم کا خاص طور پر یہ معیار جو صبر اور حوصلے کا ہے وہ بڑھتے چلے جانے والا ہونا چاہئے۔ اس کے بھی جائزے لیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

پھر آپ نے فرمایا کہ استغفار بہت زیادہ کرنے کی ضرورت ہے۔ استغفار ایسی چیز ہے جو آپ کے دنیاوی مسائل بھی حل کرے گی، دینی مسائل بھی حل کرے گی، گھریلو مسائل بھی حل کرے گی، تجارتی اور مالی مسائل بھی حل کرے گی۔ اگر حقیقت میں استغفار کو سمجھ کر اور غور کر کے پڑھیں۔ پس اس طرف بھی بہت توجہ دیں کہ یہ آپ کی زندگی سنوارنے کے لئے ایک بہت عمدہ ہتھیار ہے۔ تقویٰ کی ہم باتیں کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بار بار ہمیں تقویٰ کی نصیحت فرماتے ہیں اور یہ بار بار نصیحت اس لئے ہے کہ قرآنِ کریم میں بیشمار جگہ تقویٰ کے بارے میں ذکر آیا ہے۔ اور تقویٰ کیا ہے؟ تقویٰ کوئی ایک نیکی نہیں ہے۔ تقویٰ صرف نمازیں پڑھنا نہیں ہے۔ تقویٰ روزے رکھنا نہیں ہے۔ تقویٰ کھڑے ہو کے تقریریں کر لینا نہیں ہے۔ تقویٰ جماعت کے لئے چندے دے دینا نہیں ہے۔ تقویٰ جماعت کی خدمت کر لینا نہیں ہے۔ بلکہ تقویٰ یہ ہے کہ کوئی نیکی چاہے وہ عبادات کی نیکی ہے، چاہے وہ حقوق العباد کی نیکی ہے، وہ ضائع نہ ہو۔ تقویٰ یہ ہے کہ ہر نیکی حقوق اللہ کی بھی اور حقوق العباد کی ادائیگی کی جو نیکیاں ہیں وہ انسان بجا لانے والا ہو، تبھی وہ تقویٰ پر چلنے والا ہو سکتا ہے۔ اور اس لحاظ سے بھی ہر خادم کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ یہ نہ دیکھیں کہ دوسرا کیا کر رہا ہے۔ یہ دیکھیں کہ میں نے جو عہد کیا ہے اُس کو مَیں کس حد تک پورا کر رہا ہوں۔ یہ نہ دیکھیں کہ ہمارے بعض بڑے عہدیدار کس نہج پر چل رہے ہیں۔ یہ دیکھیں کہ آئندہ جماعت کی باگ ڈور میرے سپرد ہونی ہے تو میں نے اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر کس طرح جماعت کی خدمت کرنی ہے اور کس نہج پر چلانا ہے۔ کیا مَیں اُن باتوں پر عمل کرنے والا ہوں جو اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بتائی ہیں۔ کیا مَیں اُس طرز پر اپنی زندگی گزارنے والا ہوں جس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیں چلانا چاہتے ہیں۔ اگر آپ یہ دیکھتے رہے کہ ہمارا وہاں فلاں صدر جماعت یا فلاں سیکرٹری اس طرح کام کر رہا ہے یا وہ کام نہیں کر رہا، اس لئے میں بے دل ہو کے کام چھوڑ دوں، disheartedہو جاؤں۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ آپ نے اپنے حلقے میں، اپنے دائرے میں، اپنی حد تک اپنے فرائض پورے کرنے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ایک وقت آئے گا جب آپ اُن لوگوں کی جگہ لینے والے ہوں گے جو صحیح کام نہیں کر رہے۔ پس اس لحاظ سے اپنے جائزے لیں اور اپنی تربیت پر ہر وقت غور کرتے چلے جائیں۔

پھر میں یہی کہوں گا آپ خدام احمدیت ہیں اور اے خدامِ احمدیت! اے مسیح محمدی کے ماننے والو! خدام الاحمدیہ کے 75 سال پورے ہونے پر آپ نے اس اجتماع میں خاص طور پر بعض غیروں کو، دوسرے ملکوں کے نمائندوں کو بھی بلایا، دعوتیں بھی دیں، کچھ عہد بھی کئے۔ آج اس 75 سال پورے ہونے پر اگر آپ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والا بننا چاہتے ہیں تو یہ عہد کریں کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی ہر وقت کوشش کرتے رہیں گے نہ صرف منہ سے بلکہ دل سے اور اپنے ہر عمل سے۔ یہ عہد کریں کہ اپنی پہلی غلطیوں کو نہیں دہرائیں گے۔ ہر خادم میں، ہر شخص میں کچھ نہ کچھ غلطیاں ہوتی ہیں اور اپنی غلطیوں کو دور کرنے کی کوشش کریں گے۔ یہ عہد کریں کہ خلافت کے قیام کے لئے ہر قربانی کے لئے ہر وقت تیار رہیں گے۔ یہ عہد کریں کہ جماعت کے نظام سے پختہ تعلق ہمیشہ رکھیں گے۔ یہ عہد کریں کہ اپنی ذمہ داریوں کو بحیثیت خادم جو آپ پر عائد ہوتی ہیں ہمیشہ پورا کرنے کی کوشش کریں گے۔ یہ عہد کریں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ سے جو توقعات رکھی ہیں اُن پر ہمیشہ پورا اترنے کی کوشش کریں گے ورنہ 75 سالہ جوبلی ہو یا 100 سالہ جوبلی ہو، یہ جوبلیاں بے فائدہ چیزیں ہیں۔ 75 سال میں کیا حاصل کیا؟ یہ آپ نے دیکھنا ہے اور آئندہ 25 سال کے بعد 100 سال میں کیا آپ نے حاصل کرنا ہے، یہ دیکھنا ہے۔ آئندہ اگلی صدی میں آپ نے کیا حاصل کرنا ہے، یہ دیکھنا ہے۔ پس یہ روح اپنے آئندہ آنے والوں میں اگر آپ پھونکتے چلے جائیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ چیز ہے جو خدام الاحمدیہ کی ترقی کا بھی باعث ہوگی اور جماعت احمدیہ کی ترقی کا بھی باعث ہوگی۔

آج دنیا کو آپ کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا آئندہ دنیا کی رہنمائی، آپ نے کرنی ہے۔ اور اگر آپ لوگوں نے اپنی ذمہ داری کو نہ سمجھا تو دنیا کو یہ شکوہ ہوگا اور بجا شکوہ ہوگا کہ ہمیں وقت پر یہ پیغام کیوں نہیں پہنچایا گیا، وقت پر ہماری رہنمائی کیوں نہیں کی گئی۔ پس اس ذمہ داری کو سمجھیں، اس اہمیت کو سمجھیں اور اپنے عہدوں کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔

جیسا کہ مَیں نے کہا دَوروں پر لوگوں سے واسطہ پڑتا رہتا ہے۔ امریکہ میں بھی وہاں کے سیاستدانوں نے اور پڑھے لکھے طبقے نے اور بہت سارے اُن کے تھِنک ٹینک (Think Tank) کے لوگ بھی مجھے ملے، پروفیسر بھی مجھے ملے، اور جگہوں پر بھی ملتے ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ اسلام جو تم لوگ پیش کرتے ہو اگر یہ صحیح اسلام ہے تو دنیا کو بتاتے کیوں نہیں؟ پس اگر ہم میں سے ہر ایک نے اس ذمہ داری کو نہ سمجھا تو صرف اگر آپ کا خیال ہے کہ مربیان کے ذریعہ سے یا چند عہدیداران کے ذریعہ سے یہ پیغام پہنچے گا تو یہ نہیں پہنچ سکتا۔ ہر خادم کو، ہر طفل کو، ہر ناصر کو، ہر لجنہ کی ممبر کو اس بات میں کمر کسنی ہوگی کہ ہم نے اسلام کا حقیقی پیغام دنیا کو پہنچانا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے انشاء اللہ تعالیٰ دنیا کو لے کر آنا ہے۔ اور صرف غیروں کی بات نہیں جن تک ہم اسلام کا صحیح پیغام پہنچاتے ہیں بلکہ بہت سے مسلمان لیڈروں نے بہت ساری مسلمان تنظیموں کے آرگنائزرز نے، صدران نے، اُن کے ایگزیکٹو کمیٹی کے ممبروں نے مجھے یہ بات کہی جہاں بھی میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بیان کی، جیسا کہ پہلے بھی مَیں کئی دفعہ ذکر کر چکا ہوں۔ ہمیشہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ بہت ساری باتیں، بہت سے اعتراضات جو اسلام پر، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور قرآنِ کریم پر غیر کرتے ہیں، اُن کے جواب جس طرح آپ دیتے ہیں یا جماعت کے افراد دیتے ہیں یہ چیزیں ہیں جو ہمیں ایمان میں بھی پختہ کرتی ہیں اور اس بات پر یقین دلاتی ہیں کہ اسلام یقیناً سچا مذہب ہے۔ امریکہ میں بھی گزشتہ دنوں جب مَیں گیا ہوں مَیں نے پہلے بھی ذکر کیا تھا کہ بہت سارے مسلمان لیڈروں نے مجھے کہا کہ بعض اعتراضات ایسے ہیں جس پر ہمارے لوگ جواب دینے سے ہچکچاتے ہیں یا ڈرتے ہیں یا اُن کے پاس جواب نہیں لیکن آپ نے اُن کا اس طرح جواب دیا ہے کہ آج ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارا سر فخر سے بلند ہو گیا ہے کہ اسلام وہ مذہب ہے جو تمام دنیا کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

پس اسلام کے خوبصورت پیغام کو پہنچانے کے لئے آپ نے اپنا کردار ادا کرنا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر اُٹھنے والے ہر تیر کو صحابہ رضوان اللہ علیہم کی طرح آپ نے اپنے سینے اور ہاتھوں پر لینا ہے تا کہ اسلام کا نہ صرف صحیح طرح دفاع کر سکیں بلکہ اسلام کے پیغام کو دنیا میں پہنچا کر دنیا کو تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بھی بچا سکتے ہیں۔ مسلمانوں کی رہنمائی بھی آپ نے ہی کرنی ہے اور غیر مذاہب کے ماننے والوں کی رہنمائی بھی آپ نے کرنی ہے۔ پس اُٹھیں اور اپنے فرض کی ادائیگی کے لئے سینہ سپر ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اب میں دعا کراؤں گا، میرے ساتھ دعا میں شامل ہو جائیں۔

{دعا}

......☆☆☆......


**پلاٹ برائے فروخت**

شریف ڈینٹل کلینک اقصیٰ روڈ،

ربوہ والی پراپرٹی دس مرلہ

رابطہ فون:

+44-7825538494

+44-2088744814

# اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
# احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2013ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

**(قسط نمبر110)**

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اگر وُہ جاں کو طلب کرتے ہیں تو جاں ہی سہی
بلا سے کچھ تو نپٹ جائے فیصلہ دِل کا
اگر ہزار بَلا ہو تو دِل نہیں ڈرتا
ذرا تو دیکھئے کیسا ہے حوصلہ دِل کا

(درِّثمین شائع کردہ نظارت نشر و اشاعت قادیان صفحہ 196)

.......................................

قارئین الفضل کی خدمت میں ماہ اکتوبر 2013ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں کے خلاف ہونے والے واقعات کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو محض اپنے فضل سے اپنے حفظ و امان میں رکھے، اور جلد از جلد ان شریروں کی پکڑ کا سامان فرمائے۔ آمین

.......................................

## ایک ہی خاندان کے تیسرے فرد کی شہادت

**اورنگی ٹاؤن، کراچی: یکم نومبر 2013ء:** محترم بشیر احمد کیانی صاحب جن کی عمر 68 سال تھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہوگئے۔

تفصیلات کے مطابق مؤرخہ یکم نومبر کو ایک بجے کے قریب اپنے ہمسائے محمد اکرم قریشی صاحب کے گیارہ سالہ بیٹے عزیز محمد احمد واجد کے ساتھ اورنگی ٹاؤن کی مسجد بیت الحفیظ کی طرف جمعہ کی ادائیگی کے لئے پیدل جا رہے تھے۔ جب مسجد کے قریب پہنچے تو پیچھے سے ایک موٹر سائیکل پر دو نامعلوم حملہ آوروں نے آ کر آپ پر فائرنگ کر دی جس سے آپ شدید زخمی ہوگئے۔ ایک گولی کنپٹی پر لگی اور دو گولیاں سینے میں لگیں۔ ساتھ جانے والے بچے کی پنڈلی میں ایک گولی لگی جو آر پار گزر گئی۔ بہر حال فوری طور پر ہسپتال لے جایا گیا لیکن وہاں پہنچ کر بشیر کیانی صاحب کی شہادت ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ حملہ آوروں کی فائرنگ سے عزیز محمد احمد واجد کے علاوہ جس کی ٹانگ میں گولی لگی تھی وہاں بازار میں کھڑے دو غیر از جماعت بھی زخمی ہوگئے۔ عزیز محمد احمد واجد کو مرہم پٹی وغیرہ کے بعد ہسپتال سے فارغ کر دیا گیا۔ یاد رہے کہ بشیر کیانی صاحب شہید کے بڑے داماد ظہور احمد کیانی صاحب کو 21/اگست کو اور ان کے بیٹے اعجاز احمد کیانی کو 18/ستمبر کو اسی علاقے اورنگی ٹاؤن میں دشمنان احمدیت نے شہید کیا تھا۔

آپ کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"۔۔ بڑے خوش اخلاق تھے اور جذباتی طبیعت کے مالک تھے۔ دعوتِ الی اللہ کے انتہائی شوقین تھے۔ جب کہیں موقع ملتا دوست احباب کو تبلیغ کرتے۔ انتہائی دلیر اور بہادر شخصیت کے مالک تھے۔ یکے بعد دیگرے داماد اور بیٹے کی شہادت کے بعد خوفزدہ نہیں تھے بلکہ اپنی اولاد کو حوصلے کی تلقین کیا کرتے تھے۔ شہادت کے روز اپنے بیٹے اعزاز احمد کیانی کو کہا کہ ہم نے خود اپنی حفاظت کرنی ہے اور یہاں سے جانا نہیں۔" (خطبہ جمعہ مؤرخہ 15/نومبر 2013ء)

کراچی میں احمدیوں کے خلاف ٹارگٹ کلنگ کا سلسلہ ایک عرصہ سے جاری ہے۔ تین ماہ کے عرصہ میں ایک ہی خاندان کے تین افراد کی شہادت دشمن کی سنگدلی اور شقاوتِ قلبی کی کھلی کھلی نشاندہی کرتی ہے۔

اس شہادت کے بعد ایشین ہیومن رائٹس کمیشن نے ایک بیان AHRC-STM-198-2013 جاری کیا۔ اس کا عنوان 'پاکستان۔ ایک پورے خاندان کو فرقہ وارانہ شدّت پسندی کا نشانہ بنا دیا گیا' تھا۔ اس بیان میں لکھا گیا کہ پاکستان میں میڈیا اور حکومتی انتظامیہ سمیت تمام طبقاتِ زندگی سے تعلق رکھنے والے بعض لوگ احمدیوں کو 'واجب القتل' سمجھتے ہیں.. صرف عقیدے کے اختلاف کو بنیاد بنا کر کئی احمدیوں کو قتل کیا جا چکا ہے۔ ان ظالمانہ کارروائیوں پر حکومتی انتظامیہ کی سرد مہری کی وجہ سے ملک میں مذہبی شدّت پسندی کو فروغ ملنے کے ساتھ ساتھ پاکستان میں بسنے والے مختلف مکاتب ہائے فکر اور سوسائٹیوں کے درمیان نفرت انگیز جذبات کو ہوا مل رہی ہے۔

چنانچہ حضرت حسینؓ کی بے مثال قربانی کی یاد میں صبر اور برداشت کی تعلیم دینے والے ماہ محرّم کے دوران وقوع پذیر ہونے والا انتہائی افسوسناک سانحہ راولپنڈی ایسی ہی کارروائیوں کا شاخسانہ معلوم ہوتا ہے۔

اس کمیٹی نے اپنی اس رپورٹ میں مزید لکھا کہ:

"ایشین ہیومن رائٹس کمیشن میاں محمد نواز شریف کی حکومت سے یہ استدعا کرتا ہے کہ احمدیت کو ماننے کی پاداش میں ایک ہی خاندان کے باپ، بیٹے اور داماد کے بہیمانہ قتل کا نوٹس لیا جائے۔ احمدیوں کی ٹارگٹ کِلنگ میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے... حکومتِ پاکستان ان مظالم پر بے حسی کا ثبوت دے رہی ہے... ایسے وقت میں جبکہ دنیا میں قیامِ امن کے لئے مذہبی آزادی اور رواداری کو فروغ دینے کی ضرورت ہے حکومتِ پاکستان اس حقیقت سے بے نیاز سی نظر آتی ہے اور احمدیوں کو اپنے عقیدے کے مطابق زندگی گزارنے کے بنیادی حق سے محروم کر رہی ہے... وقت آ گیا ہے کہ حکومتِ پاکستان مذہبی منافرت اور شدّت پسندی کے خاتمے کے لئے مناسب اقدامات کرتے ہوئے مُلّاں کی نفرت انگیزیوں کو لگام دے تاکہ ملک میں قانون کی بالادستی قائم ہو سکے۔"

یہاں پر اس بات کا ذکر بھی بے محل نہ ہوگا کہ کراچی میں کئی ہفتے سے مجرموں کے خلاف 'آپریشن' جاری ہے لیکن احمدیوں کے قاتل دندناتے پھرتے ہیں۔ اس استثناء کا کیا مطلب؟

## قاتلانہ حملہ

**اورنگی ٹاؤن، کراچی؛ 23/اکتوبر 2013ء:** مکرم نصیر احمد شاہ صاحب ابن سید منور احمد شاہ صاحب کو موٹر سائیکل پر اپنے کام پر جاتے ہوئے چند حملہ آوروں نے فائرنگ کا نشانہ بنایا۔ نصیر صاحب جن کی عمر 38 سال ہے ایک گارمنٹس کی دوکان پر سیلز مین کے طور پر کام کرتے ہیں۔ انہیں جبڑے کے نزدیک گولی لگی اور شدید زخمی حالت میں ہسپتال منتقل کر دیا گیا۔ خون اس قدر بہہ چکا تھا کہ انہیں خون کی بارہ بوتلیں لگانی پڑیں۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور ڈاکٹروں کی انتھک کوششوں کے باعث ان کی جان بچ گئی۔ بعد ازاں ان کے جبڑے کا آپریشن ہوا اور اب ان کی صحت بہتری کی طرف مائل ہے۔ یہ حملہ بھی کراچی کے علاقہ اورنگی ٹاؤن میں ہی ہوا۔

## ملّاں کی سازش

**پیلووینس، ضلع خوشاب؛ مؤرخہ 7/اکتوبر 2014ء:**

اس گاؤں کے باسیوں نے گورنمنٹ پرائمری سکول میں بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کے لئے ایک ملّاں نور محمد کو نوکری پر رکھا۔ مؤرخہ 7/اکتوبر کو یہ بدبخت ملّاں کہیں سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر لے آیا اور معصوم بچوں سے اس تصویر کی بے حرمتی کروائی۔

اسی کلاس میں ایک احمدی بچہ صفوان احمد بھی موجود تھا جو ملّاں کی اس حرکت سے سخت پریشان ہوا اور رونے لگ گیا۔ گھر آنے پر اس نے اپنے والد نذر حیات صاحب کو ماجرا سنایا جنہوں نے سب کچھ مقامی مبلغ محترم محمد سرفراز صاحب کے گوش گزار کر دینے کے بعد اس مذموم حرکت کا ذکر اپنے علاقے کے ایک بزرگ کے سامنے کیا جن کی ملکیتی زمین پر یہ سکول موجود ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ علاقے کے دوسرے لوگوں کو بھی اس شرارت سے خبردار کیا گیا۔ تین دن بعد علاقے کے عمائدین نے اس ملّاں کو بلا بھیجا اور آئندہ اس قسم کی حرکت کرنے کی سختی سے ممانعت کی۔ ملّاں نے روایتی ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے شدید ردِّ عمل کا اظہار کیا اور بَرملا کہا کہ وہ آئندہ بھی ایسا ضرور کرے گا۔ جس پر جذبات میں آ کر خضر حیات صاحب اور اظہر محمود صاحب نے اس کی کچھ پٹائی کر دی۔

اس ملّاں نے قریب ہی واقع ایک مسجد کے امام کو جو اس کا عزیز بھی تھا شکایت لگائی۔ چنانچہ یہ دونوں ملّاں خضر حیات صاحب اور اظہر محمود صاحب کے خلاف 'ہتکِ قرآن' کا جھوٹا مقدّمہ درج کروانے کے لئے پولیس اسٹیشن پہنچ گئے۔ متعلقہ انسپکٹر نے جب معاملہ کی چھان بین کی تو اس پر یہ واضح ہو گیا کہ ملّاں جھوٹ بول رہے ہیں۔ چنانچہ اس نے ملّاں کو ان کی غلط بیانی پر وارننگ دی۔

ملّاں نور محمد اور علاقے کے دیگر مُلّاؤں کے پولیس پر دباؤ ڈالنے پر انہوں نے خضر حیات صاحب اور اظہر محمود صاحب کے خلاف ملّاں کی پٹائی کرنے کی وجہ سے زیرِ دفعہ 337 اور 452 تحت مقدمہ درج کر لیا۔

## ربوہ میں دو روزہ اینٹی احمدیہ کانفرنس

**ربوہ؛ 24، 25/اکتوبر 2013ء:** ربوہ شہر میں جس کی پچانوے فیصد آبادی احمدیوں پر مشتمل ہے اینٹی احمدیہ کانفرنس کے انعقاد کی اجازت اخلاقاً بھی اور تہذیباً بھی انتہائی نامناسب بات معلوم ہوتی ہے۔ ایسی کانفرنسز میں ملّاں سوائے اس بات کے کہ احمدیوں کے خلاف بدزبانی کی حدیں پار کرے اور اس شہر کے مثالی امن کو خراب کرنے کی کوشش کرے اور ہوتا بھی کیا ہے؟ جب بھی انتظامیہ سے اس شرّ انگیز کانفرنس کے بارے میں تحفظات کا اظہار کیا جاتا ہے تو وہ اس کا نوٹس لینے کی بجائے ملّاں کو ایسے جلسوں کی کھلّم کھلا انعقاد کی اجازت دے دیتی ہے جبکہ احمدیوں کو کھیلوں کے کسی ٹورنامنٹ کے پُرامن انعقاد کی بھی اجازت نہیں دی جاتی۔

مؤرخہ 24 اور 25/اکتوبر 2013ء کو جامعہ مسجد مسلم کالونی ربوہ میں ایک اور اینٹی احمدیہ کانفرنس کا انعقاد ہوا جس میں لگ بھگ نو ہزار افراد نے شرکت کی۔ ملک بھر سے 'نامور علماء' اس کانفرنس میں شرکت کے لئے آئے جن میں سے بعض 'سیاستدان' بھی تھے۔ ان میں فضل الرحمٰن، سینیٹر عبدالغفور حیدری، عزیز الرحمٰن جالندھری، عبدالمالک، طاہر اشرفی، اللہ وسایا، مفتی راشد، زبیر ظہیر، عبدالمجید لدھیانوی، پیر نصیر الدین خاکوانی وغیرہ شامل ہیں۔ اس کانفرنس میں معمول کے مطابق ان سستی شہرت کے پیاسے 'علمائے دین' نے خدمتِ اسلام کے نام پر احمدیوں اور ان کی لیڈرشپ کے خلاف غیر ذمہ دارانہ گفتگو کرتے ہوئے انتہائی نازیبا الفاظ استعمال کئے اور غلط بیانی سے کام لیتے ہوئے سامعین کے جذبات کو احمدیوں کے خلاف ابھارنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ ہر بڑے اخبار نے اس کانفرنس کی کوریج کی۔ روزنامہ جنگ سے اس خبر کے کچھ حصے پیش ہیں جن کو پڑھ کر پاکستان، احمدیت اور تحریکِ ختمِ نبوّت کی تاریخ سے واقف ہر شریف النّفس آدمی ملّاں کی شرانگیزی، غلط بیانی اور علمی خیانت کا بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے:

۔"ملکی سلامتی کو طالبان نہیں بھارتی قادیان سے شدید خطرہ ہے۔ علماء کرام"

۔"کلیدی عہدوں پر فائز قادیانی سازشوں میں مصروف ہیں، نکالا جائے، فضل الرحمٰن"

۔"آئین کی بالادستی قائم رکھتے ہوئے قانون نافذ کرنے والے ادارے امتناع قادیانیت آرڈیننس پر سختی سے عملدرآمد کروا کر قادیانیوں کو اسلامی شعائر استعمال کرنے سے منع کریں۔"

۔"ریاستِ اسلامی میں اپنے کفر و ارتداد کو اسلام کا نام دینے والے قادیانی گروہ کے خلاف بغاوت کا مقدمہ درج ہونا چاہیے۔"

۔"......ملک کا پورا نظام قادیانی اقلیت اور چند فیصد باقی اقلیت کے ہاتھوں یرغمال بن چکا ہے۔"

۔"پاکستان کی تاریخ میں سب سے پہلے قادیانیوں نے آئین کی خلاف ورزی کی اور آئین کا عالمی سطح پر مذاق اڑایا۔"

۔"اقلیت میں رہتے ہوئے اپنے مردوں کو قبرستان میں دفنانے سے گریز کریں۔"

۔"قادیانی گروہ اپنے اکھنڈ بھارت کے الہامی عقیدہ پر قائم ہے اور تحریکِ پاکستان میں قادیانیوں نے منافقانہ کردار ادا کیا۔"

۔"قادیانی تعلیمی اداروں میں مرزا قادیانی کے نہ ماننے والوں کو قتل کرنے کی تعلیم دیتے ہیں اور اپنے نوجوانوں کو مسلمانوں کے قتل پر برانگیختہ کرتے ہیں۔"

۔"قادیانی پوری دنیا میں اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کے تمام ستونوں کو کھوکھلا کر رہے ہیں۔ اور تہذیبوں کے درمیان نفرت کے بیج بو رہے ہیں۔"

ان بیانات کو پڑھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ تمام علماء مودودی صاحب کے اس فتویٰ پر سختی سے کاربند ہیں جس کے مطابق جھوٹ کا استعمال بعض اوقات شرعًا واجب ہوتا ہے۔

(مولانا مودودی، ترجمان القرآن، مئی 1958ء)

اس کانفرنس کے دوران پولیس کی جانب سے مکمل سیکیورٹی کا اہتمام کیا گیا۔

**(جاری ہے)**

............☆☆☆☆............

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد مُلّاؤں اور ان کے سرپرستوں اور ہمنواؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا پڑھیں۔

**اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا۔**

# الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

## حضرت سعد بن ابی وقاصؓ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 19 اپریل 2010ء میں مکرم حافظ مظفر احمد صاحب کے قلم سے ایک مضمون حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے بارہ میں شامل اشاعت ہے۔ قبل ازیں 24 جنوری 1996ء کے ''الفضل انٹرنیشنل'' کے اسی کالم میں آپؓ کی سیرۃ پر ایک مختصر مضمون شامل اشاعت کیا جاچکا ہے۔

حضرت سعدؓ کے والد مالک بن وھیب کا تعلق قریش کی شاخ بنوزہرہ سے تھا۔ اس لحاظ سے آپ رشتہ میں رسول اللہ کے ماموں تھے۔ کیونکہ حضرت آمنہ بھی بنوزہرہ قبیلہ سے اور حضرت سعدؓ کی چچازاد تھیں۔ ایک دفعہ حضرت سعدؓ کے تشریف لانے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ میرے ماموں ہیں کوئی اور شخص مجھے اپنا ایسا ماموں تو دکھائے۔ والدہ حمنہ بنت سفیان بن امیہ بھی قریش سے تھیں۔ کنیت ابواسحاق تھی۔

حضرت سعدؓ نے چوتھے اور چھٹے سال نبوت کے درمیان اسلام قبول کیا۔ اس وقت آپ سترہ برس کے نوجوان تھے۔ خود بیان کرتے تھے کہ میں نے نماز فرض ہونے سے بھی پہلے اسلام قبول کیا تھا۔

آپ کا اسلام قبول کرنا بھی الٰہی تحریک کے نتیجہ میں تھا۔ آپؓ بیان کرتے تھے کہ اسلام سے قبل ''میں نے رؤیا میں دیکھا کہ گھپ اندھیرا ہے اور مجھے کچھ سجھائی نہیں دیتا کہ اچانک ایک چاند روشن ہوتا ہے اور میں اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگتا ہوں۔ کیا دیکھتا ہوں کہ کچھ لوگ مجھ سے پہلے اس چاند تک پہنچے ہوئے ہیں۔ قریب جاکر معلوم ہوا کہ وہ زید بن حارثہؓ، علی بن ابی طالبؓ اور ابوبکرؓ تھے۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ تم لوگ کب یہاں پہنچے؟ وہ کہتے ہیں بس ابھی پہنچے ہی ہیں''۔ اس خواب کے کچھ عرصہ بعد مجھے پتہ چلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخفی طور پر اسلام کی دعوت دیتے ہیں۔ ایک روز میری آپؐ سے اجیاد گھاٹی میں ملاقات ہوئی۔ آپؐ نے اسی وقت نماز عصر ادا کی اور میں نے اسلام قبول کیا۔ مجھ سے پہلے سوائے ان تین مَردوں کے کسی نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔

ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت سعدؓ فرمایا کرتے تھے کہ مَیں نے تیسرے نمبر پر اسلام قبول کیا اور سات دن تک مجھ پر ایسا وقت رہا کہ میں اسلام کا تیسرا حصہ تھا۔

حضرت سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی والدہ سے نہایت نیکی اور احسان کا سلوک کرتا تھا۔ جب میں نے اسلام قبول کیا تو وہ کہنے لگی کہ تم نے یہ نیا دین کیوں اختیار کرلیا ہے، تجھے بہرحال یہ دین چھوڑنا پڑے گا ورنہ میں نہ کچھ کھاؤں گی نہ پیئوں گی یہاں تک کہ مرجاؤں گی اور لوگ تمہیں ماں کے قتل کا طعنہ دیں گے۔ میں نے کہا: اے میری ماں ایسا ہرگز نہ کرنا کیونکہ میں اپنا دین نہیں چھوڑ سکتا۔ مگر وہ نہ مانی حتیٰ کہ تین دن اور رات گزر گئے اور والدہ نے کچھ کھایا نہ پیا۔ صبح ہوئی تو وہ بھوک سے نڈھال تھیں۔ تب میں نے کہہ دیا کہ خدا کی قسم! اگر آپ کی ہزار جانیں ہوں اور وہ ایک ایک کرکے نکلیں تو بھی میں اپنا دین کسی چیز کی خاطر نہیں چھوڑوں گا۔ جب انہوں نے بیٹے کا یہ عزم دیکھا تو کھانا پینا شروع کر دیا۔ اس موقع کی مناسبت سے سورۃ لقمان کی آیت 16 اتری کہ اگر وہ (والدین) تجھ سے جھگڑا کریں کہ تُو میرے ساتھ شریک ٹھہرائے جس کا تجھے کوئی علم نہیں تو ان کی بات نہ مان اور دنیا میں دستور کے مطابق رفاقت جاری رکھ۔

ابتدائے اسلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نماز ادا کرنے کے لئے مختلف گھاٹیوں میں چلے جاتے اور یوں اپنی قوم سے مخفی نماز باجماعت ادا کرتے۔ ایک دفعہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ مکہ کی کسی گھاٹی میں نماز ادا کررہے تھے کہ اچانک مشرک ان پر چڑھ دوڑے اور پہلے تو انہیں نماز پڑھتے پاکر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے بُرا بھلا کہنے لگے۔ پھر ان پر حملہ آور ہوئے۔ حضرت سعدؓ وہ شجاع اور بہادر مرد تھے جو اپنے اور اپنے ساتھیوں کے دفاع کے لئے بڑی جرأت سے آگے بڑھے اور ہاتھ میں آنے والی اونٹ کی ہڈی سے مدمقابل شخص کا سر پھاڑ دیا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ مجبوراً اپنے دفاع میں ایک مسلمان کے ہاتھوں کسی کافر کا خون بہا۔ ورنہ مسلمان ہمیشہ فساد سے بچتے اور امن کی راہیں تلاش کرتے رہے تھے۔

مکی دَور کے ابتدائی زمانہ میں اور خصوصاً شعب ابی طالب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت سعدؓ کو بھی سخت تکالیف اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا اور انتہائی صبر کا نمونہ دکھایا۔ آپؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات رسول اللہ کے ساتھ پیشاب کرنے نکلا تو پاؤں کے نیچے کوئی سخت چیز آئی۔ وہ اونٹ کی کھال کا ٹکڑا تھا۔ مَیں نے اسے اٹھا کر دھویا پھر اسے جلا کر دو پتھروں سے باریک کرکے کھالیا اور اوپر سے پانی پی لیا اور تین دن تک کے لئے اس سے قوّت حاصل کی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مدینہ کے بعد حضرت سعدؓ بھی مدینہ آگئے اور بنی عمرو بن عوف کے محلّہ میں اپنے بھائی عتبہ کے گھر میں ٹھہرے جو اپنی ذاتی دشمنی کی وجہ سے پہلے سے مکہ سے مدینہ آچکے تھے۔ ہجرت مدینہ کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤاخات قائم فرمائی تو حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کو پہلے مبلغ اسلام حضرت مصعبؓ بن عمیر اور اوس کے سردار حضرت سعدؓ بن معاذ کا بھائی بنایا۔

مدینہ آتے ہی حضرت سعدؓ کی خدمات کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ شروع میں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آئے تو مخدوش حالات کی وجہ سے رات آرام کی نیند نہ سو سکتے تھے۔ ایک رات آپؐ نے فرمایا کہ آج خدا کا کوئی نیک بندہ پہرہ دیتا تو کیا ہی اچھا ہوتا۔ تب اچانک ہمیں ہتھیاروں کی آواز سنائی دی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کون ہے؟ آواز آئی: مَیں سعد ہوں۔ فرمایا: کیسے آئے؟ عرض کیا مجھے آپ کی حفاظت کے بارہ میں خطرہ ہوا اس لئے پہرہ دینے آیا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے پہرہ دیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آرام سے اس رات سوئے۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطراف مدینہ میں کچھ مہمات بھجوانے کی ضرورت پیش آئی تو حضرت سعدؓ کو پہلے حضرت حمزہؓ کے ساتھ ایک مہم میں شرکت کی سعادت عطا ہوئی۔ اس کے بعد حضرت عبیدہؓ بن حارث کے ساتھ بھجوائی گئی ساٹھ افراد پر مشتمل مہم میں بھی آپؓ شریک ہوئے۔ اس مہم میں ایک موقع پر دشمن نے تیر برسائے تو حضرت سعدؓ کو بھی اپنی تیراندازی کے جوہر دکھانے کا موقع ملا۔ فرمایا کرتے تھے کہ مَیں پہلا عرب ہوں جس نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا۔

غزوہ بدر سے قبل رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ کو بیس سواروں پر مشتمل ایک دستہ پر نگران مقرر کرکے خرار کے مقام پر بھجوایا۔ آپؐ کا مقصد قریش کے تجارتی قافلہ کا راستہ روکنا تھا۔ اس تجارتی قافلہ کا سارا منافع مسلمانوں کے خلاف خرچ کرنے کے عہد و پیمان تھے۔ پھر معرکہ بدر میں بھی حضرت سعدؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت کی توفیق ملی۔ وہ بیان کرتے تھے کہ مَیں بدر میں شامل ہوا تو میرے چہرے میں ایک بال کے سوا کچھ نہ تھا (یعنی اس وقت حضرت سعدؓ کی صرف ایک بیٹی تھی) اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے گھنی داڑھی جیسے بال عطا کئے (یعنی کثرت سے اولاد سے نوازا)۔

حضرت سعدؓ کو بجاطور پر بدر میں شرکت پر فخر تھا۔ ان کے بیٹے عامر کہا کرتے تھے کہ حضرت سعدؓ مہاجرین میں سے فوت ہونے والے آخری صحابی تھے۔ وفات کے وقت انہوں نے اپنا نہایت بوسیدہ اونی جبہ منگوایا اور فرمایا: مجھے اس میں کفن دینا کہ بدر کے دن مشرکوں سے مٹھ بھیڑ کے وقت میں نے یہی جبہ پہن رکھا تھا اور اس مقصد کے لئے آج تک سنبھال کے رکھا ہوا تھا۔

حضرت سعدؓ نے غزوۂ بدر میں شجاعت و بہادری کے شاندار جوہر دکھائے۔ سردار قریش سعید بن العاص آپؓ کے ہاتھوں انجام کو پہنچا، اس کی تلوار ذوالکتفہ آپؓ کو بہت پسند آئی۔ ابھی تقسیم غنیمت کا کوئی حکم نہ اترا تھا اس لئے رسول اللہ نے وہ تلوار آپؓ سے واپس لے لی۔ پھر جب سورۃ انفال کی آیات نازل ہوئیں تو آپؐ نے حضرت سعدؓ کو بلاکر وہ تلوار عطا فرمائی۔

حضرت سعدؓ نے اُحد کے میدان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت میں آپؐ کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں لڑنے کی سعادت پائی۔ آپؓ ان معدودے چند صحابہ میں سے تھے جو کفار کے درّہ سے حملہ کے وقت ثابت قدم رہے۔ آپؓ تیراندازی کے ماہر تھے۔ جب کفار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدف بنا کر ہجوم کرکے حملہ آور ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ترکش سے حضرت سعدؓ کو تیر عطا فرماتے اور کہتے اِرمِ یَا سَعدُ فِدَاکَ اَبِی وَ اُمِّی! یعنی اے سعدؓ تیر چلاؤ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ حضرت علیؓ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت سعدؓ ہی وہ سعادت مند ہیں جن کے سوا اور کسی کے لئے میں نے آنحضرتؐ سے اس طرح فِدَاکَ اَبِی وَ اُمِّی کا جملہ نہیں سنا۔ (حضرت علیؓ کی مراد غالباً غزوہ احد سے تھی ورنہ حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کے بارہ میں بھی نبی کریمؐ نے بعض اور مواقع پر یہ کلمات استعمال فرمائے)۔

غزوہ اُحد میں جب ایک مشرک حملہ آور ناپسندیدہ نعرے لگاتا اور تعلّی کرتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے نبٹنے کا اشارہ فرمایا۔ حضرت سعدؓ کا ترکش تیروں سے خالی تھا۔ آپؓ نے تعمیل ارشاد کی خاطر زمین پر سے ایک بے پھل کا تیر اٹھایا اور تاک کر اس مشرک کا نشانہ لیا۔ تیر عین اس کی پیشانی میں اس زور سے لگا کہ وہ بدحواسی میں برہنہ ہوکر وہیں ڈھیر ہوگیا۔ اس کا یہ انجام دیکھ کر اور اس کے شر سے محفوظ ہوکر نبی کریمؐ خوش ہوکر مسکرانے لگے۔ غزوۂ اُحد میں دشمنِ اسلام طلحہ بن ابی طلحہ بھی حضرت سعدؓ کے تیر کا نشانہ بنا۔

ابوعثمانؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بعض جنگوں میں بعض مواقع پر آپؐ کے ساتھ حضرت طلحہؓ اور حضرت سعدؓ کے سوا کوئی بھی موجود نہیں رہ سکا تھا۔

حضرت سعدؓ فتح مکہ، حنین اور تبوک کے غزوات میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب رہے اور اپنی بہادری کے جوہر دکھائے۔

ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ کو دشمن کی خبر لانے کے لئے بھجوایا۔ وہ دوڑتے ہوئے گئے اور واپس آہستہ چلتے ہوئے آئے۔ رسول کریمؐ نے وجہ دریافت کی تو حضرت سعدؓ نے عرض کیا کہ واپسی پر مَیں اس لئے نہیں بھاگا کہ دشمن یہ نہ سمجھے کہ میں ڈر گیا ہوں اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سعد بڑا تجربہ کار آدمی ہے۔

حضرت سعدؓ بجاطور پر اپنی ان خدمات کو ایک سعادت جانتے تھے۔ جس کا اظہار انہوں نے اپنے اشعار میں بھی کیا ہے۔ ان اشعار کا ترجمہ ہے:

سنو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب بھی کوئی مشکل وقت آیا میں نے اپنے تیروں کی نوک سے اپنے ساتھیوں کا دفاع کیا۔ ان تیروں سے میں نے خوب خوب ان کے دشمن کو میدانوں اور پہاڑوں میں پسپا کیا۔ معدّ قبیلہ کے کسی قابل ذکر تیرانداز کو مجھ سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت کی ایسی سعادت عطا نہیں ہوئی۔

فتح مکہ کے موقع پر حضرت سعدؓ شدید بیمار ہوگئے کہ بچنے کی کوئی امید نہ رہی۔ آپ مالدار انسان تھے اور اولاد صرف ایک بیٹی تھی، آپؓ نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں اپنا پورا مال خدا کی راہ میں وقف کرنے کی اجازت چاہی۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ بہت زیادہ ہے۔ حضرت سعدؓ نے کہا نصف مال ہی قبول کرلیں۔ رسول اللہ نے وہ بھی قبول نہ فرمایا تو حضرت سعدؓ نے ایک تہائی کی وصیت کی اجازت طلب کی۔ رسول اللہ نے فرمایا: ٹھیک ہے ایک تہائی مال کی وصیت کر دیں اگرچہ یہ بھی بہت ہے، اس سے زیادہ کی اجازت نہیں۔

اس موقع پر نبی کریمؐ ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے، اللہ تعالیٰ نے حضرت سعدؓ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے نتیجہ میں عجب رحمت و برکت کے سامان پیدا فرمادیئے۔ انہوں نے نہایت حسرت بھری اشکبار آنکھوں کے ساتھ عرض کیا: یا رسول اللہ! اپنے وطن کی جس سرزمین کو خدا کی خاطر ہمیشہ کے لئے ترک کردیا تھا اب اسی میں خاک ہو جاؤں گا۔ کیا میری ہجرت ضائع ہوجائے گی؟ حضرت سعدؓ کے اس انداز نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کے دل میں دعا کی بے اختیار تڑپ پیدا کردی۔ آپؐ نے اُسی وقت بڑے اضطراب سے تکرار کے ساتھ یہ دعا کی اَللّٰھُمَّ اشْفِ سَعْدًا۔ اے اللہ! سعد کو شفا عطا فرما۔ یہ دعا ایسی قبول ہوئی کہ اس کی قبولیت کا علم پا کر نبی کریمؐ نے فرمایا: ’’اے سعد! خدا تجھے لمبی عمر عطا کرے گا اور تجھ سے بڑے بڑے کام لے گا اور تجھ پر موت نہیں آئے گی جب تک کہ کچھ قومیں تجھ سے نقصان اور کچھ فائدہ نہ اٹھالیں‘‘۔ پھر آپ نے یہ دعا کی کہ ’’اے اللہ! میرے صحابہ کی ہجرت ان کے لئے جاری کردے‘‘۔ رسول اللہ کی دعا اور پیشگوئی کی برکت سے حضرت سعدؓ نے لمبی عمر پائی اور عراق و ایران کی فتوحات میں اہم کردار ادا کیا۔

حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں آپ ہوازن کے عامل رہے۔

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایرانیوں سے جنگیں لڑیں اور ان کے اکثر علاقے فتح کئے۔ قادسیہ کے میدان میں ایرانیوں سے تاریخی جنگ میں سپہ سالار رستم اور ہاتھیوں کی زبردست فوج کا مقابلہ کیا۔ حضرت سعدؓ اس وقت عرق النساء کی تکلیف سے بیمار تھے مگر آپ میدان جنگ کے قریب ایک بالا خانے پر رونق افروز ہو کر جنگ میں اپنے قائمقام خالد بن عرطفہ کی رہنمائی فرماتے رہے اور کاغذ پر ضروری ہدایات لکھ کر بھجواتے۔ ایک دفعہ ایرانی ہاتھیوں کا ریلہ حملہ آور ہوا تو قریب تھا کہ بجیلہ قبیلہ کے سواروں کے پاؤں اکھڑ جائیں۔ حضرت سعدؓ نے قبیلہ اسد کو پیغام بھجوایا کہ ان کی مدد کرو۔ جب قبیلہ اسد پر حملہ ہوا تو قبیلہ تمیم کو جو نیزہ بازی میں کمال رکھتے تھے کہلا بھیجا کہ تمہاری موجودگی میں ہاتھی آگے نہ بڑھنے پائیں۔ وہ اپنے لئے امیرلشکر کا یہ پیغام سن کر اس جوش سے لڑے کہ جنگ کا نقشہ بدل کر رکھ دیا۔ جنگ کے دوسرے روز شام سے امدادی فوجوں کے پہنچنے سے مسلمانوں کا جوش و جذبہ اَور بڑھ گیا۔ جنگ کے تیسرے روز حضرت سعدؓ نے اپنے چند بہادروں کو حکم دیا کہ اگر تم دشمن کے ہاتھیوں کو ختم کردو تو یہ جنگ جیتی جاسکتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے چند بڑے بڑے ہاتھیوں کو مار ڈالا جس کے نتیجے میں باقی ہاتھی بھاگ نکلے اور یوں بالآخر میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ رستم میدان سے بھاگتا ہوا مارا گیا۔

جنگ قادسیہ کے بعد حضرت سعدؓ نے تمام عراق عرب کو زیرنگین کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ اس جنگ کے بعد ایرانیوں پر آپؓ کا اتنا رعب طاری تھا کہ جس علاقہ سے گزرے بڑے بڑے سرداروں نے خود آکر صلح کرلی۔ حضرت سعدؓ نے بابل کو ایک ہی حملہ میں فتح کرلیا۔ پایۂ تخت مدائن کے قریب بہرہ شیر مقام پر کسریٰ کا شکاری شیر مقابلہ پر چھوڑا گیا جسے حضرت سعدؓ کے بھائی ہاشم نے تلوار سے کاٹ کر رکھ دیا۔ یہ قلعہ دو ماہ کے محاصرہ کے بعد فتح ہوا۔ اب مدائن پہنچنے میں صرف دریائے دجلہ حائل تھا۔ ایرانیوں نے سب پُل توڑ دیئے تھے۔ تب حضرت سعدؓ اپنی فوج کو مخاطب ہوئے کہ اے برادران اسلام! دشمن نے ہر طرف سے مجبور ہو کر دریا کے دامن میں پناہ لی ہے، آؤ اسے بھی عبور کرجائیں تو فتح ہماری ہے۔ یہ کہا اور اپنا گھوڑا دریائے دجلہ میں ڈال دیا۔ فوج نے اپنے سپہ سالار کی بہادری دیکھی تو سب نے اپنے گھوڑے دریا میں ڈال دیئے اور دوسرے کنارے پر جا پہنچے۔ ایرانی یہ غیر متوقع حملہ کو دیکھ کر بھاگے اور معمولی مقابلے کے بعد مسلمانوں نے مدائن فتح کرلیا۔ مدائن کے ویران محلات دیکھ کر

حضرت سعدؓ کی زبان پر سورۃ الدخان کی آیات 26 و 27 جاری ہوگئیں۔

فتح مدائن عراق عرب پر تسلط قائم ہونے کی آخری کڑی تھی۔ بڑے سرداروں سے صلح کے بعد تمام ملک میں امن و امان کی منادی کروا دی گئی۔ اس کے بعد حضرت سعدؓ نے جلولاء اور تکریت پر اسلامی جھنڈا لہرایا۔ اس سے آگے بڑھنے سے حضرت عمرؓ نے آپؓ کو روک دیا اور حکم دیا کہ پہلے مفتوح علاقوں کا نظم و نسق درست کیا جائے۔ حضرت سعدؓ نے اس کی تعمیل کی اور نہایت عمدگی سے انتظام سلطنت چلایا۔ ایرانیوں سے اس قدر محبت و الفت اور اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کیا کہ ان کے دلوں میں گھر کرلیا۔ بڑے بڑے امراء اس وجہ سے مسلمان ہوئے۔ دیلم کی چار ہزار فوج جو شاہی رسالہ کے نام سے مشہور تھی حلقۂ بگوش اسلام ہوگئی۔

مدائن میں کچھ عرصہ قیام کے بعد حضرت سعدؓ نے حضرت عمرؓ کے حکم پر فاتح فوج کے لئے سرحدی علاقہ میں ایک نئے شہر کوفہ کی بنیاد رکھی۔ جہاں مختلف قبائل کو الگ الگ محلوں میں آباد کیا۔ شہر کے وسط میں ایک عظیم الشان مسجد بنوائی جس میں چالیس ہزار نمازیوں کی گنجائش تھی۔ کوفہ ایک لاکھ مسلمان سپاہیوں والی ایک فوجی چھاؤنی بن چکا تھا۔ پھر حضرت سعدؓ کے بارہ میں کچھ انتظامی شکایات پیدا ہونے لگیں تو حضرت عمرؓ نے تحقیق کروائی۔ حضرت جریرؓ بن عبداللہ نے حضرت عمرؓ کو تحقیق کے بعد آکر بتایا کہ حضرت سعدؓ اپنی رعایا سے شفیق ماں کی طرح سلوک کرتے ہیں اور عوام کو قریش میں سے سب سے زیادہ محبوب شخصیت ہیں‘‘۔

حضرت عمرؓ نے حضرت سعدؓ کے بارہ میں عمرو بن معدی کرب سے (جو ان کے علاقہ سے آئے تھے) رائے لی تو انہوں نے بتایا کہ ’’سعد اپنے خیمہ میں متواضع ہیں۔ اپنے لباس میں عربی ہیں، اپنی کھال میں شیر ہیں۔ اپنے معاملات میں عدل کرتے ہیں، تقسیم برابر کرتے ہیں اور لشکر میں دُور رہتے ہیں، ہم پر مہربان والدہ کی طرح شفقت کرتے ہیں اور ہمارا حق ہم تک چیونٹی کی طرح (محنت سے) پہنچاتے ہیں‘‘۔

حضرت عمرؓ نے الزام کے بے بنیاد ہونے کے باوجود بھی کوفہ کی امارت میں تبدیلی کرنا ہی مناسب سمجھی اور حضرت سعدؓ مدینہ آکر آباد ہوگئے۔ بعد میں حضرت عمرؓ نے دوبارہ ان کو والیٔ کوفہ مقرر کرنا چاہا تو انہوں نے اہل کوفہ کی ناروا شکایات کی وجہ سے معذوری ظاہر کی جو حضرت عمرؓ نے قبول کی اور فرمایا کہ مَیں نے سعد کو ان کی کمزوری یا خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا تھا اور آئندہ ان کو والی مقرر کرنے میں کوئی روک نہیں۔

حضرت عمرؓ کو آخر عمر تک آپ کی خاطر ملحوظ رہی۔ چنانچہ آپؓ نے جب چھ افراد پر مشتمل انتخابِ خلافت کمیٹی مقرر کی تو اس میں حضرت سعدؓ کو بھی نامزد کیا اور فرمایا کہ اگر سعدؓ خلیفہ منتخب ہوئے تو ٹھیک ورنہ جو بھی خلیفہ ہوگا وہ بیشک ان سے خدمت لے۔

حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے تو حضرت سعدؓ دوبارہ کوفہ کے والی مقرر ہوئے اور تین سال یہ خدمت انجام دی۔ اس کے بعد حضرت سعدؓ نے مدینہ میں گوشہ نشینی کی زندگی اختیار کرلی۔ حضرت عثمانؓ کے بعد حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی مگر امور مملکت سے بے تعلق رہے۔ اس زمانہ کی شورش اور جنگوں میں حصہ نہ لیا۔ اسی زمانے میں ایک دفعہ اونٹ چرا رہے تھے۔ بیٹے نے کہا کیا یہ مناسب ہے کہ لوگ حکومت کے لئے زور آزمائی کریں اور آپ جنگل میں اونٹ چرائیں۔ آپؓ نے

فرمایا کہ میں نے رسول اللہ سے سنا ہے کہ ’خدا مستغنی اور متقی انسان سے محبت کرتا ہے‘۔

زہد و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ ایک آزمودہ کار جرنیل ہونے کے باوجود فتنے کے زمانہ میں کنج تنہائی اختیار کرنے کو ترجیح دی۔ کوئی پوچھتا تو فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ’میرے بعد ایک فتنہ برپا ہوگا جس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا‘۔

امارت کی خواہش نہ تھی۔ حضرت عثمانؓ کی وفات کے بعد آپؓ کے بیٹے عمرؓ اور بھائی نے کہا کہ اپنے لئے بیعت لیں اِس وقت ایک لاکھ تلواریں آپ کی منتظر اور ساتھ دینے کو تیار ہیں۔ آپؓ نے فرمایا: ’مجھے ان میں سے صرف ایک ایسی تلوار چاہیے جو مومن پر کوئی اثر نہ کرے صرف کافر کو کاٹے‘۔

آپؓ اس فتنہ کے زمانہ میں گھر بیٹھ رہے اور فرمایا: ’مجھے اس وقت کوئی خبر بتانا جب امّت ایک امام پر اکٹھی ہوجائے‘۔ امیر معاویہ نے بھی آپؓ کو مدد کو بلایا لیکن آپؓ نے انکار کردیا۔

حضرت سعدؓ بیان کرتے تھے کہ ایک زمانہ تھا جب عسرت اور تنگی سے مجبور ہو کر ہمیں درختوں کے پتے بھی کھانے پڑے اور کوئی چیز کھانے کو میسر نہ ہوتی تھی۔ اور ہم بکری کی طرح مینگنیاں کرتے تھے۔

فتوحات کے بعد پھر آپؓ حکومتوں کے مالک ہوئے اور خدا تعالیٰ نے بھی ان مخلص خدام دین کو خوب نوازا۔ مختلف وقتوں میں نو بیویاں کیں سترہ لڑکے اور سترہ لڑکیاں ہوئیں۔ غذا اور لباس کی سادگی میں کوئی فرق نہ آیا۔ کبھی تکبر یا غرور پیدا نہیں ہوا بلکہ سپہ سالاری اور گورنری کے اہم مناصب سے سبکدوش ہونے کے بعد بھی بکریاں چرانے میں تأمل نہیں کیا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کے حق میں ایک اور دعا مستجاب الدعوات ہونے کے لئے کی تھی کہ ’’اے اللہ سعد جب دعا کرے اس کی دعا کو قبول کرنا‘‘۔ یہ دعا مقبول ٹھہری اور حضرت سعدؓ کی دعائیں بہت قبول ہوتی تھیں۔ لوگ آپؓ سے قبولیت دعا کی امید رکھتے اور بددعا سے ڈرتے تھے۔ عامر بن سعد سے روایت ہے ایک دفعہ حضرت سعدؓ نے ایک شخص کو دیکھا جو حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کو برا بھلا کہہ رہا تھا۔ آپؓ نے اسے کہا کہ تم ایسے لوگوں کو برا بھلا کہہ رہے ہو جن کے ساتھ اللہ کا معاملہ گزر چکا۔ خدا کی قسم تم ان کی گالی گلوچ سے باز آؤ ورنہ میں تمہارے خلاف بددعا کروں گا۔ وہ کہنے لگا یہ مجھے ایسے ڈراتا ہے جیسے نبی ہو۔ حضرت سعدؓ نے کہا: ’اے اللہ! اگر یہ ایسے لوگوں کو برا بھلا کہتا ہے جن کے ساتھ تیرا معاملہ گزر چکا تو اسے آج عبرتناک سزا دے‘۔ اچانک ایک بدکی ہوئی اونٹنی آئی جس نے اس شخص کو روند ڈالا اور لوگوں نے آپؓ سے کہا کہ اے ابواسحاق! اللہ نے تیری دعا قبول کرلی۔

امارتِ کوفہ کے زمانہ میں جس شخص نے آپ پر جھوٹے الزام لگائے تھے اس کے بارہ میں بھی آپ کی دعا قبول ہوئی اور وہ خدائی گرفت میں آیا۔

آپ مدینہ سے دس میل دُور عقیق مقام پر 70 سال کی عمر میں 55ھ میں فوت ہوئے۔ جنازہ مدینہ لایا گیا۔ ازواج مطہرات کی خواہش پر اس بزرگ صحابی کا جنازہ کندھوں پر مسجد نبوی میں لایا گیا اور نماز جنازہ میں امہات المومنین بھی شریک ہوئیں۔ مروان بن حکم نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ آپؓ جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ آپؓ عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے لمبی عمر پائی اور عشرہ مبشرہ میں سے سب سے آخر میں فوت ہوئے۔

آپؓ کا علمی پایہ بہت بلند تھا حضرت عمرؓ بھی فرمایا کرتے تھے کہ ’جب سعدؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث بیان کریں تو پھر اس بارہ میں کسی اور سے مت پوچھو‘۔

حضرت سعدؓ نہایت اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ خوف خدا اور عبادت گزاری کا یہ عالم تھا کہ رات کے آخری حصے میں مسجد نبوی میں آکر نمازیں ادا کرتے تھے۔ طبیعت رہبانیت کی طرف مائل تھی مگر فرماتے تھے کہ ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر اس سے نہ روکا ہوتا تو مَیں اسے ضرور اختیار کرلیتا‘‘۔ نظر بہت تیز تھی ایک دفعہ دُور سے کچھ ہیولا سا نظر آیا تو ہمراہیوں سے پوچھا کیا ہے؟ انہوں نے کہا پرندے جیسی کوئی چیز۔ حضرت سعدؓ نے کہا مجھے تو اونٹ پر سوار نظر آتا ہے، کچھ دیر بعد واقعی سعدؓ کے چچا اونٹ پر آئے۔

آپ بہت نڈر اور جری انسان تھے۔ جس بات کو حق سمجھتے اس کا اظہار فرماتے۔ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں میں مال تقسیم کیا اور ایک ایسے شخص کو کچھ عطا نہ فرمایا جو سعدؓ کے نزدیک مخلص مومن تھا۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپؐ نے ٹال دیا جب دوسری یا تیسری مرتبہ سعدؓ نے باصرار اپنا سوال دہرایا کہ یہ شخص میرے نزدیک مخلص مومن ہے اور عطیہ کا حقدار ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ اے سعد! بسا اوقات مَیں اُن کو عطا کرتا ہوں جن سے تالیف قلبی کی ضرورت ہوتی ہے اور ان کو چھوڑ دیتا ہوں جو مجھے زیادہ عزیز ہوتے ہیں۔ تب حضرت سعدؓ کی تسلی ہوئی۔

حضرت سعدؓ ان بزرگ صحابہ میں سے تھے جن سے بوقت وفات رسول اللہ راضی تھے۔ رسول کریمؐ نے حجۃ الوداع سے واپسی پر مدینہ میں ایک خطبہ میں عشرہ مبشرہ کے نام لے کر یہ فرمایا تھا کہ مَیں ان سے راضی ہوں، ان کا مقام پہچانو اور ان سے حسن سلوک کرو۔ ان صحابہ میں حضرت سعدؓ کا نام بھی شامل تھا۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 16 جون 2010ء میں مکرم ابن کریم صاحب کی ایک نظم شامل اشاعت ہے جس میں سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

یہ بجا ہے وقت ہے عصر کا اور شام سی ہے تنی ہوئی
جہاں راہنمائی کے تھے نشاں وہاں گرد سی ہے جمی ہوئی
میرے بدگماں کے جو پیڑ تھے سبھی خشک ہیں کوئی دیکھ لے
کہ ہیں آندھیوں میں گھرے ہوئے اور آگ سی ہے لگی ہوئی
یہاں ایک رجل رشید نے تھا جگانا آ کے جہان کو
کہ کسوفِ شمس و قمر میں تھی یہی پیشگوئی چھپی ہوئی
یہ جاں تیری، میرا دل تیرا، اسے جانِ جاناں قبول کر
کہ ہر ایک پل میری زندگی ہے ترے ہی نام لکھی ہوئی
کئی جاں لٹا کے چلے گئے کئی راستے میں ہیں منتظر
کئی میرے شیر ہیں ملتجی ابھی کربلا ہے سجی ہوئی

# Muslim Television Ahmadiyya
# Weekly Programme Guide
December 13, 2013 – December 19, 2013

*Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.*
*For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530*

## Friday December 13, 2013

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars
00:55 Yassarnal Quran
01:15 Huzoor's Tours Of West Africa: Documenting Huzoor's visit to Benin, including Jalsa gathering at Calavi.
01:55 Hazrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
02:25 Chef's Corner
02:55 Japanese Service
03:50 Tarjamatul Quran Class: Class no. 174
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 388
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35 Yassarnal Quran: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:00 Huzoor's Tour Of West Africa: Documenting Huzoor's visit to Benin, including departure from Porto Novo. Recorded on April 6, 2004.
08:20 Rah-E-Huda: An interactive talk show answering questions about the beliefs of the Ahmadiyya Muslim Community, thus rectifying misconceptions.
10:00 Indonesian Service
11:00 Deeni-O-Fiqahi Masail: A discussion programme on issues related to Islamic jurisprudence.
11:30 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
11:40 Ghazwat-e-Nabi
13:00 Live Friday Sermon
14:15 Yassarnal Quran
14:40 Shottor Shondhane; Recorded on January 31, 2010.
15:45 Islami Mahino ka Ta'aruf: A series of programmes about Islam's lunar calendar.
16:20 Friday Sermon [R]
17:35 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:20 Huzoor's Tour Of West Africa [R]
19:25 Real Talk
20:25 Deeni-O-Fiqahi Masail
21:00 Friday Sermon [R]
22:20 Rah-E-Huda

## Saturday December 14, 2013

00:00 World News
00:20 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
00:35 Yassarnal Quran
01:00 Huzoor's Tour Of West Africa
02:10 Friday Sermon: Recorded on December 13, 2013
03:20 Rah-E-Huda
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 389
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30 Al-Tarteel
07:00 Khuddamul Ahmadiyya Ijtema UK: Concluding address delivered by Huzoor on September 26, 2010.
08:05 International Jama'at News
08:35 Story Time: Teaching various aspects of religion and moral values to younger audience.
09:00 Question And Answer Session: Part 1, recorded on February 16, 1997.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Recorded on December 13, 2013.
12:15 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:25 Al-Tarteel
13:00 Live Intikhab-E-Sukhan
14:05 Bangla Shomprochar
15:05 From Democracy To Extremism: A series of studio discussions, examining the violation of the fundamental rights of the Ahmadiyya Muslim Community in Pakistan in 1974.
16:00 Live Rah-E-Huda: An interactive talk show answering questions about the beliefs of the Ahmadiyya Muslim Community, thus rectifying misconceptions.
17:35 Al-Tarteel
18:05 World News
18:25 Khuddamul Ahmadiyya Ijtema UK [R]
19:30 Faith Matters: A contemporary and informative English question and answer programme exploring various matters relating to faith and religion.
20:30 International Jama'at News
21:00 Rah-E-Huda
22:35 Story Time
23:00 Friday Sermon [R]

## Sunday December 15, 2013

00:15 World News
00:30 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
00:50 Al-Tarteel
01:25 Khuddamul Ahmadiyya Ijtema UK
02:30 Story Time
02:50 Friday Sermon: Recorded on December 13, 2013.
04:00 From Democracy To Extremism
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 390
06:00 Tilawat & Darse Hadith
06:30 Yassarnal Quran
06:55 Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal: Recorded on May 1, 2011.
08:00 Faith Matters
09:00 Question And Answer Session: Recorded on May 27, 1989.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on April 20, 2012.
12:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:35 Yassarnal Quran
13:00 Friday Sermon: Recorded on December 13, 2013.
14:05 Shotter Shondhane
15:10 Huzoor Ke Saath Tulaba Ki Nashist: Recorded on December 15, 2013.
16:15 Ashab-e-Ahmad
17:00 Kids Time
17:30 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:25 Huzoor Ke Saath Tulaba Ki Nashist [R]
19:30 Beacon Of Truth
20:40 Food for thought
21:15 MTA Variety
21:50 Friday Sermon [R]
23:00 Question And Answer Session [R]

## Monday December 16, 2013

00:00 World News
00:15 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
00:30 Yassarnal Quran
01:00 Huzoor Ke Saath Tulaba Ki Nashist
02:10 Food for thought
02:45 Friday Sermon: Recorded on December 13, 2013.
03:50 Real Talk
04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 393
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Al-Tarteel
07:00 Huzoor's Tour Of West Africa: Documenting Huzoor's visit to Benin in 2004 including Huzoor's meeting with the Mayor of Parakou, Governor of the northern Benin Area.
08:00 International Jama'at News
08:35 Historic Facts
09:00 Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on May 3, 1999.
10:00 Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on September 27, 2013.
10:55 Teachings Of The Holy Prophet SAW
11:30 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
12:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30 Al-Tarteel
13:00 Friday Sermon: Recorded on February 22, 2008.
14:05 Bangla Shomprochar
15:05 Teachings Of The Holy Prophet SAW
15:30 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
16:00 Rah-e-Huda
17:30 Al-Tarteel
18:00 World News
18:25 Huzoor's Tour Of West Africa [R]
19:25 Real Talk
20:30 Rah-E-Huda
22:05 Friday Sermon [R]
23:05 Teachings Of The Holy Prophet SAW
23:25 Aadab-e-Zindagi

## Tuesday December 17, 2013

00:05 World News
00:25 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
00:50 Al-Tarteel
01:20 Huzoor's Tour Of West Africa
02:25 Kids Time
03:00 Friday Sermon: Recorded on February 22, 2008.
04:00 Historic Facts
04:25 Aadab-e-Zindagi
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 394
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Quran
07:00 Huzoor Ke Saath Tulaba Ki Nashist: Recorded on December 15, 2013.
08:05 Noor-E-Mustafwi
08:30 Australian Service
09:00 Question And Answer Session: Recorded on May 27, 1989.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on December 13, 2013.
12:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30 Yassarnal Quran
13:00 Real Talk
14:00 Bangla Shrompochar
15:00 Spanish Service
15:35 Career Planning
16:15 MTA Variety
17:20 Hamari Taleem
17:40 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:25 Huzoor Ke Saath Tulaba Ki Nashist [R]
19:30 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on December 13, 2013.
20:30 Australian Service
21:00 From Democracy To Extremism: A series of studio discussions, examining the violation of the fundamental rights of the Ahmadiyya Muslim Community in Pakistan in 1974.
21:55 MTA Variety
23:00 Question And Answer Session [R]

## Wednesday December 18, 2013

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:40 Yassarnal Quran
01:00 Hamari Taleem
01:20 Noor-E-Mustafwi
01:35 Huzoor Ke Saath Tulaba Ki Nashist
02:40 Australian Service
03:10 MTA Variety
04:10 Career Planning
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 395
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30 Al Tarteel
07:00 Jalsa Salana UK Address: Recorded on October 3, 2010.
08:00 Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
09:00 Question And Answer Session: Part 1, recorded on February 16, 1997.
09:45 Indonesian Service
10:45 Swahili Service
11:40 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:00 Al Tarteel
12:35 Friday Sermon: Recorded on February 22, 2008.
13:45 Bangla Shomprochar
14:50 Deeni-O-Fiqahi Masail
15:30 Signs Of The Latter Days
16:30 Faith Matters
17:30 Al Tarteel
18:00 World News
18:20 Jalsa Salana UK Address [R]
19:30 Real Talk
20:30 Deeni-O-Fiqahi Masail
21:10 Signs Of The Latter Days
22:05 Friday Sermon [R]
23:10 Intikhab-e-Sukhan: Repeat of a live poem request programme.

## Thursday December 19, 2013

00:15 World News
00:35 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
00:50 Al Tarteel
01:25 Jalsa Salana UK Address
02:30 Deeni-O-Fiqahi Masail
03:15 Quranic Archeology
03:55 Faith Matters
05:00 Liqa Maal Arab: Session no. 396
06:00 Tilawat & Dars
06:40 Yassarnal Quran
07:00 Huzoor's Tour Of West Africa: Recorded on April 6, 2004.
08:10 Beacon Of Truth
09:15 Tarjamatul Quran Class: Class no. 175
10:20 Indonesian Service
11:40 Pushto Muzakarah
12:00 Tilawat & Dars
12:40 Yassarnal Quran
13:00 Beacon Of Truth
14:05 Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on December 13, 2013.
15:15 Al-Maa'idah
15:45 Maseer-E-Shahindgan
16:25 Tarjamatul Quran Class [R]
17:30 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:25 Huzoor's Tour Of West Africa [R]
19:35 Faith Matters
20:25 Hazrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
21:00 Tarjamatul Quran Class [R]
22:30 Al-Maa'idah
22:55 Beacon of Truth

***Please note MTA2 will be showing French & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).***

**Al Fazl International Weekly, London**

**TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)**

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 20 | Friday 06 December , 2013 | Issue No. 49

## سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ آسٹریلیا 2013ء

## ❁...... خطبہ جمعہ۔ ❁...... خلافت جوبلی ہال کی تقریب افتتاح۔

❁...... آپ امن کا پیغام ساری دنیا میں بغیر کسی خوف کے اور بغیر کسی کی مدد کے پہنچا رہے ہیں۔ ہمیں آپ جیسے مزید رہنماؤں کی ضرورت ہے کیونکہ آپ کی آواز جیسی آوازوں کے ذریعہ ہی دنیا میں استحکام پیدا ہوگا۔ آپ امن، امید اور حوصلہ کی آواز ہیں۔ ❁...... آپ اپنے ساتھ ایک جذبہ اور توانائی لائے ہیں جو آپ کی مذہبی برداشت پیدا کرنے کے عزم کا اظہار کرتا ہے۔ ایسا عزم جس کے ذریعہ آپ اپنا پیغام ساری دنیا تک پہنچا دینا چاہتے ہیں۔

❁...... احمدی مسلمان بہت اچھے لوگ ہیں۔ وہ اس لئے اچھے ہیں کہ وہ ایماندار، خدا والے، نیک اور پُر امن لوگ ہیں اور خدا کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔

——— (تقریب میں شامل مہمانوں کے ایڈریسز)

❁...... حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خلافت ہمیشہ بنی نوع انسان کی توجہ خدا تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے حقوق ادا کرنے کی طرف مبذول کرواتی رہے گی۔

❁...... جماعتِ احمدیہ کی تاریخ گواہ ہے کہ خود حضرت اقدس مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اور ان کے تمام خلفاء نے جنگوں سے بچنے اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ ❁...... ہر قسم کے ظلم، بدعنوانی اور انتشار کے خلاف اپنی آواز انصاف کے ساتھ بلند کریں تاکہ دنیا تباہی سے بچ سکے۔

——— (خلافت جوبلی ہال کی افتتاحی تقریب میں حضور انور کا خطاب)

❁...... تقریب کے اختتام پر مہمانوں کے تأثرات۔ ❁...... ABC نیوز چینل پر حضور انور کے انٹرویو کی کوریج۔ یہ انٹرویو دنیا کے 46 ممالک میں دیکھا اور سنا گیا۔

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

### 18 اکتوبر بروز جمعۃ المبارک 2013ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح پانچ بج کر دس منٹ پر مسجد بیت الہدیٰ میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

آج جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ آسٹریلیا کے دوران یہ تیسرا خطبہ تھا جو MTA انٹرنیشنل کے ذریعہ دنیا بھر میں Live جا رہا تھا۔ پہلا خطبہ جمعہ سڈنی میں جلسہ گاہ سے Live نشر ہوا۔ جب کہ دوسرا خطبہ جمعہ میلبورن شہر میں جماعت کے سینٹر سے براہ راست Live نشر ہوا۔ اور اب یہ تیسرا خطبہ جمعہ ''مسجد بیت الہدیٰ سڈنی'' سے Live نشر ہو رہا تھا۔ آسٹریلیا کے اِس برّ اعظم سے مسلسل یہ Live نشریات MTA کے لئے بھی ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر آنے والا دن نئی کامیابیوں کے ساتھ طلوع ہو رہا ہے۔

### خطبہ جمعہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک بجے مسجد بیت الہدیٰ میں تشریف لا کر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل آیت کی تلاوت فرمائی: وَقُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَھُمْ اِنَّ الشَّیْطٰنَ کَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا۔ (بنی اسرائیل: 54) اس آیت کا ترجمہ ہے کہ: ''اور تو میرے بندوں سے کہہ دے کہ ایسی بات کیا کریں جو سب سے اچھی ہو۔ یقیناً شیطان ان کے درمیان فساد ڈالتا ہے۔ شیطان بے شک انسان کا کھلا کھلا دشمن ہے۔''

**اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** جیسا کہ آپ نے ترجمہ سن لیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ پیغام دیا ہے کہ وہ بات کہو جو سب سے اچھی ہے اور اچھی بات وہی ہے جو خدا تعالیٰ کے نزدیک اچھی ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے ''عِبَادِیْ'' کا لفظ استعمال کیا ہے کہ 'میرے بندے۔' ہمیں اس بات کا پابند کر دیا کہ جو میرے بندے ہیں یا میرے بندے بننے کی تلاش میں ہیں ان کی اب اپنی مرضی نہیں رہی۔ ان کو اپنی مرضی چھوڑ کر میری مرضی کی تلاش کرنی چاہئے اور اچھائیوں اور ان اچھی باتوں کی تلاش کرنی چاہئے جو مجھے یعنی خدا تعالیٰ کو پسند ہیں۔ اس کی مزید وضاحت اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرۃ میں یوں فرمائی ہے کہ وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ۔ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ (البقرۃ: 187) اور اے رسول! جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو کہہ میں ان کے پاس ہی ہوں۔ جب دعا کرنے والا مجھے پکارے تو میں اس کی دعا کو قبول کرتا ہوں۔ سو چاہئے کہ دعا کرنے والے بھی میرے حکم کو قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تا ہدایت پا جائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 'عبادی' یعنی میرے بندے کی یوں وضاحت فرمائی ہے کہ: وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ اور رسول پر ایمان لاتے ہیں وہی عبادی میں شامل ہیں اور عبادی میں شامل ہونے کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے قریب ہیں۔ اور وہ جو ایمان نہیں لاتے خدا تعالیٰ سے دُور ہیں۔

پس سچا عبادی بننے کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے ہر حکم کو مانیں۔ اپنے ایمانوں کو مضبوط کریں۔ اور جب یہ کیفیت ہوگی تو ہر قسم کی بھلائیوں کو حاصل کرنے والے بن جائیں گے۔ دعائیں قبول ہوں گی۔ پس جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے وہی بات کہا کریں اور وہی کیا بھی کریں جو خدا تعالیٰ کو اچھی لگتی ہے تو پھر لازماً اپنے ایمان کو بڑھانا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے حکموں کی تلاش کرنی ہوگی۔ اپنے عمل اس طرح ڈھالنے ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی نظر میں اچھے اور احسن اور خوبصورت ہیں۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ ہم عمل تو کچھ کر رہے ہوں اور باتیں کچھ اور ہوں۔ ہمارے عمل تو اللہ تعالیٰ کے حکموں کے خلاف ہوں لیکن دوسروں کو ہم اُس کے مطابق جو اللہ اور رسول کے حکم ہیں نصیحت کر رہے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے قول و فعل کے تضاد کو گناہ قرار دیا ہے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** یہاں اس معاشرے میں ہم دیکھتے ہیں کہ آزادی کے نام پر کتنی بے حیائیاں کی جاتی ہیں اور کھلے عام کی جاتی ہیں اور ٹی وی اور انٹرنیٹ پر اور اخباروں میں ان بے حیائیوں کے اشتہار دیئے جاتے ہیں۔ فیشن شو اور ڈریس شو کے نام پر ننگے لباس سکھائے جاتے ہیں۔ بے شک ایسے لوگوں کے قول اور فعل ایک ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ مکروہ اور گناہ ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کے خلاف ہیں۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** پس بعض لوگ اور نوجوان ایسے لوگوں سے متاثر ہو جاتے ہیں کہ یہ بڑا کھرا آدمی ہے کہ جو کچھ ظاہر میں ہے وہی اندر بھی ہے۔ دو رنگی نہیں ہے۔ تو انہیں یہ یاد رکھنا چاہے کہ یہ دو رنگی نہ ہونا کوئی نیکی نہیں ہے بلکہ بے حیائیوں کا اشتہار دینا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دوری ہے۔ پس اس معاشرے میں رہنے والے نوجوانوں، مردوں، عورتوں کو ایسے ماحول سے بچنے کی انتہائی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور جھک کر اس سے ہمیشہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ پر چلنے کی دعا کرنے چاہئے۔ شیطان سے بچنے کی دعا کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ایک مومن سے جو توقعات رکھتا ہے جن کا اُس نے ایک مومن کو حکم دیا ہے اُن کی تلاش کرنی چاہئے۔ ان باتوں کی تلاش کے لئے ایک مومن کو خدا تعالیٰ کے حکموں کی تلاش کرنی چاہئے تاکہ احسن اور غیر احسن کا فرق معلوم ہو۔ ان کی حقیقت معلوم ہو اور ان لوگوں میں شمار ہو جن کو خدا تعالیٰ نے عبادی کہہ کر پکارا ہے، ان کی دعاؤں کی قبولیت کی انہیں نوید اور بشارت دی ہے۔

**حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** ہم احمدیوں پر تو اس زمانے میں یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کیونکہ ہم نے زمانے کے امام کو مانا ہے۔ یہ عہد کیا ہے کہ ہم اپنے قول اور فعل میں مطابقت رکھیں گے اور ہر وہ کام کریں گے اور اس کے لئے ہر کوشش کریں گے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک احسن ہے۔ ہمارے قول فعل میں یک رنگی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی احسن باتوں کے لئے ہم قرآن کریم کی طرف رجوع کریں گے جہاں سینکڑوں حکم دیئے گئے ہیں۔ احسن اور غیر احسن کا فرق واضح کیا گیا ہے۔ یہ بتایا گیا ہے کہ یہ کرو گے

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں